

بسم

مؤلف

محمد سراج الدین طالب

سلطنتِ اصفیہ کے مشہور وزیر اعظم

میر علی

— (کے) —

سوانح زندگی

— مؤلف —

محمد سراج الدین طالب

۱۳۲۹ھ
۱۹۱۰ء

جملہ حقوق محفوظ



نصرت سراج الدین طالب مولف سوانح مدرعالم

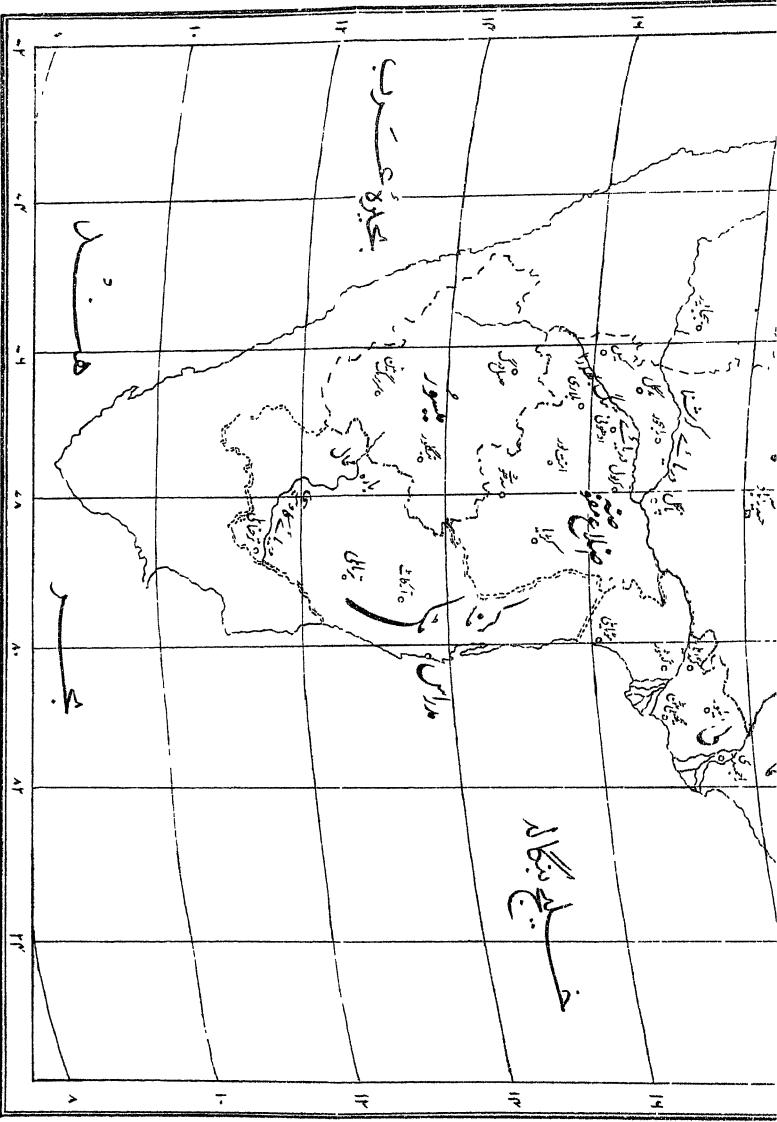
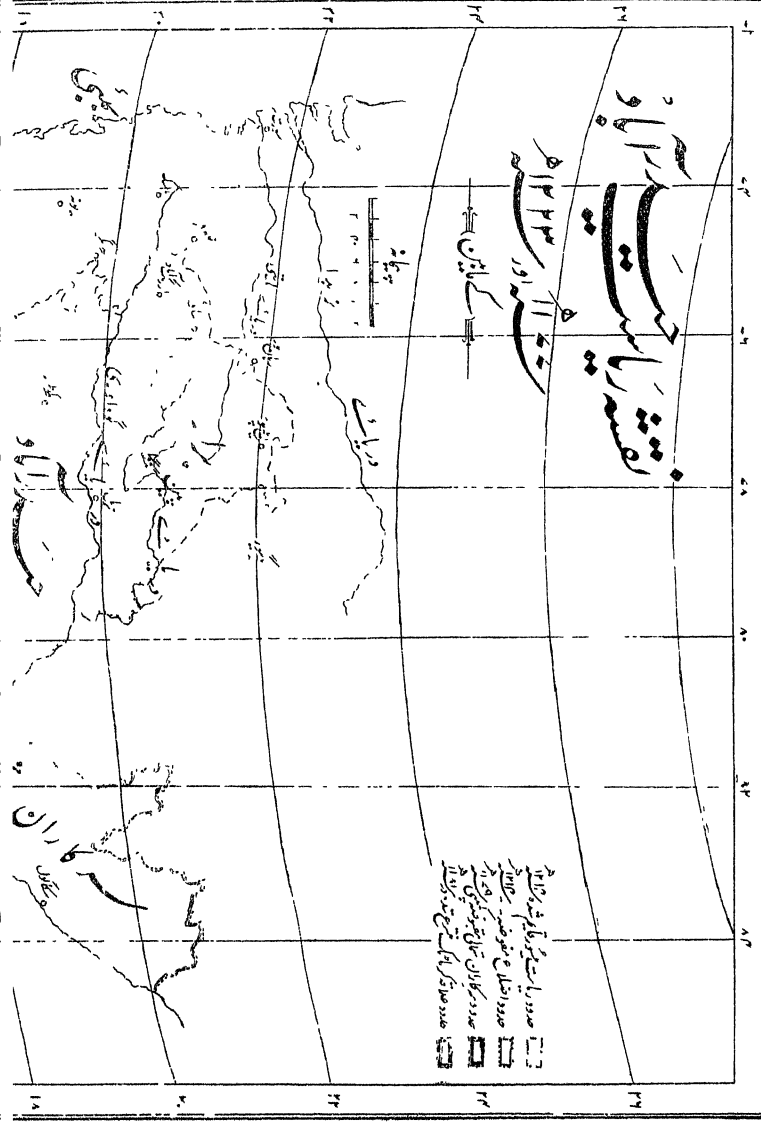
نقشہ پاکستان اور آس پاس

محکمہ اور مسماہ

کے مائن

مقام

حدود پاکستان کا نقشہ
حدود افغانستان کا نقشہ
حدود ایران کا نقشہ
حدود چین کا نقشہ



نذ

میں اس قدیمی وابستگی کی بناء پر جو مجھے عیالجناب نواب لارجناب ہاوساوسا
سلطنت آصفیہ کے دامان دولت سے اباعن جد رہی ہے اس کتاب کو (جو
آپ کے ایک معزز رکن خاندان کے سوانح حیات پر مشتمل ہے) نواب صوف
کے نام نامی پر معنون کرنے اور نذر گزرانے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔

محمد سراج الدین طاب

تعارفِ کتاب

مجھ کو اوائل عمری سے تاریخ کے مطالعہ کا شوق رہا ہے کالج کی تعلیم کے زمانے میں اسٹیج میرے اختیاری مضامین تاریخ قدیم و جدید بھی ہے اس تاریخی تعلیم میں میری نظر وسیع ہوئی تو مجھے اپنے ہی ملک اور بالخصوص عہد آصفیہ کے متعلق تاریخی تفصیل کا شوق ہوا اسی دلچسپی کا نتیجہ ہے کہ میں نے یہ کتاب ”میرِ عالم“ تالیف کی جو سلطنت آصفیہ کی تاریخ کے سلسلے کا ایک درمیانی نقطہ ہے اور ایک اہم ترین عہد کے مشہور وزیر اعظم کے سوانح زندگی پر مشتمل ہے۔ اس میں حیاتِ عالم کے قطع نظر نظامِ علییناں کے آخری دور اور سکندر جاہ کے اوائل عہد سلطنت کے تاریخی حالات تفصیلی بحث کی گئی ہے اور حتی الامکان یہ کوشش کی گئی ہے تہ تالیف اپنے موضوع میں مکمل ہو خدا کرے کہ عوام و خواص میں مقبول ہو فقط

مؤلف

محمد سراج الدین طالب

۱۔ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ
قریباً بی عیولی - حیدرآباد دکن

خصوصیات

۱۔ اس تالیف میں اکثر ایسے رفعات و اسناد سے استناد کیا گیا ہے جن کا حوالہ یا ذکر تاریخ کی کسی کتاب میں نہیں ملتا اور جن پر اب سے پیشتر ہمارے سوائے کسی اور نے استدلال نہیں کیا۔
 ۲۔ متن میں جہاں کوئی ہجری سن بتایا گیا ہے وہاں عیسوی سن ہو اور جہاں سن عیسوی بتایا گیا ہے وہاں ہجری سن سے اس کی مطابقت بتائی گئی ہے اور حتی الامکان تاریخوں کی مطابقت کی بھی کوشش کی گئی ہے۔

۳۔ شاہانِ اصفیہ کے لئے وہی القاب الموتیٰ تعالٰیٰ کے لئے ہیں جن کو مورخین سابق نے بھی اختیار کئے ہیں۔

آصف جاہ اول کیلئے مغفرت مآب آصف جاہ ثالث کیلئے مغفرت منزل

آصف جاہ ثانی کیلئے غفران مآب آصف جاہ رابع کیلئے غفران منزل

۴۔ تا وقتیکہ کسی مجبوری کی وجہ سے اپنے ماخذ کے حوالے کی سخت ضرورت نہ ہو اس سے

اتہراز کیا گیا ہے۔

ج
۵۔ جن اشخاص و امراء کا ذکر متن میں آیا ہے ان میں سے اکثر کی تعریف فٹ نوٹ میں کی گئی ہے اور جن کے احوال معلوم نہ ہو سکے مجبوراً نظر انداز کر دے گئے۔

۶۔ میر عالم سے متعلق جتنی چیزوں کے نوٹو میسر آئے ان کو کتاب میں داخل کیا گیا ہے ان کے علاوہ نواب سالار جنگ بہادر کا بھی ایک نوٹ اس بنا پر شریک کیا گیا ہے کہ نواب صاحب فوت ہوئے۔ میر عالم مغفور سے نسبى تعلق ہے جو شجرہ کے ملاحظہ سے واضح ہو گا اور شجرہ بطور ضمیمہ آخر کتاب میں رکھا گیا ہے۔

۷۔ ضمیمہ الف میں وہ خط بلفظہ نقل کیا گیا ہے جو اوسط جاہ نے میر عالم کو فتح میسور کے بعد لکھا اس خط سے تقسیم ملک مال کی نسبت بہت سارے تاریخی معلومات فراہم ہوتے ہیں۔

۸۔ فہرست مضامین و تصاویر اور فہرست ماخذات (علیہیات) کے علاوہ ایک فہرستہ (انڈکس) بہ ترتیب حروف تہجی دی گئی ہے تاکہ اعلام و اسماء کے متعلق معلومات فراہم کرنے میں آسانی ہو اور اس فہرست میں ان اسماء یا اعلام کو بھی شامل کیا گیا ہے جن کا ذکر فٹ نوٹ میں آیا ہے۔

مؤلف

علیہیاست فارسی

- | | | |
|--------------------|--------|-------------------------|
| لمؤلفہ | تسلی | ۱۔ اندازہ واقعات دکن |
| سید محمد | تسلی | ۲۔ اوصاف مینر |
| حسن علیاں | تسلی | ۳۔ باغ و بہار |
| لمؤلفہ | تسلی | ۴۔ تاریخ گوہر شاہوار |
| غلام حسین خاں جوہر | تسلی | ۵۔ تاریخ مادہ نامہ |
| کھن لال | مطبوعہ | ۶۔ تاریخ یادگار کھن لال |
| عبد اللطیف شوستری | مطبوعہ | ۷۔ تحفۃ العالم |
| لمؤلفہ | مطبوعہ | ۸۔ تذکرہ بنے نظیر |
| لمؤلفہ | مطبوعہ | ۹۔ تذکرہ روز روشن |
| شاہ تجلی علی | مطبوعہ | ۱۰۔ ترک آصفیہ |
| سید محمد ابوتراب | تسلی | ۱۱۔ حقیقۃ العالم |
| میر ابو القاسم | مطبوعہ | ۱۲۔ حقیقۃ العالم |
| فیض اللہ فضل علیاں | تسلی | ۱۳۔ خزانہ رسول خانی |
| لمؤلف | تسلی | ۱۴۔ خطوط حسمت جنگ |

- | | | |
|---------------------------|--------|-----------------------|
| ۱۵ - رقعات میر عالم | تسلی | لمؤلف |
| ۱۶ - سبہ صفات میر عالم | تسلی | میر بر علی یکیاں |
| ۱۷ - سوانح دکن | تسلی | منعم خان اورنگ آبادی |
| ۱۸ - گلزار آصفیہ | مطبوعہ | غلام حسین خاں |
| ۱۹ - مآثر الکرام سرو آزاد | مطبوعہ | غلام علی آزاد بلگرامی |
| ۲۰ - مختار الاخبار | مطبوعہ | اسد اللہ |
| ۲۱ - منشاءت میر رضی | تسلی | لمؤلفہ |
| ۲۲ - نگارستان آصفی | مطبوعہ | سید التفات حسین خاں |

— (اردو) —

- | | | |
|--|--------|---------------------|
| ۱ - تایخ خورشید جاہی | مطبوعہ | غلام امام خان |
| ۲ - تایخ رشید الدین خانی | مطبوعہ | غلام امام خان |
| ۳ - ترجمہ عہد نامہ جات سرکار انگریزی کمپنی تجدید | مطبوعہ | منشی نول کشور |
| ۴ - تزک محبوبیہ | مطبوعہ | غلام صدیقی خاں گوہر |
| ۵ - مجلس منظوم | تسلی | محکم |
| ۶ - مرقعہ عبرت | مطبوعہ | سید مہدی حسن |

— (انگریزی) —

- | | |
|---------------------------------------|---------------|
| ۱ - ایچی سنس ٹری ٹینر جلد (۸) طبع سوم | سی یو ایچی سن |
| ۲ - اے، مٹری آف دی مرہٹاس | جے گرانٹ ڈف |
| ۳ - حیدر آباد آفیسر | مہدی علی خاں |
| ۴ - وی انالیٹکل مٹری آف انڈیا | رابرٹ سول |

ڈبلیو ایس سیٹن کار

پنج جی بکس

یم مارٹن

۴۔ دی مارکویس کورنوالس

۵۔ دی نظام

۶۔ ڈوسپاچس ملے نیوٹس اینڈ کریپاڈنس

آف مارکویس ویلزلی۔

ہرن اینتھ

۷۔ فہرست مخطوطات انڈیا آفس لائبریری

چارلس ریو۔

۸۔ فہرست مخطوطات برٹش میوزیم

آر۔ آر پیرس

۹۔ میمورار اینڈ کریپاڈنس آف ویلزلی

س پیج بلگرامی اینڈ

۱۰۔ ہٹاریکل اینڈ ڈسکرپٹو اسکیچ آف

سی ولٹ

ہنر ہائیٹس دی نظامس ڈومینیٹس

جیمس مل۔

۱۱۔ ہٹری آف برٹش انڈیا۔

ہیو مرسے

۱۲۔ ہٹری آف برٹش انڈیا۔

ڈبلیو جے ولسن۔

۱۳۔ ہٹری آف دی مدراس آرمی

فہرست مضامین میر عالم

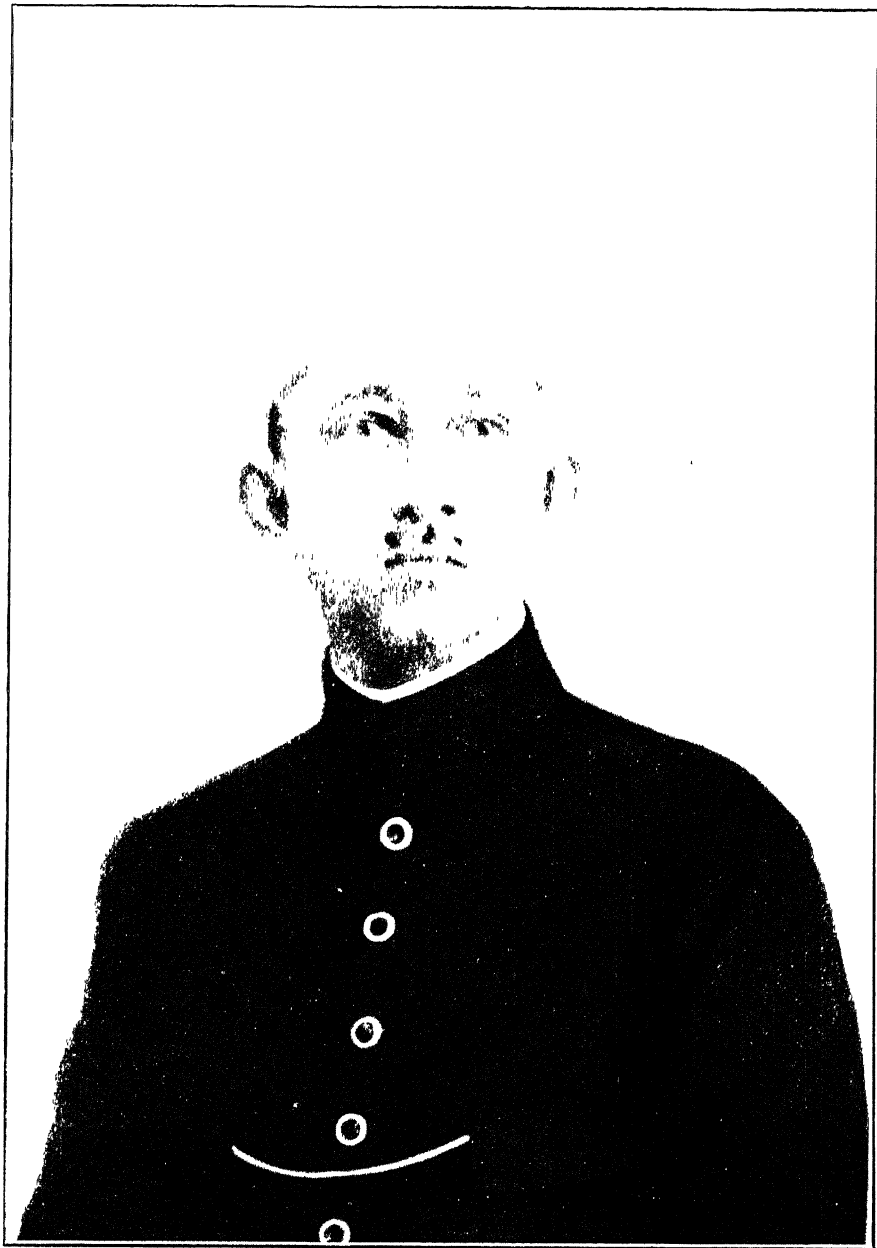
صفحہ	نمبر	صفحہ	نمبر
۴۱	۱۔ عہد نامہ پانگل اور میو کی تیسری جنگ	۱	۱۔ میر عالم کا سلسلہ نسب
۴۹	۱۸۔ کھڑے کی جنگ کے اسباب اور اسکی تیاری	۷	۲۔ اشعار سید رشتی اقدس
۵۲	۱۹۔ سفارت پونہ	۹	۳۔ رقعات سید رضی
۵۴	۲۰۔ کھڑے کی جنگ	۱۰	۴۔ رقعہ موسومہ شاہ نواز خاں
۵۵	۲۱۔ انگریزی فوج کی برطانی اور فرانسیسی فوج کا اضافہ	۱۰	۵۔ رقعہ موسومہ غلام علی آزاد
۶۴	۲۲۔ مارکوس ویزی گورنر جنرل ہند اور انکی پالیسی	۱۴	۶۔ ولادت و زمانہ تعلیم
	۲۳۔ عہد نامہ امدادی کی تکمیل اور فرانسیسی فوج نظام کی برطانی	۱۶	۷۔ ابتدائی ملازمت
۶۵	۲۴۔ میسور کی چوتھی جنگ اور میر عالم کی سپاہی	۱۷	۸۔ خدمت و کالت
۷۱	۲۵۔ فتح سرریگ پٹن اور تقسیم ملک میسور	۱۸	۹۔ قیام اتحاد انگریزی
۷۵	۲۶۔ ویلنزی اور میر عالم کا اختلاف	۲۳	۱۰۔ خدمات سفارت
۸۶	۲۷۔ کرک پیٹرک اور وزیر انصافی شادی اور اس کا مقدمہ	۱۱	۱۱۔ سفارت کلکتہ
۹۷	۲۸۔ خدمت سے میر عالم کی علیحدگی اور ان کا انزوا	۲۴	۱۲۔ واقعات و معرل سفر
۹۹	۲۹۔ سب سی ڈی اے کی سسٹم کی تعریف	۳۲	۱۳۔ میر عالم کا دور و کلکتہ میں اور ان کا زوال سے پہلی ملاقات
۱۰۲	اور اُس میں شرکت نظام	۳۶	۱۴۔ واپسی اور خطاب
۱۰۵	۳۰۔ میر عالم کی دیوانی	۳۷	۱۵۔ مسائل سفارت پر اہل کار زوال کے جواب
		۴۰	۱۶۔ سرکاران شمالی کا تصفیہ آخر

- ۱۵۰ - ۵۰۔ مکانات - ۱۱۴
- ۱۵۲ - ۵۱۔ منڈی کی تقسیم - ۱۲۴
- ۱۵۳ - ۵۲۔ تالاب میر عالم - ۳۳۔ دوازدہ دفعات میر عالم
- ۱۵۵ - ۵۳۔ تالاب کے کٹہ کی پجور - ۳۴۔ دوازدہ دفعات میر عالم کا فائدہ کمپنی کے حق میں - ۱۲۶
- ۱۵۹ - ۵۴۔ تصنیف و تالیف - ۳۵۔ میر عالم کی باغ میں خراج لگے مغفرت منزل - ۱۲۷
- ۱۶۰ - ۵۵۔ مصباح العارفین - ۳۶۔ سفارت سرکار دو لہندہ کی گورنر جنرل کے دربار میں موقوفی - ۱۲۸
- ۱۶۱ - ۵۶۔ زیارت عاشورہ - ۳۷۔ فوجی بغاوت اور اس کی غلط افواہ - ۱۳۰
- ۱۶۳ - ۵۷۔ شہنوی میر عالم - ۳۸۔ مہاراجہ چند لال کی خدمت میں شکاری - ۱۳۲
- ۱۶۴ - ۵۸۔ ماہ لقا اور میر عالم کا تعلق - ۳۹۔ انتظام ڈاک - ۱۳۳
- ۱۶۵ - ۵۹۔ اشعار شہنوی - ۴۰۔ ریاست اصفیہ کا سب سے پہلا ڈاکٹر - ۱۳۴
- ۱۶۷ - ۶۰۔ رقصات میر عالم - ۴۱۔ گرانی غلہ اور اس کا انتظام - ۱۳۵
- ۱۶۸ - ۶۱۔ رقصہ از طرف غفران مآب بہ جاب سیموم بادشاہ انگلینڈ - ۴۲۔ انتظام مملکت اور حق خدمت دیوانی - ۱۳۶
- ۱۷۰ - ۶۲۔ رقصہ از طرف نواب ارسطو جاہ بہ لارڈ کورنوالس بہادر - ۴۳۔ غیر گمان نادر شاہ کا ورود - ۱۳۷
- ۱۷۱ - ۶۳۔ رقصہ از طرف میر عالم بہ کرک پیارٹک - ۴۴۔ آل و اولاد - ۱۳۸
- ۱۷۲ - ۶۴۔ حدیقہ العالم - ۴۵۔ جایگزینات - ۱۳۹
- ۱۷۳ - ۶۵۔ وہ مجلس - ۴۶۔ عمارات و آثار - ۱۴۰
- ۱۷۴ - ۶۶۔ اخلاق و عادات - ۴۷۔ مساجد اور سمرائیں - ۱۴۱
- ۱۷۵ - ۶۷۔ جو دو سخا - ۴۸۔ باغ کی تقسیم - ۱۴۲
- ۱۷۶ - ۶۸۔ ارسطو جاہ اور میر عالم کے طرز عمل کا مقابلہ - ۴۹۔ باغ میں جنگ - ۱۴۳

۱۹۲	۷۷۔ خوش اعتقادی	۱۸۱	۶۹۔ فہم و فراست
۱۹۴	۷۸۔ وفات و مدفن	۱۸۳	۷۰۔ رسل کا خیال میر عالم کی نسبت
۱۹۷	۷۹۔ اخبارات ہند اور میر عالم	۱۸۶	۷۱۔ ایک ملاقات کا بیان
۱۹۹	۸۰۔ خدمت دیوانی کا مسئلہ	۱۸۷	۷۲۔ حسن تدبیر۔
۲۰۱	۸۱۔ صنیمہ الفت رقعہ اسطوٹیا موسومہ	۱۹۰	۷۳۔ اطاعت آقا
	میر عالم۔	۱۹۱	۷۴۔ حزم و احتیاط و عاقبت بینی
۲۱۳	۸۲۔ صنیمہ شجرہ میر عالم۔	۱۹۲	۷۵۔ خوش اخلاقی
۲۱۴	۸۳۔ اشاریہ۔	۱۹۲	۷۶۔ غیر معمولی خطاب کی توجیہ

فہرست تصاویر میر عالم

- ۱ - تصویر مولف برشت سردرق -
- ۲ - تصویر نواب سالار جنگ بہادر روبرو صفحہ ۱ -
- ۳ - تصویر میر عالم روبرو صفحہ ۱۶ -
- ۴ - مہاراجہ چند لال کی ایک تحریر کی تصویر روبرو صفحہ ۱۱۴ -
- ۵ - بارہ دری کے محل کی تصویر روبرو صفحہ ۱۲۷ -
- ۶ - مہاراجہ چند لال کی ایک اور تحریر کی تصویر روبرو صفحہ ۱۳۳ -
- ۷ - میر عالم کے تالاب کے بند کی تصویر روبرو صفحہ ۱۳۴ -
- ۸ - تصویر مکان میر عالم روبرو صفحہ ۱۵۰ -
- ۹ - منڈی کی تصویر - (اس تصویر کی پشت پر میر عالم کی قبر اور بم کے کتبہ کی تصویر بھی ہے) روبرو صفحہ ۱۵۲ -
- ۱۰ - کتوے کے کتبہ کی تصویر روبرو صفحہ ۱۵۴ -
- ۱۱ - تصویر عاشور خانہ روبرو صفحہ ۱۹۲ -
- ۱۲ - تالاب میر عالم اور چوکھنڈی کی تصویر روبرو صفحہ ۱۹۵ -



نصرت عالی پٹناب دواب ممبر بوسف علی خان بہادر سالار جنگ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

میرِ عالم

— (کا) —

سلسلہ نسب

بلدہ شوتر کے شیخ الاسلام ۱۵۰۵ھ ۱۰۷۵ھ تک سید نور الدین تھے اس سے قبل بھی یہاں کی شیخ الاسلامی میرِ عالم کے اجداد میں تھی ان کا سلسلہ نسب سولہ واسطوں سے امام ابو الحسن موسیٰ کاظم تک پہنچتا ہے ۱۲۰۵ھ ۱۱۷۵ھ میں سید نور الدین کے آٹھویں فرزند سید رضی پیدا ہوئے جب یہ سن شعور کو پہنچے تو ان کے والد نے خود ان کی تعلیم شروع کی اس کے بعد سید رضی نے اپنے بڑے بھائی سید عبداللہ کی تعلیم پائی اور بلدہ شوتر کے اور علماء سے بھی علوم عقلی و نقلی حاصل کئے تحصیل علم کے بعد ان تم اور کاشان اور تمام عراق عجم کا سفر کیا۔ عراق عرب کی بھی سیر کی مقامات مقدسہ کی زیارت سے شرف اندوز ہوئے اس سفر سے علاوہ حصول تجارت کے حصول برکات کی بھی غرض تھی اس کے بعد عزم ہند کیا ۱۲۰۹ھ ۱۱۷۹ھ میں اپنے بھائی سید حسن کے ہمراہ بندر گاہ بصرہ سے بندر گاہ سورت پہنچے اور چند روز وہاں قیام کر کے شاہجہاں آباد پہنچے یہاں سے ان کے

بھائی وطن واپس ہوئے اور یہ ہیں ابوالمنصور خان خراسانی کے پاس مقیم رہنے کچھ عرصہ بعد ان کے پاس سے ٹھکانہ نواب شجاع الدولہ ناظم بنگالہ کے یہاں پہنچے اور ایک زمانے تک ان کی مصاحبت و ملازمت میں رہے جب ان کا انتقال ہو گیا تو ان کے داماد مرشد قلی خان صوبہ دار اوریس کی زناقت میں رہے اور جب مرشد قلی خان حیدر آباد دکن پہنچے تو یہ بھی ان کے ہمراہ یہاں آئے اور ان سے جدا ہو کر مغفرت مآب آصفیہ اول کی ملازمت میں آئے ساتھ روپیہ تنخواہ مقرر ہوئی مغفرت مآب نے ان کے علم و فضل کی قدر کر کے ان سے فرمایا کہ تم کو سرکاری دارالانشاء کی خدمت سے سرفراز کیا جائیگا مگر انھوں نے قبول نہ کیا۔

اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہر ہفتہ ایک دن ہماری ملاقات کے لئے حاضر ہو کر دو میر صاحب نے عرض کی ”اس شرط سے حاضر ہوا کروں گا کہ میں جس شخص کے لئے سفارش کروں قبول فرمائی جائے“ اس پر مغفرت مآب نے ان کو ہر ملاقات میں ایک شخص کیلئے سفارش کرنے کی اجازت دی اور منگل کا دن ملاقات کے لئے مقرر فرمایا۔ اسی وجہ سے اس دن میر صاحب کے مکان پر بہت سارے حاجتمند جمع ہوتے تھے مگر وہ اُسی سے وعدہ سفارش کرتے جو سب سے پہلے حاضر ہوتا غفران مآب نواب نظام علی خان نے میر صاحب کو تین ہزار سالانہ کی جاگیر پر گنہ پٹن چروہ میں سرفراز فرمائی صاحب گلزار آصفیہ نے دس ہزار سالانہ مصالح کی جاگیر کی سرفرازی بتائی ہے لیکن ہم اس کے اس سائیکل پر نہیں دیتے اس واسطے کہ گلزار آصفیہ ۱۲۸۵ھ کی تصنیف ہے اور گلزار آصفیہ ۱۲۸۵ھ کی تصنیف ہے اور ظاہر ہے کہ مورخ الذکر سید رضی اور میر عالم کے عہد سے

قریب تر ہے اس لئے مصنف نگارستان آصفی کے مبینہ وہ واقعات جو خصوصاً اس کے عہد کے یا اس کے قریبی زمانہ کے ہیں صحیح نہ باور کرنے کے کوئی وجہ نہیں۔ اور قطع نظر اس کے اس مسئلہ میں اس نے اپنی تحقیق بھی بتائی ہے کہ سید رضی کی جاگیر کس پرگنہ میں تھی اور اس کے اس قول کی تائید یادگار مکھن لال شاہجہاں پوری سے بھی ہوتی ہے جس نے حسب ایما چارلس مٹکاف (ریڈنٹ حیدر آباد) اپنی تیاری مرتب کی ہے اگرچہ یہ تائید قوی نہیں تصور کی جاسکتی اس لئے کہ صاحب نگارستان آصفی کا ماخذ ہی تیاری ہے اور دونوں کے اکثر و بیشتر مضامین بالکل متوارد واقع ہوئے ہیں تاہم جب سید رضی کی سند عطیہ کو دیکھتے ہیں تو حقیقت حال حسب بیان صاحب نگارستان آصفی ہم پر ظاہر ہو جاتی ہے اس جاگیر کی سند نواب میر یوسف علی خان سالار جنگ بہادر کے قبض و تصرف میں ہے جس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جاگیر دو ہزار چھ سو چھیاسٹھ محال کا موضع تھا جس کا نام پھلوادی تھا اس کے متعلق مزید تفصیل ہم نے جاگیرات میر عالم کے عنوان کے تحت لکھی ہے۔

میر صاحب ہمیشہ اپنے مکان (واقع ایرانی گلی) میں رہتے تھے۔ اکثر امیر امرا میر صاحب ملنے آتے مگر ان کی طبیعت کے استغناء کا یہ حال تھا کہ وہ کسی کے پاس نہیں جاتے اگرچہ اپنے ملک کے مجتہد تھے مگر محفل ملاقات میں نہ یہی تذکرے یا مباحث کو آنے نہ دیتے۔ اپنی عزلت گزینی کے زمانے میں امور خانہ داری و معاش کا انتظام بھی اپنے سر نہ رکھا۔ سید رضی نے سادات نفروش کے ایک بزرگ میر ابو الفضل خاں کی لڑکی سہماۃ بادشاہ حکیم سے

لے لیا۔ سید رضی جس مکان میں رہتے تھے اس کو میر عالم نے اپنے بھتیجے عاشق حسین خان کو دیدیا۔ جو احوال ان کی اولاد و اخلا کے قبضہ میں ہے۔

عقد کر لیا اور ان سے دولٹ کے ہوئے اور ایک لڑکی (۱) میر ابو القاسم بھی ہمارے رکن سلطنت ہیں جو بعد میں میر عالم کے خطاب سے مخاطب ہوئے اور انہیں حالات زندگی میں جو اوراق مابعد میں قارئین کے آگے پیش کئے جائیں گے (۲) سید زین العابدین یہ ابتدائے شباب ہی میں حیدر آباد چھوڑ کر ٹیپو سلطان کی ریاست میں اور ان کے ملازم ہو کر مستعد علیہ بنے عمر وہیں کاٹئی آخر ٹیپو سلطان کی شہادت کے پانچ مہینے بعد سلمیٰ میں مرض سرسام سے سرریگ پٹن میں انتقال کیا اور دولٹ کے یادگار چھوٹے (۱) سید باقر میرزاں خاں بہادر (۲) سید حسین۔ ان کے والد کا جب انتقال ہوا ہے تو یہ یعنی سید حسین نہایت کم سن تھے میر عالم نے اپنے بھتیجے کو اپنے بھائی کے زمانے کے اپنے پاس بلوایا اور اپنے ہی پاتیس سلیم و تربیت کی اور ابھی وہ کم عمر ہی تھے کہ اپنی دیوانی زمانے میں سید موتن خاں بہادر کی لڑکی کے ساتھ نہایت تکلف کے ساتھ شادی بھی کر دیا میر عالم کے انتقال کے بعد یہ سن رشد تک منیر الملک کے زیر نگرانی ہے۔

۱۔ صاحب تحفہ العالم اور صاحب گلارستان آصفی نے ان کا نام حسین لکھا ہے اور صاحب گلزار آصفیہ نے عاشق حیات بہادر بتایا ہے ممکن ہے کہ پہلا نام ہو اور دوسرا خطاب۔

۲۔ منیر الملک علی خاں شہسوار الدین محمد حیدر شیر جنگ کے (جو غفران مآب کے عہد میں پہلے داروغہ گلخانہ پراور پھر صوبہ داری اورنگ آباد سے سرفراز ہوئے تھے) پوتے اور محمد صفدر خاں غیور جنگ کے بیٹے تھے اور ان کی (منیر الملک کی) والدہ بہت بگم، دگاہ قلی خاں سالار جنگ مومن الدولہ موتن الملک خاں دوران کی صاحبزادی تھیں اور وہ نواب سالار جنگ میر دوست علیخان بہادر کے جد امجد و ختمار الملک سر سالار جنگ کے جد تھے اور میر عالم کے داماد۔

عوام میں یہ امر مشہور ہو گیا ہے کہ میر صادق (جو اپنے ذاتی عناد کی بناء پر سرگزشت کی آخری مہم میں سہل انگاری کر کے ٹیپو سلطان کی شہادت اور ملک کے انگریزوں کے ہاتھ پر فتح ہونے کا باعث ہوئے) میر عالم کے بھائی تھے۔ اس میں شک نہیں کہ ان کے بھائی زین العابدین ریاست میسور کے ملازم تھے لیکن کوئی ذمہ دارانہ خدمت ان کے سپرد نہیں تھی اور نہ یہ امر متحقق ہے کہ میر صادق مذکور انھیں کا عرف یا خطاب ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو صاحب نشان حیدری نے جہاں ان زین العابدین شہسری اور انکی تصنیف تذکرۃ البلاد و الحکام کا ذکر کیا ہے ان کے اس نام یا خطاب سے بھی ضرور روشناس کراتے۔ بہر حال اس سوئٹن کا اثر میر عالم کی نیک نامی پر اچھا نہ پڑا اور چونکہ میسور کی چوتھی جنگ میں میر عالم سپاہ سرکار عالی کے سپہ سالار رہے ہیں۔ اس لئے عوام کو اس امر کے یقین کرنے کا موقع ملا کہ میر صادق کے ساتھ ساز باز کر کے انھوں نے کامیابی حاصل کی حالانکہ اس مہم میں میر عالم نے نہ میر صادق سے کوئی ریشہ دوانی کی نہ کسی اور سے کوئی ساز باز۔

(۳) مریم بیگم ان کی شادی بہرام الملک سے ہوئی تھی جن کا نام تیسرے جل جہاں تھا یہ عاقل غا لب چاک کے بیٹے اور سادات بارہہ سے تھے جو حضرت مغفرت مآب کے عہد میں ہزاروں کی داروغگی کی خدمت انجام دیتے تھے اور حضرت غفران مآب کے عہد میں برہان الدولہ کی برہان الملک کے خطاب سے سرفراز اور صوبہ داری الیمپور سے ممتاز ہوئے۔ مریم بیگم کے بطن سے بہرام الملک کو تین لڑکے ہوئے اور دو لڑکیاں۔

لہ میر عالم کے عہد میں ایک سو سوار اور دو سو جوانان بار کی جاگیر سے سرگزشت پائی اور راجدھی الشانی ۱۲۳۱ھ میں انتقال کیا۔

سید صاحب کو ایک حرم کے بطن سے ایک لڑکی اور تھی جس کا نام سکینہ بیگم تھا اس کی شادی میسور کی تیسری مہم کے زمانہ میں میر ابو القاسم نے مستقیم الدولہ سے کر دی تھی۔

سید صاحب کا انتقال شب و شنبہ ۲۴ جمادی الاول ۱۲۹۲ھ ۲۹ مئی ۱۸۷۵ء کو ہوا اور دائرہ میر مومن صاحب میں دفن ہوئے اعظم الامر ارسلطو جاہ ان کے سوم کی فاتحہ پڑھ کر تعزیت کے لئے مکان پر آئے اور ان کے بڑے صاحبزادے میر ابو القاسم کو دل دلا کر دینے کے بعد یہ ثرہ سنایا کہ موروثی جاگیر ان کے نام بحال کر دی گئی اس عنایت کی خوشی میں میر ابو القاسم نے ایک مینا کار ولایتی پیش قبض اور ایک ولایت کا لکھا ہوا موجد اعظم الامر کی نذر کیا۔

سید رضی علوم عقلی و نقلی میں لایق و فایق اور معلومات مذہبی کے لحاظ سے اپنے ملک کے مجتہد تھے۔ اکثر علمی کتابوں پر انھوں نے حاشیے چڑھائے افسوس کہ یہ حاشیے بے نشان ہیں انشاء و شاعری میں کامل و ماہر تھے اقدس تخلص کرتے تھے ایک فارسی دیوان مرتب چھوڑا اور ان کے منشاءات بھی مشہور ہوئے مگر نہ دیوان چھپا اور نہ منشاءات۔ یہاں ہم ان کے چند اشعار اور ایک دور قے نقل کرتے ہیں جن سے فن شعر میں سید صاحب کی جدت طبع کا

لے حاجی محمد زماں شوستری تاجید آباد میں وارد ہوئے اور ایک عورت سے یہاں کچھ کیا اس سے ایک لڑکا نزار عبد الغنی تولد ہوا علم نے بیاس ہو گئی و لیاقت اپنی بہن سکینہ بیگم کو اودن کے عقد میں دیا اس سے اُن کو مرزا محمد علی نام ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہوئیں میر عالم کی قرابت کی وجہ سے وہ امور کلیات میں دخل بھیے اور مستقیم الدولہ خطاب پایا۔

اعظم الامر ارسلطو جاہ غلام سیخاں قلعہ داراہہ فرخ نزا و خاں کیا فی الاصل کے بیٹے تھے عہد دیوانی رکن الدولہ میں امر ہلاز مستیا آئے اور صوبہ داری اور نگ آباد سے سرفرازی پائی اور پھر صوبہ داری سے موقوف کے مبارک قلعہ اوس میں بھیجے گئے جہاں وہ رکن الدولہ کے انتقال تک تقیم رہے اُن کے بعد بلکہ آئے اور دیوانی سے سرفرازی پائی اپنی پوتی جہاں سپر بیگم کو مغفرت منزل سکند جاہ کے جلالہ عقد میں آیا۔ ۱۲۹۲ھ میں انتقال کیا۔

اور شریں ان کے معیار انشاء پر داری کا اندازہ ہو سکیگا۔

من شاہ

رہو دستِ سخنِ سنش دل فگار از ما فغاں کہ منزل خود را گرفت یا از ما
بشرع عشق دو طاعت از دو کین قبل خلاف وعدہ ز خوبان انتظار از ما

نباشد خود نمائی مردم افتادہ از پارا کہ نگینی نباشد سایہ گلہائے خدا

نرم شو کہ سخت گیرانِ کلِ صحت گیر نیست خامہٗ قولاد ہرگز لایق تصویر نیست

سخت ریاضاتِ نزع انداز کاوش اہل جہاں در زمین سخت رسم کندنِ نیابت

چرب نرمی و در مزاج مردمانِ خام نیست روغنِ بادام ہرگز با گل بادامیت
نیست سوئے عالم حیرت و دوزخی را گزر در سواد کشور تصویرِ صبح و شامیت

جلبِ نفعی پاک طینت از کس منظور نیست جذبِ روغن در شرابِ چینیِ مغفورت
ظالم از پیرے کہ اندوز دندار و بہر شمعِ مومی در فضائے خانہٗ زہوریت

۱۔ مختلف تذکروں اور رقعوں سے جتنے اشعار جہدست ہوئے وہ سب نقل کر کے گئے تاکہ درست بردرمانہ کیجئے تو محفوظ رہیں

در شهر حسن عاشق بے شور با نیست عیبی چو عیب بے نمکی در کباب نیست

خون خورم روز و شب چہرہ کاہنی باقت بے نو گشت تمام و صولت شاہی باقت
بگزر از جسم کہ دستم خم خون خوار وجود هست تا کشتی تن خوف تباهی باقت
شعلہ را گشت ہوا باعث افزونی قص تا ہوس هست بدل شوق مناہی باقت
چشم امید ر مخلوق ندارم اقتس تا کہ امید بر الطاف الہی باقت

عشرت آبادی ز فیض فقرا مسکن است نان خشکے چوں بدست آری شکن شکن است
گوشہ گیری آب حیوانست بخت بزمرا ایمن از مردن بود فیروزہ ماور معدن است
ماند سالم از خطر ہر کس کنارا ز خلق تحیت خوشہ از برق آیمن تا کہ دور از خرمن است

رفتہ رفتہ ظلم گردوں بشیر از عدل شد این کماں از بسکہ یکجا ماند آخر خانہ کرد

ظالم از عربدہ با رستم خویش کشد عقرب از کج روشی بر سر خود پیش کشد

پر تو خورشید را آئینہ سازد گرم تر مہر کم را سینہ صافی با فراواں می کند

دولت بے رنگاں سرمایہ سنگین دلست خاک چوں یاقوت گرد و سنگ خا رامی شود

ریاضت و جہاد نفس باشد حربہ مرواں خوش آن پہلو کہ ترکش بختش بویاگر د

مدار امید نفع پاک طینت راز ناپاکاں کہ رفع شنگی چوں آب ز صہبائی آید

عمر بہ سیح می رود رحم و حنائے یار کو وصل سبک عنان چشما ہجر گراں وقار کو

رقعات

(۱) موسومہ شاہ نواز خاں در مبارک باد سرسرازی نوبت بگو۔

نواب صاحب والا مناقب مشفق مہرباں قیبلہ و قدوہ نیاز منداں سلا۔

ابلاغ دعوات مخالفت سمات را کہ گل سرسبد ہدایاے نیاز مندان صافی طویت

است مقدمہ عرض مدعا نمودہ چہرہ کشائے شاہد مطلب می گرد کہ در ایں آواں عباد

اقران کہ ططنہ کوس آوازہ عنایت نوبت از پیشگاہ عاطفت سدہ نیتہ جاہ حلال

بہ آں قدر شناس نخلصان عقیدت مال سامعہ افزوز خاص و عام گردیدہ و تو آئے

تفریح فزائے ایں نوید سرا سرا مید در فضا ئے بہات ستہ خاطر وضع و تشریف

نفیر شہرت کشیدہ گوشہ نشینان عراق درست اخلاص را کہ بہ مقتضائے قانون

راست اعتقاد ہی شدہ عاے ترقی مقامات خدام لازم الاحترام لاپستہ ساز دارند و بہ نفعات زیر و بم سر و علانیہ دل و زبان سوال ترفع درجات ملازمن سمو امکان را وظیفہ صبح و شام می شمارند واجب است کہ مانند کرناہمہ من ہاں گردیدہ تقارہ ہائے ادائے تہنیت را بلند صدا نمایند۔ اللہ تقدس و تبارک ایں عطیہ عظمیٰ را بر آں جناب و جمیع احباب مبارک کناد و ایں موہبت کیرمی را مقدمہ ترقیات بسیار و ترفعات بے شمار سازاد۔

(۲) موسومہ شاہ غلام علی (آزاد تخلص)۔

ہموارہ اریکہ ہدایت و ارشاد یہ تیکن ذات قدوسی سمات جناب سادت فضیلت انتساب
ثرافت و مناعت آیات سلالہ دودمان شامخ الارکان مصطفوی نقاۃ خاندان
رفت کیوان مرتضوی مرشستہ معنی بشر صورت ناسوتی ظاہر لاہوتی سیر علیاق
گل تجرد شعار و استتگی خصلت لامکاں تیار محرم خلوت خانہ مکاشفت و شہود
واقف اسرار خفیہ عدم و وجود مدرک حقایق کثرت درعین وحدت ذات عالم
دقایق تجلیات مختلفہ اسماء و صفات عارف معانی خفی و جلی مولانا سید غلام علی
سلمہ اللہ مزین باد۔

بعد از اہدائے دعاے کہ سجادہ نشینان خطایر قدس ہنگام استماعش زبان
بہ کلمہ آمین آشنا سازند مرفوع خاطر حقایق مظاہر می دارد کہ صغیرہ خامہ بلاغت بیان
کہ بہ بین نیت کام و وہاں در اقلیم سخنوری صاحب خط مشور و در مروت و ہفت خط خط

قبض و بسط جمیع امور است در مقام تقریر و تحریر شوق لقاء گرامی کہ نمونہ از نعیم
 موعود جنت عدن است بعجز و قصور معترف چہ پیمایش بحر و خار بقدر محض خیال
 و مساحت ساحت اقطار غہرا بوجہ فرض محال لاجرم صفحہ مضمون را مطمح نقوش
 الفاظ توضیح مد عامی سازد۔ ہر چند قلم زبان و زبان تسلیم این میچراں از بدو حالت
 شعور و تیز نگاہ ابتداء تجرّع کاسات کہ ورت است آشنائے گزارش و نگارش
 گلہ از آتش نایاں نگر دید و کاتب فکر است ایس بے استعداد در قوم شکایت و تنہا
 ہرگز بر لوح اظہار ترسم نمودہ

زبان شکوہ مانیت شمع ہر محل چونک آتش مادر جگر نہاں شد
 اماچوں در بعض اوقات اظہار سردہری یاراں موجب گرمی ہنگامیت
 است کلمہ چند ازین مقولہ زبان کلک نظم سلک جاری می گردد

گوش کن تا اندکے از غم دے خالی کنم می توان یک جرعه خورد از جام لالائے
 چہ واقع است کہ عزالت گزینان را ویہ مجوری بالمرہ از خاطر دوستان
 فراموش شدہ اند و نام گوشہ گیران بیت الاحزان مفارقت بقول مطلق از
 التفات ہمدماں محو گردیدہ است ع دوستی کے آخر آمد دوستداران اشد
 دریں مدت مدید ہرگز سوا د کلمات مکتوبی از آں ملاذ کہ در چشم بصیرت محبت
 پرستماں جواہر سرمہ معنوی ہمانست باعث روشنی دیدہ ہجراں کشیدہ
 و بیاض صفحہ کتابتے از آں معاذ کہ در کشش شیدا یان اقلیم الفت مرہم کا فوری

روحانی عبارت از اسرار الہیہ خمس بہرحت ماسور و ل اخلاص منزل
گردیدہ

یکہ نگاہ گرم اوگا۔ ہے بکام دل نشد برقی مایکہ ہم پہلے کلمہ حاصل نشد
ہر چند بقدم تامل سراسر نور شد تاملی را طے می نماید تیغہ سیرت کہ موجب
استحقاق این ہمہ بے التفاتی باشد بر بنی خوردہ

چرا آہوئے چشم وحشی جان میدانن کہ من ہرگز بنودم در میاں آیا چہ یازمن
با وصف این مراتب

نمی رنجم اگر از خاطر یا راں فراموشم کہ خود از بے شعوری کردہ ام گمراہ دہارا
مجدد از مفصل احوال شکستگی اشتغال این است کہ بخوشی کہ شاید از افواہ

متردین این سمت مرفوع سمع شریف شدہ باشد در فرخندہ بنیاد بہ انقطاع از خلق
روزگار و قطع معاشرت مردم چہ بیگانہ و چہ خویش و تبار در چار دیوار نہاں خا
عزلت و در زاویہ کاشانہ گوش نشینی ممکن است چہ این معنی مکرر بہ تجربہ رسیدہ
کہ از صحبت ابنائے اس عصر حزم مضرت دنیوی و اخروی حاصل نیست از
اختلاط انسان صورتان اہرمن سیرت این زماں غیر از مکارہ روحانی جہانی
چیزے عاید این کس نمی شود قطعہ

نان جوین و خرقہ پشین آب شو سی پارہ کلام و حدیث پیمبری
یا نسخہ سہ چارز علمے کہ نافع است در دین نہ لغو بوسی و تراژ بتری

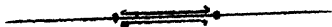
با یک دو آشنا که نیز دہ نیم جو
در پیش چشم مہتِ شان ملک سنجی

زیر مردمان کہ دیوار ایشان خد کند
در گوشہ ہنہاں شدہ بشتہ چو پری

ایں آں سعادت است کہ برے خد بر
آبِ حیات درون ملک سکذری

اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا ذَا الْإِلَهِ بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ مَرَّةً مَرَّةً بِخِلَافِ

ایام گزشتہ مخلصان صافی طویت را پیوستہ بہ اطلاع بخشی حقایق احوال خجستہ
ممنون و مسرور فرمایند زیادہ کشت عافیت سبز باد۔



تعلیم ولادت اور زمانہ

سید رضی کے بڑے صاحبزادے سید ابوالقاسم کی ولادت ۱۱۶۶ھ مارچ ۱۸
روز پچھنبہ مطابق ۸رجوالائی ۱۱۶۶ھ کو بلدہ حیدرآباد میں ہوئی۔ عمر کے پانچویں سال
کے آغاز پر حسب دستور ان کی تسمیہ خوانی ہوئی اور اس کے بعد ان کے چچیرے بھائی
سید جواد بن عبداللہ شوستری نے ان کی تعلیم کی ابتدا کی فارسی زبان ان کی مادرِ زبان
تھی اس میں انھوں نے اپنی قوتِ آخذہ اور جدتِ طبع کی بدولت بہت جلد معمولی نوشت
خواند سے گزر کر اعلیٰ قابلیت حاصل کی بعد ازاں سید رضی نے خود اپنے لڑکے کو عربی تعلیم
دی بہت کم عرصہ میں عربی میں بھی انھوں نے بہت اچھی لیاقت پیدا کی۔ چنانچہ عربی میں
پڑھ لینے اور بات چیت کرنے پر قادر ہونے کے علاوہ قلم برداشتہ عربی لکھنے میں بھی ہمار
حاصل کی ان کے رقعات میں بعض عربی بھی ہیں جن کے دیکھنے سے اُن کی اعلیٰ عربی قیامت
کا ثبوت ملتا ہے۔ مولوی ابوتراب غافل سے فقہ کا مطالعہ کیا تعلیم سے فراغت حاصل کر کے
بعد فارسی انشاء اور شاعری کے جانب رجوع ہوئے صین اس زمانہ میں جب کہ انھوں نے

۱۱۶۶ھ غفران مآب کے عہد کے مشاہیر علماء سے گزرے ہیں زیارتِ حرمین الشریفین سے حیدرآباد تشریف لائے
بعد انھوں نے سلسلہ تدریس تاجیک کیا اور اکثروں نے ان کے آگے زانوئے ادب طے کئے اکثر علوم کی مشہور کتابوں
آپ نے حاشیے لکھے ہیں۔

تعلیم سے فراغت پائی اور عرصہ شباب میں قدم رکھے ان کے والد نے اپنی عزت گزینی کی وجہ سے اپنی جاگیر اور امور خانہ داری کا جملہ انتظام انہیں کے سپرد کر دیا ان انتظامات سے اگرچہ انہیں فرصت بہت کم ملتی تھی تاہم اس کے بعد جو کچھ بھی وقت ملتا بیکاری میں نہ رہتے بلکہ علمی مشاغل میں گزارتے ان کو علاوہ اور علوم و فنون کے خصوصاً ریاضی میں خاص مہارت تھی اور اس زمانے میں جبکہ میر ابوالقاسم کی عمر تقریباً بائیس سال تھی۔ مصمصام الملک کی مجلس میں ریاضی کے مسائل پیش اور حل ہوتے تھے اسی تقریب سے یہ بھی وقت نکال کر شریک مجلس ہوتے اور اکثر لوگوں پر ان مسائل ریاضی کے حل کرنے میں سبقت لیجاتے تھے۔ اسی وجہ سے مصمصام الملک ان کو چاہنے لگے اور ان کی مجلس میں ان کی آمد و شد زیادہ ہو گئی۔

بعض اشخاص فطرتاً عاشق مزاج ہوتے ہیں اور بعض بتقاضائے سن عاشق مزاج بن جاتے ہیں میر عالم بچپن کے عاشق مزاج تھے اسی وجہ سے ان کی طبیعت کو شاعری

۱۔ مصمصام الملک میر عبدالحی خان صاحب باثر الامام مصمصام الملک شاہ نواز خان کے بڑے فرزند تھے ۱۰۱۱ھ میں اورنگ آباد میں پیدا ہوئے ۱۰۶۲ھ میں خطاب خانی منصب سے اور ۱۰۸۲ھ میں مصمصام الملک شاہ نواز خان کے خطاب سے سرفراز ہوئے اور ۱۰۸۵ھ میں منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار و علم و تقارہ و ماہی مراتب و پاکلی جھانڈا دار اور خطاب مصمصام الملک سے مفتخر و مباہی ہوئے ۱۰۹۶ھ میں قلعہ کولاس کے قریب وفات پائی۔ آدمی عالم فاضل اور علم دوست تھے ان کے والد کا ایک باغ یا قوت پورہ کے دروازے کے باہر ٹیشن کے جنوب مغربی سمت میں اور تالاب میر جلب کے بند کے شمالی رخ پر انہیں کے نام سے موسوم ہے جس میں ان کی قبر بھی موجود ہے باغ کی صورت اگرچہ اب باقی نہیں ہے، تاہم باؤلی اور مکان کچھ کھنڈر سے پتہ چلتا ہے کہ اپنے زمانے میں اچھا باغ ہو گا۔

خاص لگاؤ تھا۔ جب یہ سن رشد کو پہنچے تو ان کی عاشق مزاجی دو آتشہ ہو گئی عنفوان شباب کی امنگ بھری طبیعت نے عاشقانہ شاعری کی طرف مائل کیا اور شعر و کلام میں رغبت پکھی زیادہ ہوئی پُرورد اور پُر اثر اشعار کہنے لگے اس کا کوئی پتہ نہیں چلتا کہ میرا بوالقاسم نے اصلاح سخن بھی کسی سے لی یا نہیں لیکن جبنا کلام ان کا دیکھنے میں آیا ہے اس سے استادانہ انداز پائے جاتے ہیں اس فن میں ان کے کئی شاگرد بھی تھے جس کا ذکر آئندہ مناسب موقع پر کیا جائیگا۔

ابتدائی ملازمت | یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ ان کی ملازمت کی سلسلہ جبانی اسی شاعری سے ہوئی یعنی یہ کہ یوں تو جاگیر دار ہونے کی حیثیت سے درباردار الہامی میں ان کی آمد و رفت تھی ہی لیکن ان کی قابلیت کا اظہار دیوان وقت اعظم الامراء سطوحا پر نہیں ہوا تھا ایک دفعہ ان کی تعریف و توصیف میں چند شعر موزوں کئے اور ان کے خطہ میں گزرنے وہ اعلیٰ درجہ کے مردم شناس اور اہل کمال کے قدردان و خواہشمند تھے اشعار سے میرا بوالقاسم کی قابلیت کا اندازہ لگایا اور بڑے ہی شوق سے ان کو اپنے دربار میں روزانہ باریابی کی اجازت دی کچھ عرصہ بعد اپنی ذاتی قابلیت کی سفارش پر یہ اعظم الامراء کے خاص منشی بنے خط خط و طرسل و رسائل کے مسودے وغیرہ کرتے اور ان کے ملاحظہ میں پیش کرتے اس تجربہ کے بعد دیرینہ کار اعظم الامراء نے اس ہونہار نوجوان کی لیاقت اور معاملہ فہمی کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کر لیا اور وہ ان کو کام کا آدمی

لے افسوس ہے کہ باوجود سچی ملیں ان اشعار کا کوئی پتہ نہیں چلا ورنہ ضرور ہدیہ قارئین کئے جاتے۔

سمجھنے لگے اور انھیں یقین ہو گیا کہ میرا بوالقاسم ایک ایسا ہونہار نوجوان ہے جو علی امور ریاست اور پیچیدہ کاروبار سیاست کے سمجھنے اور سلجھانے کی خاص قابلیت رکھنے کے علاوہ ذمہ دارانہ خدمات کی انجام دہی کے لائق بھی ہے اس لئے وہ ایسے موقع کی تلاش میں تھے جس میں ان کا علی امتحان بھی ہو اور حوصلہ افزائی بھی۔

اس زمانے میں برنباؤ شکایات رعایا دریافت و تصفیہ معاملات کے لئے ایک صدر تعلقدار کے ہنگامی تقرر کی ضرورت داعی ہوئی اور اُس پر اسطو جاہ کو موقع ملا۔ گانگولی سے میرا بوالقاسم کے تقرر کی منظوری حاصل کی اور وہ اس اہم خدمت پر پہلے پہل مامور میر عالم نے برسر موقع پہنچ کر ایسا انتظام کیا کہ رعایا کی بھی تشفی اور خوشنودی ہوئی اور بندگان عالی کی بھی۔

خدمت وکالت | اس حسن کارگزاری کا اثر اسطو جاہ کے دل پر خوب ہوا اور جو غفلت نے اس کو محسوس فرمایا اور جب مدراس پریسڈنسی نے مسٹر ہالند کو ریزیڈنٹ بنا کر ان غرض سے حیدرآباد بھیجا کہ سرکار نظام اور انگریزی کمپنی کے مابین اتحاد قائم کریں تو اسی بنا پر غلام الام نے اعلیٰ حضرت سے معروضہ کر کے ان کو اپنے اور انگریزی سفیر کے درمیان وکیل مقرر کیا۔ سفیر انگریزی کا استقبال اور اس کی سربراہی وغیرہ بھی انہیں کے سپرد تھی۔ مسٹر ہالند کی آوجھگٹ جس طرح کی گئی اس کا اندازہ مسٹر ہمیس مل کے اس مختصر جملہ سے ہوتا ہے۔

”بڑے اعزاز کے ساتھ اس (مسٹر ہالند) کا استقبال کیا گیا اور اس کو انگریزوں سے اتنا

قائم کرنے کا تہی اطمینان دلایا گیا۔“

علاوہ مسئلہ اتحاد کے جس امر کو طے کرنے کے لئے رزیڈنٹ موصوف آئے تھے وہ یہ رہا تھا کہ
کے ذریعہ ملاحظہ ملازمان عالی میں گزرا۔

قیام اتحاد انگریزی | اگر اس امر کو جس کے تصفیہ کے رزیڈنٹ مذکور خواہاں تھے یہاں
تفصیلاً بیان کیا جائے تو قارئین بھی قیام اتحاد کے متعلق مفید معلومات حاصل کریں گے
صلابت جنگ کی طرف سے ۱۷۷۴ء میں سرکاران شمالی میں سے سکا کول اور
راجندر ری بعوض خدمت فوجی فرانسیسیوں کے قبضہ و تصرف میں تھے جب انگریزوں
اور فرانسیسیوں میں جنگ چھڑی تو انگریزوں نے تمام سرکاران شمالی پر قبضہ کر لیا جن میں
سکا کول اور راجندر ری کے علاوہ ایلمور مصطفیٰ انگر (کنڈا پٹی) اور متضیٰ نگر (گنٹور) بھی
شامل تھے اس کی اطلاع صلابت جنگ کو ہوئی تو انھوں نے انگریزوں کو اپنے علاقے
نکال باہر کرنے کا ارادہ کیا ان کے اس تہیہ سے آگاہ ہو کر انگریزی کمپنی نے کرنیل فورڈ
ذریعہ یہ درخواست کی کہ اُن اضلاع کی سند جس طرح اور جن شرائط کے تحت فرانسیسیوں کو
دی گئی تھی اسی طرح ان کو دیدیجائے یہ درخواست پذیرا ہوئی، لیکن اس سند کی رو سے وہ
صرف سکا کول اور راجندر ری پر قبضہ کرنے کے مجاز تھے اور اس کے تحت اُن پر ان شرائط
کی پابندی لازم آتی تھی جن پر ان کے قبل فرانسیسی کاربند تھے اور انگریز پورے علاقہ
پر بلا کسی شرط کے قابض رہنا چاہتے تھے تاکہ دکن کے اندرونی خطے کو سمندری تعلقات
منقطع کر کے فرانسیسی یا دوسری کسی یوروپین بحری طاقت کے اس راستے اندرون ملک

داخل ہونے کا سد باب کر دیں اور اس کے علاوہ یہ کہ ایک ایسا مقام اپنے قبضہ میں رکھیں جو کلکتہ اور مدراس کے مقامی مرکزوں سے بین بن ہو تاکہ دونوں مقام کی گورنمنٹوں میں استمداد و ایضہ آمد و رفت میں سہولت کا باعث ہو ان امور کے مد نظر انھوں نے شہنشاہِ مغلیہ سے یہ معروضہ کیا کہ فرانسیسی کن کے ایک علاقہ پر بلا استرضاء شہنشاہِ قابض ہو گئے تھے جس کو ان کے صوبہ دار و کن نے جائز قرار دیا تھا انگریزوں نے ان کو اس علاقہ سے باہر کر دیا ہے اس کا رگزاری اور وفاداری کے صلے میں یہ علاقہ سرکارِ انگریزی کمپنی کو بطور انعام عطا فرمایا جائے۔ یہ معروضہ منظور ہوا اور ۱۷۷۱ء میں اس کی سند عطا ہوئی شاہی سند تو انھوں نے حاصل کر لی لیکن قبضہ ایک عرصہ تک زیرِ تصفیہ رہا اس واسطے کہ جب صلابت جنگ کے جانشین نظام علی خاں کو اس سند کی اطلاع ملی تو وہ یا تو ترکِ توسل کی بناء پر یا اس بناء پر کہ ان کے مقبوضہ علاقہ میں سے ایک قطعہ ان کے قبضہ اختیار سے خارج ہو جائیگا تعمیل میں فراہم ہوتے رہے اس زمانے میں جبکہ اودھر مرہٹوں کی اور اودھر حیدر علی کی قوت برسرِ ترقی تھی اس علاقہ پر جبراً قبضہ کر کے نظام سے مخالفت پیدا کرنا مناسب نہیں سمجھتے تھے اس لئے کمپنی نے جنرل کلاڈ کو بحیثیت سفیر نظام علی خاں کے پاس روانہ کیا کہ حکمتِ عملی سے اس علاقہ کو اپنے قبضہ قدرت میں لالیں۔ اس سفیر کے ذریعہ ایک عہد نامہ ۱۷۷۶ء میں طے پایا جس کے شرائط پر نظام نے یہ تصور کیا کہ بغیر کسی خرید و صرفے یا کسی انتظام یا مہربانی کے انھیں معقول فوج اپنے لئے مل گئی اور جس سال فوج کی ضرورت نہ ہوگی اس سال کی بابتہ ایک معتد بہ رقم ان سرکاروں پر بطور شکستہ انگریزی کمپنی سے مل جایا کر گئی اور انگریزی

کچھنی کو اس سے وقتیہ فائدہ یہ حاصل ہوا کہ سرکار ان شمالی کے عارضی قبضہ کے زمانے کے بقایا، محاصل کا جو دعویٰ نظام کو تھا وہ بالکلہ معاف کر دیا گیا اور سرکار ان شمالی پر بلا دخلت غیرے ان کا مستقلانہ قبضہ ہو گیا۔ حقیقی فائدہ یہ ہوا کہ انھیں اس امر کی طرف سے ایک گونہ اطمینان ہو گیا کہ بمقابلہ حیدر علی والی ریاست میسور نظام اپنے حلیفوں میں شریک ہو اس کے بعد ہی میسور کی مہم (۱۷۹۲ء) پر غفران مآب انگریزوں کو مدد دینے کے لیے چلیاں کی ریشہ دوانی سے وہ انگریزوں کا ساتھ چھوڑ کر ان کے ساتھ متفق ہو گئے ایک دو لڑائیوں کے بعد غفران مآب انگریز کی کچھنی سے صلح کرنے پر مجبور ہوئے اس واسطے کہ ترنا ملی کی جنگ میں شکست پانے کے علاوہ انگریزی فوج کے ورنگل تک در آنے سے یہ اندیشہ تھا کہ حیدر آباد پر ان کا قبضہ ہو جائیگا۔ بہر حال نظام نے اپنے وزیر رکن الدولہ کو مدراس بھیجا جنھوں نے وہاں پہنچ کر انگریزی گورنمنٹ سے ایک عہد نامہ طے کیا اور باہمی مصالحت ہو گئی اس کے ایک صحت بعد انگریزوں کو یہ اطلاع ملی کہ بسالت جنگ (برادر نظام علی خاں) نے اپنی جاگیر گنٹور (مضی نگر) میں فرانسیسی فوج جمع کی ہے جو اپنے لئے آلات حرب موٹا پالی بندر کے ذریعے فراہم کر رہی ہے

۱۔ میر ہوئی خاں نام۔ موٹا بھاری تھے۔ ان کے اب وجد ہدایت محی الدین خاں مظفر جنگ و غازی الدین خاں فیروز جنگ کی سرکاری مختلف خدمات انجام دیتے رہے غفران مآب نے ان کو ابتدائی عہد میں چار ہزاری منصب اور علم و تقارہ اور احترام خطاب سے سرفراز فرمایا اور ۱۷۹۳ء میں جب غفران مآب تاخت پونہ سے واپس ہوئے تو ان کو خدمت دیوانی اور منصب ہزاری شش ہزار سو مارہی مراتب اور خطاب رکن الدولہ سے سرفراز کیا بارہ سال خدمات دیوانی انجام دیں آخر ۱۷۹۸ء میں ایک گاڑی کے ساتھ شہید ہوئے ان کی اولاد انہیں ہی ابتدا کے بجائے اثرن الملک کی اولاد کا سلسلہ تاحال قائم ہے جو اب شیر جنگ بہادر نواب شیر جنگ بہادر انہیں کی یاد گار ہیں ۲۔ برائے عہد نامہ ۱۷۹۲ء طے پایا تھا کہ گنٹور کا علاقہ چونکہ بسالت جنگ کی جاگیر میں تھا اس لئے ان کے مین حیات انگریز کی کچھنی اس پر قبضہ نہ کرے اسی وجہ سے یہ انھیں کے قبضہ میں تھا۔

اس پر انگریزوں نے ان سے مصالحت شروع کی اسی زمانے میں حیدر علی نے ان کے علاقہ پر حملہ کی دھمکی دی تھی۔ اس خطرے میں بسات جنگ نے انگریزوں سے ۱۷۹۷ء میں ایک معاہدہ کیا جس کی رو سے انھوں نے اپنی فرانسیسی فوج درخواست کر دی اور اس کے عوض انگریزی فوج رکھ لی اور علاقہ گنٹوران کو اجارہ پر دیدیا۔ بسات جنگ کے ساتھ معاہدہ ہونے کی اطلاع ملنے پر نظام نہایت ناخوش ہوئے اس خیال سے کہ اس فوجی امداد سے ان کے بھائی (بسات جنگ) کے طاقتور ہو جانے کا امکان تھا اس کے علاوہ وہ اس وجہ سے بھی ناراض ہوئے کہ گورنر جنرل نے مسٹر ایلٹ سیفرن ناگیور کو ایک خط لکھا تھا جو نظام کے ملک سے بعض علاقے حاصل کرنے میں ناگیور کے راجہ سے مصالحت کرنے اور اس کو مدد دینے سے متعلق تھا۔ نظام کی اسی ناراضی کے زمانے میں مسٹر ہالند کو سیفرن کی حیثیت سے حیدر آباد بھیجا گیا تھا تاکہ کمپنی کی رقی مشکلات کا عندرپیش کر کے بقایا میں کچھ کمی کرائیں اور اگر نظام ہربان نظر آئیں تو چند ایسے شرائط کے تحت جو معافی بقایا کا جواب ہو سکیں کل بقایا کو معاف کرائیں اگر اس سے انکار کیا جائے تو اُن (ہالند) کو ہدایت کی گئی تھی کہ بقایا اور جاڑشیش کی ادائیگی کی نسبت یہ اطمینان دلائیں کہ رقم جمع ہوتے ہی ادا کر دی جائیگی مسٹر ہالند نے حیدر آباد پہنچ کر یہ معلوم کیا کہ نظام نے فرانسیسی اُس فوج کو جو بسات جنگ کے پاس سے برطرف ہوئی تھی اپنے پاس ملازم رکھ لیا ہے اس پر سے یہ بات پیدا کی کہ فرانسیسی فوج کی ملازمت اور ان کے طرز عمل کی نسبت پورا اطمینان دلانے کے بعد پیشکش کی ادائیگی کی جائیگی اس طرح

یہ مسئلہ زیر تصفیہ ہی رہ گیا اور سٹریٹنڈ ریاست حیدرآباد اور اس کے مختلف امراء و وزرا کے متعلق مفید مطلب معلومات فراہم کر کے واپس ہو گئے۔

اس وکالت میں میر ابو القاسم کو اپنی قابلیت کے اظہار کا صرف اتنا موقع ملا کہ ادھر اعلیٰ حضرت اور مدار الہام کے احکام کو غور سے سن لیں سمجھ لیں اور ادھر سفیر انگریزی کے کانوں تک پہنچا دیں اور ادھر کے معروضے یہاں عرض کر دیں اس کام کے لئے معافیہ اور ادائے مطلب کی قابلیت خاص ہوتی چاہئے جس سے میر ابو القاسم مقصد تھے کیا انھوں نے با حسن الوجہ اور بلا شکایت انجام دیا اور اسی خوبی نے ان کی آئندہ سفارت کے لئے سفارش کا کام دیا۔

خدمات سفارت

سفارت کلکتہ | سنہ ۱۲۰۲ھ میں غفران مآب نے میر ابو القاسم کو پانچ ہزار روپے ماہوار مقرر کی اور دو لاکھ روپے سفر خرچ دیکر کلکتہ کی سفارت پر گورنر جنرل ارل کورنوالس کے پاس روانہ فرمایا۔

یہ پانچ منصبدار (۱) عاقل اللہ (۲) عباس علی خاں نظام یار جنگ (۳) میر عبدالعزیز خان

ارل کورنوالس انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہندوستانی مقبوضات کے گورنر جنرل سنہ ۱۸۰۶ء سے ۱۸۱۳ء تک (۱۸۱۳ء تک) عاقل اللہ میر عالم کے پیچھے بھائی تھے ولایت شومتر سے یہاں آنے کے بعد انھوں نے یہیں شادی کر لی اس عقد ان کو ایک لڑکی شرف النساء بیگم نام ہوئی جس کو انھوں نے میر جمعی یا رخاں فرزند مرزا قاسم کے عقد میں دیا جس سے ایک لڑکی خیر النساء بیگم پیدا ہوئی اور درمڈ میں کرک پیا ٹوک حشمت جنگ سے منسوب ہو گئی تھی اس طرح جاہ کی دیوانی کے زمانے میں عاقل اللہ کو ایک جاگیر عطا ہوئی تھی جو ان کے بعد شرف النساء بیگم پر بحال ہوئی۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

(۴) غلام بنی خاں (۵) میر ابو تراب خاں انکے ہمراہ تھے اور آلۃ شلقہ میں علاوہ بازار شکر کے سات زنجیر ہاتھی جن میں سے دو عمارمی ولے اور دو حوضہ ولے تین چار جامہ دے اور سترہ بار بردار اونٹ اور ساٹھ سوار تھے میر ابو القاسم نے جگنا تھپوری کی راہ اختیار کی اس سفارت کی غرض یہ تھی کہ انگریزی کمپنی کی پیشکش کے بقایا اور سرکار گنٹور کو حسب معاہدہ سابقہ تفویض کمپنی کرنے کے سائل کا تصفیہ کیا جائے اس کی تفصیل یہ ہے کہ ۱۹۳۱ء میں انگریزی کمپنی نے جو معاہدہ بابت جنگ سے کیا تھا وہ غفران آباد کی اطلاع کے بغیر ہوا تھا اسی وجہ سے انہوں نے خیال کیا کہ ۱۸۶۷ء میں معاہدہ نامہ فسخ و منسوخ ہو گیا جب ۱۸۹۶ء میں بابت جنگ نے وفات پائی اور انگریزوں نے بروئے عہد نامہ ۱۸۶۷ء سرکار گنٹور پر قبضہ کرنا چاہا تو اہلکاران نظام نے ۱۸۶۷ء کے عہد نامہ کے انفساخ کے تصور پر ان کی مزاحمت کی۔ کپتان کناوی کو کمپنی نے ۱۸۶۷ء میں بطور سفیر بھیجا کہ وہ سرکار مذکور کو نظام سے واپس لے اور جو خراج کہ نظام کو واجب الوصول تھا اس کی تفتیح و حساب کرے کہ وہ حیز التوائیں پڑ گیا تھا۔ ضلع گنٹور کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۱۸۶۷ء میں میر عباس علی خاں نظام یا جنگیر کاظم علی کے صاحبزادے میں جو میر عالم کی خالہ کے بطن سے تھے اور اس موقع پر جب کہ مغفرت منزل (سکندر جاہ) کی سالگرہ خاص کا جشن میر عالم کے باغ میں منایا گیا تھا یہ محکم کے خطاب اور پنہجاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و نوبت سے سرفراز ہوئے۔

۱۸۶۷ء میں کپتان کناوی ایک شخص ہے جو ۱۸۹۲ء میں حیدرآباد بھیجا گیا اور یہ وہ سر جان کناوی نہیں ہے جو ۱۸۶۷ء میں حیدرآباد میں ریڈنٹ تھے اور جن کا خطاب دلاور جنگ تھا۔

واپسی کا حکم اور عمل تو فوراً ہو گیا مگر تقابلاً خراج کا نصفہ نہیں ہوا اور برضی طرفین اس کا فیصلہ گورنر جنرل کی رائے پر رکھا گیا اور اسی غرض کے لئے ابوالقاسم حکمتہ وائے گئے۔

اس سفر کی روئداد اور وہاں پہنچنے کے بعد کے واقعات میر عالم نے ارسطو جاہ کے نام کے خطوط تفصیل سے بطور روزنامہ لکھے ہیں۔ ہم کو جو خطوط ملے ہیں وہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۲۰۳ء سے بعد کے ہیں اس کے قبل کے حالات سفر ہدست نہیں ہوئے یا رخ مذکورہ کے خط میں لکھتے ہیں۔

واقعات و مہل سفر گنگنام سے ایک مقام پر جو سرحد کٹاک میں واقع ہے منزل ہوئی اور اس کے دو منزل بعد دریائے شور کی شاخوں اور دلدل (جس کا عرف عام انھوں نے چور بابو سیا کیا ہے) کی وجہ سے آدمیوں اور جانوروں کو بڑی تکلیف ہوئی اور گزر چلکا، جو بحر محیط کی ایک بڑی شاخ ہے اور اسی وسیع کہ اس کو دیکھ کر قدرت حق کا مشاہدہ ہوتا ہے پار ہو

راجہ رام پنڈت تعلقہ ارکٹک کو ایجا نگر سے اپنے آنے کی اطلاع دی گئی تھی اور راجہ رارایاں سے اس کے نام خط بھی لکھا گیا تھا اور سربراہی کے لئے گورنر جنرل کی طرف سے بھی خط پہنچے تھے باوجود اس کے کہ وہ اوڑیسہ کے اور راجاؤں کے ساتھ مشغول بہ پیکار تھا۔

تعلقہ ارکٹک کا اور دوسرے تعلقہ اروں کو تاکید کی کہ دریاؤں کے عبور میں اور فرامی غلہ و ضروریات میں مدد دیں۔ اسی وجہ سے باوجود اس کے کہ علاقہ کٹاک میں سال حال قحط عظیم ہو گیا ہے اور دریاؤں بڑی بڑی حائل ہیں ہم کو سفر میں بڑا آرام ملا۔ دریائے چلکا کے عبور کے بعد یہ عجیب اتفاق پیش آیا کہ جتنے آدمی ہمراہ تھے سب ایک قلم ساکت و صامت ہو گئے پہلے تو تشویش ہوئی آخر معلوم ہوا کہ دریائے مذکور کے کنارے ایک قسم کا

چارہ ہوتا ہے جس کے کھانے سے اونٹ مست ہو جاتے ہیں اونٹوں کو علاج معالجے کی غرض سے دیہیں چھوڑ کر کرایہ کے چھکڑوں میں جگنا تھپوری کو روانہ ہوئے جو چلکا سے دو منزل پر ہے سرحد کٹک میں داخل ہونے کے وقت سے جگنا تھپوری پہنچنے تک ان کو احتیاط و خبرداری اور شب کو طلایہ اور ہوشیاری کے ساتھ منازل طے ہوتے رہے اس واسطے کہ اندنوں اس علاقہ کے راجاؤں کے فتنہ و فساد کی وجہ سے یہاں اپنی پھیلی ہوئی ہے جگنا تھپوری میں چار روز قیام ہوا یہاں تمام اونٹوں کے منجملہ بارہ اونٹ چنگے ہو کر آئے اور ہم راجا رام پنڈت کے بھائی کی معرفت جو اپنے بھائی کے حکم ہماری ملاقات کے لئے آیا تھا چھکڑے کرایہ سے لیکر چار منزل میں کٹک پہنچے راستہ میں مسلسل دو رات ایک دن بے موسم بارش جاری رہی اس وجہ سے ایک مقام زائد کرنا پڑا۔

کٹک میں راجہ رام پنڈت کالڑکا اور ان کا کارپرداز کوڑنگ راؤ آکر ملے اور راجہ رام پنڈت کا خط پہنچایا جس میں اس نے اپنے نہ آنے کی معافی چاہی تھی اور سرانجام فیصلہ مع تین شتر باردار جو پنڈت مذکور نے بھیجے تھے لائے۔

پھر باران رحمت الہی نازل ہوا اور چاروں طرف یکساں برستار ہا یا پانچو دن ابر کھلا اور اسی روز ہم نے کٹک سے کوچ کیا رخصت کے وقت پھر پنڈت مذکور کا لڑکا اور کارپرداز آئے اور دو دستاریں اور چار تھان ملل کے اور ایک دو شالہ اور ایک تھان کنخاب کا بندہ کو اور تین تھان ملل کے اور تین دستاریں منصبداران ہمراہی کو تواضع

کیس اور میں نے پنڈت کے لڑکے کو ایک خلعت بادلہ اور ایک تھان کھاب کا اور ایک دوشالہ دیا۔

بلدہ کٹنگ سے ہماندی کو بلیکٹ اور کشتیوں میں عبور کیا گیا۔ یہ ندی بلحاظ وسعت اسم باسملی ہے اس کی وسعت اسی سے معلوم ہو سکتی ہے کہ گزشتہ سال طغیانی کے وقت یہ پانسو کروہ زمین پر محیط تھی اور عرض میں چلکا سے مل گئی ہے جو چھ منزل کے فاصلہ پر ہے ملک کٹنگ میں جو قحط ہوا کرتا ہے اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ اس کی طغیانی سے تمام ملک کی زراعت یک قلم غرقاب ہو جاتی ہے اس کو عبور کرنے کے بعد بندرپالیسر کی طرف روانہ ہوئے بے موسم بارش کی وجہ سے جو قریباً ہر روز ہوتی رہی مختصر مختصر کشتیوں پر بے حساب ندیاں عبور کی گئیں چنانچہ ایک دفعہ پانچ کوس کی ایک منزل میں چار ندیاں ایک دن ایک رات میں پار ہوئے۔

جگنا تھ پوری سے لیکر بندرپالیسر تک جو قحط ہوا ہے اس کا بیان ممکن نہیں بے شمار انسان و حیوان تلف ہو گئے اور ہندو مسلمانوں کے کتنے ہی بچے فروخت ہو گئے بہر حال ہم انضال الہی کے ساتھ بندرپالیسر پہنچے نزول باران رحمت جاری ہے۔ دو جا کے راستہ میں وہاں کے تعلقدار استقبال کو آئے اور سامان سربراہی لائے۔ میرے اُس خط کا جواب جو میں نے گنجام سے گورنر جنرل بہادر کو لکھا تھا بقدر پالیسر سے ایک منزل ادھر ملا۔ پالیسر سے چار منزل کے فاصلہ پر جلیج پور میں میدنی پور کے فوجدار کی طرف سے جو معتبر تعلقداروں سے ہیں مولوی سرفراز علی کی عرضی اس امر کی نسبت

آئی کہ وہ استقبال کے لئے جلسہ پہنچ گئے ہیں۔ بندر پالیسیر کی انگریزی کوٹھی کے مختار کارمستر
 وجوہٹ کا خط اس مضمون کا پہنچا کہ بندہ کل مزاج کے سبب سے تبدیل آب و ہوا کے طوڑ
 چند روز سے جلسہ میں سکونت پذیر ہے استقبال کے لئے حاضر ہونے میں مجبور ہے
 یہ ممبر نام میرا نائب پالیسیر میں موجود ہے وہ خدمت عالی میں پہنچتا ہے اور تکمیل ضروریات و تفہیم
 خدمات میں حاضر و سرگرم رہے گا چنانچہ پالیسیر پہنچنے کے روز تین کوس آگے اگر اس نے استقبال کیا
 ایک اشرفی اور پانچ روپے نذر پیش کئے۔ بندہ نے حیدر آباد سے نکلنے کے وقت کلکتہ پہنچنے
 کیپنی وغیرہ کے لوگوں سے نذرین کہیں نہیں لیں راستے میں بعض کپتانوں نے بھی ایک ایک اور دو دو
 اشرفیاں نذر پیش کیں کسی سے نہیں لی گئی یہ ممبر کی نذر بھی قبول نہیں کی گئی صرف ہاتھ رکھا گیا۔
 بندر پالیسیر پہنچنے کے بعد راجا رام پنڈت کا نائب مرار پنڈت ملاقات کے لئے آیا اور
 سامان ضیافت بھیجا اور ممبر نائب بھی میوے اور ترکاری کی ڈالی اور مرغ اور بکری بھیجے اور ہر
 و فرمائش کی تعمیل کی بارش ابھی جاری ہے بندر پالیسیر میں بھی ایک مقام ہوا۔

پالیسیر سے تین منزل پر بندر جلسہ پہنچے یہاں مولوی سرفراز علی اور فتح علی بیگ
 تھانہ دار نے لوازم استقبال سجا لاکے پانچ پانچ روپے نذر پکڑے جو بدستور لئے نہیں گئے
 مگر جو کچھ اجناس ضیافت انھوں نے پیش کئے تھے اگرچہ وہ بہت زیادہ تھے تاہم اس
 خیال سے کہ اس کے لینے سے انکار کرنا ایک بات ہے قبول کرنے میں پس و پیش نہیں
 کیا گیا۔ سٹرو جو رہٹ دو تین انگریزوں کے ساتھ شب میں ملاقات کو آئے اور میوہ اور
 ترکاری کی ڈالی روانہ کی۔ دوسرے روز کوچ کر کے میدنی پور کی طرف راہی ہوئے منزل

کے بعد پھر بارانِ رحمت علی الاتصال ایک شبانہ روز جاری رہا۔

میدنی پور سے سات کو س فاصلہ پر وہاں کا تعلقدار مسٹر پارو میس نے جو حسبِ لکائے گورنر جنرل ایک منزل پیشوا کر ٹھہرا ہوا تھا اور ایک منزل آگے آ کر استقبال کیا اور ملاقات کر کے میدنی پور جانے کی اجازت چاہی اور شب میں روانہ ہو گیا۔ بندہ دوسرے دن پور پہنچا۔ تبدیل بار برداری کی وجہ سے ایک مقام ہوا یہاں نہ شکستہ توپ کی رسم ادا ہوئی۔ اور نہ میں نے انعام دیا۔

میدنی پور کے تعلقدار نے جلسہ سے میدنی پور تک مکرر سرانجام ضیافت روانہ کیا یہاں کے تعلقدار محمد بیگ نے اپنی عدالت کے داروغہ کو جس کا منیب مرشد آباد میں رہتا ہے ہمارے ساتھ کر دیا دوسرے دن میدنی پور سے کوچ کر کے سات منزل میں ۱۱ رجا دی الشانی سنہ ۱۲۸۰ روزِ دو شنبہ کو دریائے گنگا کے کنارے پہنچے جس کو عبور کر کے شہر کلکتہ میں داخل ہوتے ہیں۔ راستہ میں بردوان کے راجا اور تعلقدار نے خطوط اور وکلاء بھیجا اور بعض مقامات پر سامانِ ضیافت اور میوے کی ڈالی روانہ کی۔

کلکتہ کے پاس دریائے گنگا پر پہنچنے کے قبل میر عالم کو اطلاع ملی کہ عبور دریائے کشتیاں بھیجی جا رہی ہیں اگر کشتیاں پہنچنے سے قبل آپ کنارے پر پہنچ جائیں تو کشتیاں کنارے پر پہنچنے تک آپ توقف کریں۔

کلکتہ کی گورنمنٹ کے دارالانشاء کے تعلقدار اور صدر ترجمہ مسٹر چیری تھے ان کے دفتر میں سات منشی تھے ان میں سے ایک مسمیٰ حمید خاں کو اس سے معلوم ہوا کہ اس نے انیس علاقہ رکرا عالی کے غیر کے ورد پور توپیں سطح سر کھجائی تھیں جس طرح کہ رپٹ کے ورد پور ہماری ریاست میں ۱۲

میر عالم کے استقبال کے لئے روانہ کیا گیا جو ان سے کوپل پور کے مقام پر آئے اور ترپائے کا ایک پہرہ حفاظت کے لئے اور دوسرے کارے راہنمائی کی غرض سے ان کے ہمراہ کئے گئے تھے اور منشی نے اس امر کی اطلاع بھی کی کہ کشتیاں اور بھرے آ رہے ہیں اور خود میر عالم دریا سے پار ہونے کے لئے گورنر جنرل نے اپنے خاصہ کی کشتی فیل چہرہ بھیجنے کا حکم دیا ہے منشی مذکور دریائے گنگا کے کنارے قیام گاہ تک ساتھ آ کر ان کے وہاں اتر چکنے کے بعد رخصت ہوئے سنجشہ کو حسب تقرر داد میر عالم دریائے گنگا کو عبور کر کے اس جوبلی میں جو ان کے قیام کے لئے تجویز ہوئی تھی فروکش ہوئے۔

عبور سے پیشتر استقبال کا مسئلہ میر عالم کے نزدیک بہت کھٹکا کہ ان کا استقبال محض ایک منشی کے ذریعے عمل میں آیا۔ حالانکہ انگریزی کمپنی کے جتنے سفیر حیدر آباد آئے ان کے اعزاز استقبال و مدارات میں بہت زیادہ کئے گئے اور انہیں خیال ہوا کہ اگر اس موقع خاموشی اختیار کی جائے تو آئندہ کے لئے عملدار آمدی ہو جائیگا اور اصل مسئلہ کے تصفیہ میں بھی اس کا اثر بُرا بیٹھیکا۔ اس لئے اس مسئلہ پر روشنی ڈالنے کے لئے ایک خط مسٹر چیری کو لکھا۔ جس میں انھوں نے بتایا کہ مسٹر جانسن کے استقبال کیلئے نواب شمس الملک جیسے امیر باتو قیر شہر کے باہر تک آ کر اپنے ہمراہ حضور کی ملازمت میں لے گئے اور دلاور جنگ

لے شمس الملک محمد فخر الدین خان، شیخ ابوالخیر خان شکوہ آبادی کے پوتے تھے اور ابالفتح خاں تنج جنگ کے صاحبزادے جن سے غفران آباد کی صاحبزادی بشیر النساء بیگم منسوب تھیں صاحب پائیک گاہ تھے اور امیر ان پائیک گاہ حال۔
نواب معین الدولہ بہادر، نواب سلطان الملک بہادر، اور نواب لطف الدولہ بہادر کے (تیسری اور چوتھی پشتیں) جدا جدا تھے۔

سٹرکنوی کے استقبال کے لئے باوجود اس کے کہ میر عالم کا انتخاب ہو چکا تھا اس کو موقوف کر کے انھوں نے یہ مشورہ دیا کہ سرکار دولتمدار کے مدارالہام عظم الامراء کے فرزند احمد بن حنیف ^{الملک} استقبال کے لئے بیرون شہر تک تشریف لیجائیں اور اسی پر عمل ہوا اس کے بعد یہ خوش ظاہر کی کہ سٹرچیری مع کونسل دویم اپنی فرود گاہ تک آ کر ان کو لیجائیں۔ اس خط کا جو کچھ جوا سٹرچیری نے لکھا وہ تو معلوم نہ ہو سکا لیکن اس کے بعد منشی حمید خان میر عالم کے پاس آئے اور ان کے ذریعہ جو کچھ معلوم کیا گیا میر عالم کے الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے۔

”منشی حمید خان نے زبانی بھی سٹرچیری کے مطالب کو تفصیل کے ساتھ دہرایا مختصر یہ کہ صاحبان کونسل صرف دو ہیں جن کو کثرت کار کی وجہ سے مطلق فرصت نہیں خارجاً معلوم ہوا کہ چونکہ سٹرکنوی اور میر محمد حسین (منشی رزڈنٹ) نے تفصلات حضور (غفران ماں) اور عنایات حضرت (ارسطو جاہ) سے جو مجھ مور ضعیف (میر عالم) پر مبذول ہیں۔ اطلاع نہیں کی ہے۔ سٹرچیری نے یہاں (کلکتہ) کے بعض معززین سے میرے احوال دریافت کئے اور جب ان کو میری کیفیت اور میرے والد مرحوم کے حال سے آگاہی ہوئی کہ وہ شجاع اللہ کی صوبہ داری کے زمانے میں وہاں تشریف رکھتے تھے اور ان کے لوگوں نے جو میرے والد اور ان کے تعلقات سے واقف تھے امر واقعہ سے اطلاع دی تو منشی حمید خان کو میرے استقبال کے لئے بھیجا انھیں بجا نہیں معلوم ہوا“

”منشی صاحب موصوف سے زبانی کہا گیا کہ صورت حال دو امور سے خالی نہیں یا تو کمپنی میں رسم استقبال کا دستور ہے یا نہیں ہے اگر نہیں ہے تو اس کا بجالانا ہی ضرور

نہیں ہے اور اگر ہے تو آئین شایستہ کے ساتھ اور اسی رتبہ سے جس سے کہ سرکارِ لہور میں کمینی کے ایلیچوں کے ساتھ عمل ہوتا ہے بجالانا چاہئے لیکن اس کا کوئی جواب نہیں آیا۔ آخر ۱۳ رجا دی الثانی کو گورنر جنرل کے حکم پر مسٹر چیری استقبال کے لئے نہیں بلکہ ملاقات کے لئے آئے اور رسم استقبال موقوف ہی رہی اور ملاقات میں کمال انسانیت کے ساتھ معذرت چاہی اور یہ بیان کیا کہ کلکتہ پہنچنے پر گورنر جنرل خود لوازم احترام و اعزاز بجالائیں گے مسٹر چیری نہایت ذہین اور فارسی اور ہندی زبانوں میں ماہر ہیں اور چونکہ میرٹھے گورنر جنرل کے درمیان ترجمان ہی ہیں اس لئے میں نے ان کی بڑی تالیف قلب کی اور رخصت کے وقت ان کو بیغہ و سرسبند اور خلعت بادلہ کار چوبی اور دو سالہ اور کھاب کا تھان دیا لیکن انھوں نے صرف کھاب کا تھان لیا باقی کے لئے معذرت چاہی۔

چودھویں تاریخ پنجشنبہ کے دن میں نے صبح ہی اپنا سامان روانہ کر دیا۔ پہرہ دن چڑھ مسٹر چیری آئے اور مجھ سے مل کر واپس ہوئے اور کنارے پر میرے سامان کے اُتارنے کا اہتمام کرتے رہے گورنر جنرل نے اپنے خاصہ کی کشتی فیل چہرہ میرے لئے بھیجی تھی وہ آنبوس کی بنی ہوئی تھی اس کے اوپر ایک ساٹھان بطور بنگلہ عماری تھا۔ مسٹر چیری نے مجھے اپنے ہمراہی منصبداروں کے ساتھ اس پر سوار کرایا اور خود بھی اس میں سوار ہوئے کشتی چلی۔ ملاح گاتے بجاتے ہماری کشتی کو کھینے لگے جب میں دوسرے کنارے پر پہنچا تو میں نے اپنی کشتی کے ملاحوں کو ایک سو روپیہ انعام دیا اس واسطے کہ کشتی خاصہ کی تھی اور اب تک گورنر جنرل کے سوا کسی اور شخص کی سواری میں نہیں آئی تھی اور باقی اور

کشتیوں اور بحروں کے ملاحوں کو بچیس روپیہ دئے۔“

میر عالم کا درودِ ملکوتہ میں اور ”کشتی سے اتر کر میں پالکی میں سوار ہوا اور پالکی گورنر جنرل کے محل ارل کورنوالس سے پہلی ملاقات کی طرف بڑھی۔ مسٹر چیری تھوڑی دور ساتھ رہ کر آگے بڑھے اور جب میں گورنر جنرل کی ڈیوڑھی پہنچا تو وہ واپس آئے اور اُس بالاخانے کے دروازے جس میں گورنر جنرل کا اجلاس ہوتا ہے پالکی کو اتار کر گورنر جنرل نے اپنے رفیق کرنل اس کو پالکی تک استقبال کے لئے بھیجا مسٹر چیری نے اُن سے تعارف کرایا اس کے بعد ہم دروازے میں داخل ہو کر سیڑھیاں چڑھنے لگے ابھی سیڑھیاں ختم نہیں ہوئی تھیں کہ گورنر جنرل سے چارچشمی ہوئی جو معاً اپنی کرسی سے اٹھ کر اپنے درالان کو طے کر کے پیشوا آئے ان کے آنے تک میں بھی زینہ طے کر چکا تھا اب زینہ معافقہ ہوا اس کے بعد میرا ہاتھ گرجوشتی کے ساتھ اپنے ہاتھ میں لیکر اپنا کمال اشتیاق ظاہر کیا اور مزاج پُرسی کی اور اپنے ہمراہ لیجا کر مجھ تک لائبی کرسی پر جو وسط میں رکھی ہوئی تھی اپنے برابر بٹھایا اور خیریت مزاج بندگانِ عالی دریافت اور حضور سے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کر کے کہا کہ اگر مسافت بعید مانع نہ ہوتی تو خود ملاقات کے لئے آتے اور اس کے بعد راستہ کے احوال اور اپنے علاقہ داروں کے انتظام سب لہجہ کے متعلق دریافت کرتے رہے جس کے متعلق بندہ نے بیان کیا کہ بہ افضال جناب الہی اور بہ اقبال حضرت بندگانِ عالی آیام سے طے مسافت اور آپ کی ملاقات سے سفر کے رنج و تعب کی تلافی ہوئی اور جیسی کچھ گرجوشتی اور شگفتگی انھوں نے ظاہر کی ایسی ہی میں نے بھی کی

اس کے بعد خود کھڑے ہو کر اپنے اعیان و انصار کو باکرہ ایک کا تعارف کرایا اور اُن کو میرے ہمراہی منصبداروں کے تحت بٹھلایا۔ اسی تعارف کے دوران میں انھوں نے کہا کہ میں نے آپ کے دوست مسٹر جانسن کو بھی بلوایا تھا لیکن شدت بیماری کے باعث وہ آنے سکے اس کے بعد میں نے دریافت کیا کہ عنایت نامہ حضور اور تحفے جو میں نے اپنے ہمراہ لائے ہیں ہیں لائے جائیں گے یا خلوت میں جواب ملا کہ مکتوب جنو خلوت میں لیا جائیگا چنانچہ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے خلوت میں جو اُسی بالا خانے پر جائے نشست سے متصل تھا آئے اور اپنی رسم کے موافق اُس مکان کے دروازے کو ایک کنجی سے جو اپنے جیب میں رکھا کرتے ہیں بند کر لیا۔ وہاں کرسیوں پر بیٹھنے کے بعد عنایت نامہ میں نے دست بستہ دیا۔ اور حضور کی جانب سے دعائے شوق پہنچائی۔ انھوں نے مسٹر چیری کو عنایت نامہ دیا اور مجھ سے کہا کہ حضور سے جو مجھے اشتیاق و اتحاد ہے وہ خارج از بیان ہے اور نیز جو اشتیاق اور دوستی کہ مجھے نواب اعظم الامرا بہادر سے ہے وہ بہت زیادہ ہے میں نے کہا کہ حضور کا غلبہ اشتیاق اور خیر اندیشی ہی ہے کہ مجھے بخلاف رسم سرکار یہاں آپ کے پاس روانہ فرمایا گیا۔“

اس کے بعد میرے عالم نے اس امر پر اپنی محبت کا اظہار کیا ہے کہ اظہار اشتیاق و گرمجوشی میں خود انھوں نے نسبت کیوں نہ کی اسی سلسلہ میں ارسطو جاہ کی جانب سے سلام پہنچا کے یہ ظاہر کیا کہ جس طرح سرکار کپنی کی خیر خواہی کے سوائے کوئی اور ذاتی یا

نفسانی غرض گور زجنرل کے مطمح نظر نہیں ہے اسی طرح ارسطو جاہ کا بھی حال ہے اور اسی مناسبت طبعیت کے اعتبار سے ان کو بھی گور زجنرل سے غائبانہ اشتیاق و محبت پیدا ہو گئی ہے۔ گور زجنرل نے اس کے بعد ان تحفوں کو لینے سے معافی مانگی جو حضور نے ان کے لئے روانہ فرمائے تھے لیکن میر عالم کے بڑے اصرار پر انھوں نے اس کو برسرِ دربار تمام لوگوں کے روبرو لینے کا اقرار کیا۔ اس کے بعد دونوں خلوت سے باہر آئے اور میر عالم نے اجناس تحفہ منگوائے اور گور زجنرل کے ملاحظہ میں لائے جن میں سے شمشیر اور کٹار کو لیکر وہ بہت خوش ہوئے۔ تحایف میں بقیہ اشیاء حسب ذیل تھے۔

جیغم مع سرتیج دور قم۔ کنٹھی مروارید مع دھلگی الماس ایک رقم خلعت بادلہ و کار چوبی پانچ پارچہ۔ کنخاب ایک تھان۔ دو شالہ ایک زوج۔ ہاتھی ایک زنجیر۔ گھوڑا ایک راس۔

انھوں نے ان کو لیتے ہوئے اس امر کا اظہار کیا کہ میں ان تحفوں کو محض بغاٹ بندگانِ عالی قبول کرتا ہوں۔“

اس کے بعد گور زجنرل نے وعدہ کیا کہ وہ دوسرے روز پہر دن چڑھے میر عالم کی فرد گاہ پر آئیں گے اور اپنے ہاتھ سے عطر و پاندان ان کے اور ان کے ہمراہیوں کے آگے بڑھائے اور تالاب فرش شایعت کی اور معانقہ کر کے رخصت ہوئے اور بعد ملاقات توپیوں کی شکل سرہوی۔ میر عالم واپس ہو کر اس مکان میں جو ان کے قیام کے لئے مقرر کیا گیا تھا فروکش ہوئے۔

دوسرے روز حسب وعدہ گورنر جنرل وادیکو آئے وہ چوکرٹے میں سوار تھے۔

ان کی خواہش میں کرنل راس اور سٹریچری تھے اور دوسرے ہمراہی عہدہ دار اور گاڑیوں میں تھے پچاس سو بجنیلہ گھوڑوں پر ہم رکاب تھے۔

اس ملاقات میں میر عالم سے قلعہ اور اس کے سلاح خانے اور شہر کی سیر کی فرمائش کی گئی جس کو انھوں نے قبول کیا اور انھوں نے اشتیاق ملاقات و محبت کی تمہید کے ساتھ بند گانغالی اور ارسطو جاہ کی تصویریں اس عنایت نامہ کے ساتھ جوان تصویروں کے ہمراہ اسی باب میں لکھا گیا تھا گورنر جنرل کو دیں وہ ان کو دیکھ کر بہت مسرور ہوئے اس بعد عطر و پاندان دیا گیا واپسی عمل میں آئی۔

۷۰ ارجاوی الثانی ۱۲۳۱ھ سے اصل مسئلہ کے متعلق سوال و جواب آغاز ہوئے اور قریباً چار مہینے تک میر عالم اور ارل کورنوالس کے مابین گفت و شنود ہوتی رہی جس کی تفصیلی اطلاعیں میر عالم وقتاً فوقتاً اپنے خطوط کے ذریعے ارسطو جاہ کو کرتے رہے فی الاخر ماہ شوال ۱۲۳۱ھ مطابق جولائی ۱۸۹۷ء میں بقایائے شکیش کی بالاقساط ادائیگی اور اُنڈ اور امور کو جان کنوی کے ذریعے طے کرنے کی قرارداد کر کے وہ براہ بنارس ونگاپور حیدر آباد واپس ہوئے۔ واپسی کے وقت ارل کورنوالس نے میر عالم کو سر تیج اور جعبہ ایک زوج اور ایک رقم کنٹھی اور سات پارچے خلعت اور ایک ایک قبضہ شمشیر اور سپر اور ایک منزل پاکلی اور ایک زنجیر مادہ فیل عنایت کیا۔

واپسی اور خطاب | وہ ۲۶ رجا دی الاول مسئلہ کو بلکہ پہنچے اور اسی مہینے کی سلخ کو حضور میں باریاب ہوئے ارل کورنوالس کا خط اور اس کے ساتھ بقایائے شیکش کی باتہ نولاکھ سولہ ہزار چھ سو پینسٹھ روپے گیارہ آنے کی تین ہنڈویاں اور قیمتی جواہر اور تحفے تحایف ملاحظہ میں گزرنے اور مورد الطاف شاہی ہوئے اسی سلسلے میں میر عالم خطاب پایا اور پنچہزاری ذات دوہنرا علم و تقارہ و پاکلی جھالردار اور خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوئے اور ان کے فرزند میر رضی کو میر دوران خطاب ملا۔

اس سفارت میں جو کچھ سوال جواب ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ میر عالم کو اپنے ملک و مالک کے حقوق کا کیا کچھ خیال تھا ان کے تفصیلی دلائل و مباحث جو انہوں نے اس موقع پر گورنر جنرل کورنوالس کے پاس پیش کئے ہیں ان کے قوت استدلال و قابلیت مناظرہ پر کافی روشنی پڑتی ہے جو اصحاب ان امور کو تفصیل سے معلوم کرنا چاہیں ہوں وہ رقعات میر عالم کے اس نسخے کو ملاحظہ کریں جس کو ہم نے خاص طور پر اصل مسودات سے مرتب و شائع کیا ہے۔

دوران قیام میں پانچ بار یہ ارل کورنوالس کے بنگلے پر گئے اور پانچ ہی بار ارضاء ان کی فرود گاہ پر آئے ان دس ملاقاتوں میں گورنر جنرل میر عالم سے اس قدر خوش ہوئے کہ وہ اعلیٰ حضرت کو یہ لکھنا چاہتے تھے کہ سفارت کا عہدہ میر ابوالقاسم اور ان کی اولاد و احفاد کے لئے مخصوص کر دیا جائے مگر میر عالم نے ان کو اس سے باز رکھا اور کہا کہ بنگالی مختاریں جس کو چاہیں یہ خدمت دیں ارل صاحب کی یہ تحریک بھی تالیف قلب کی قبیل سے

تھی تاکہ میرے عالم کو اس طرح اپنا بنالیں۔

مائل سفارت پر ازل کو تو اس مسئلے میں جو مسائل طے ہوئے اس کا اظہار کرنا
نے اپنے ایک خط میں کیا ہے جو عہد نامہ کی حیثیت رکھتا ہے

کا جواب

اور میرے عالم کے ذریعہ بندگان عالی کے پاس روانہ کیا گیا اس کے مضامین کی تفصیل انگریزی گورنمنٹ نے اپنے اوپر فرض گردانی جن امور کا تفصیلہ اس میں ہوا ہے وہ ازل صاحب ہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے:-

”سلسلہ ۸۱۱ کے عہد نامہ کے مطابق نظام نے سرکار گنٹور کو تفویض کمپنی کیا اور کمپنی نے پیشکش ان کو نہیں دیا۔ نظام چونکہ ان دنوں امور اہم میں مصروف تھے اس لئے کمپنی نے اس معاملہ میں نہ کوئی تحریک کی اور نہ کوئی بیرونی جب نظام فارغ ہوئے تو رزیڈنٹ کو بھیجا گیا۔ تاکہ سرکار گنٹور کی تفویض کے متعلق کپتان کنادی نظام کو توجہ دلائے اور سرکار ان شمالی کی پیشکش کی بات بہ نظام کو اطمینان اور یقین دلائیں کہ کمپنی واجباً پیشکش نظام کو ادا کر دیگی اور آئندہ بھی بروقت ادا کرتی رہیگی جب نظام نے سپردگی گنٹور کا حکم جاری کر کے دوستی و وفاداری کا ثبوت دیا ہے تو کمپنی بھی ان سے مراسم رعیتیگی اور ان مضامین عہد نامہ پر جن کے معنی غیر معین اور جن کے مطالب صاف نہ تھے ہم نے میرا ہوا تقاسم کے ساتھ گفتگو کی اور میرا انکار درباب داخل کرنے ضمانت کے اور موقوف کرنا جزو سرکار ان شمالی کا (ادائی بقاء پیشکش کے اطمینان کے لئے) جو میرا ہوا تقاسم نے بیان کیا تھا واجب تھا کیونکہ اس امر کے واسطے ہماری رائے میں ایسا نڈاری قوم انگریزی موقوف ہے“

نظام نے تجدید عہد نامہ کی خواہش کی تھی اس کے متعلق ارل کوزنوالس نے لکھا کہ:-
 ”ہم نے اکثر موقع پر کپتان کناوی کی معرفت اور میر ابو القاسم کی زبانی اور شروع تحریر
 ہدایں بیان کیا ہے کہ میرا مقصد ارادہ یہ ہے کہ عہد نامہ ۱۷۶۸ء ع ۱۸۱۸ء کی تعمیل ہو اور
 ہمیشہ آپ کے ساتھ دوستی اور اتحاد قائم رہے اور آپ کو بھی میرے بیان سے اور نیز
 تصریح شرائط بیچیدہ سے جو میں نے کی ہے یقین ہوا ہو گا کہ میں تصفیہ ہر ایک امر کا بنیاد صفا
 و صفا پر کرتا ہوں مگر یہاں ہم کو بلحاظ بحث میر ابو القاسم یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ جب
 کوئی وجہ قوی عہد نامہ جدید کے لئے ظاہر نہ ہو اس وقت تک ہمارے ملک کے آئین
 اور انگلستان کے شاہ و کچینی کے احکام اور نیز ایمان اور حرمت قسم انگریزی مانع تجدید عہد
 ہیں اس لئے تبدیلی عہد نامہ مذکور کو ہم نے قبول نہیں کیا اگرچہ یہ منظور نہیں کیا گیا تاہم آپ
 ہمارے اس اختیار کے لحاظ سے جو شاہ اور انگریزی پارلیمنٹ سے ہم کو حاصل ہے
 اس میری تحریر کو بطور عہد نامہ تصور کریں کیونکہ یہ جتنی منظورہ کونسل ہے اور اس سے زیادہ
 تصریح کے لئے میں آپ کو میر ابو القاسم کی زبان پر حوالہ کرتا ہوں جس کو میں نے اس
 تمام گفتگو میں آپ کا وفادار صادق اور آگاہ اور خیر خواہ ملازم مقبر اور متمدن تصور کیا ہے
 اور اس کو اختیار حاصل ہے کہ کوئی عہد نامہ جس سے فائدہ سرکارین متصور ہو انقاد کرے۔“
 میر ابو القاسم بہت نازک موقع پر نصیر کی حیثیت سے کلکتہ گئے تھے اس زمانے میں
 نظام کو تین طرف سے خطرہ تھا۔ شمالی اور مغربی طرف سے مرہٹوں کا اور جنوبی سمت سے
 ٹیپو سلطان کا۔ مرہٹوں کے ساتھ تو ایک عرصہ سے مخالفت چلی آرہی تھی اور ٹیپو سلطان

بالکل حال میں مخالفت پیدا ہو گئی تھی۔ ان دونوں سے سربراہ ہونے کے لئے نظام کو ضرورت تھا کہ کسی تیسری قوت کے ساتھ متفق ہو جائے انھوں نے فرانسیسیوں کی نظر دوڑائی تو انھیں معلوم ہوا کہ وہ ڈیپو سلطان کے زیر اثر ہیں اور جو کچھ فرانسیسی فوج ان کے پاس ملازم تھی اس سے خود وہ مطمئن نہیں تھے اور اس کے علاوہ گزشتہ انگریزی فرانسیسی جنگ کے بعد سے ہندوستان میں فرانسیسیوں کی قوت اس قدر کم زور ہو گئی تھی کہ ایسی زبردست ریاستوں کے مقابلے کے لئے ان سے امداد کی توقع رکھنا محض سیکار تھا اس لئے نظام اور ادن کے وزیر اعظم کو اسی میں سہولت نظر آئی کہ انگریزوں کے ساتھ قدیمی رشتہ اتحاد کو اور مضبوط کر لیا جائے اور اسی بناء پر بعض اس کے کہ فسخ معاہدہ (۱۷۶۴ء) کی وجہ سے اور مقررہ پیشکش کو بروقت ادا نہ کر کے مدتوں بھاریار کھنے کی علت میں قبضہ گنطور کی نسبت انگریزی کمپنی کو ٹکاسا جواب دیدیا جاتا صاحب منشاء تصفیہ اور اتحاد قائم کرنے کی غرض سے ایک سفارت کلکتہ بھیجی گئی۔ ظاہر ہے کہ ان اغراض کے تحت جو سفارت قائم ہوئی ہو اس کو اپنے فرائض کی ادائی کے لئے کن امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہوگی یہ زمانہ وہ زمانہ ہے جبکہ انگریزی کمپنی جس کا مطلع نظر ابتداء محض جلب منفعت تھا ملک گیری کی جنگوں میں حصہ لیکر اتنے خسارے میں آگئی تھی کہ اس کو اتنا کثیر روپیہ پیشکش کے طور پر نظام کو ادا کرنا نہایت گراں تھا۔ ایسی صورت میں سیفر کا طرز عمل ہی ہو سکتا تھا کہ اہل کمپنی کو اپنے بقایا کی طرف سے اتنا تنگ پکڑے کہ وہ آسان شرائط پر ان کا اتحاد منظور کر لیں اور یہی میر عالم نے کیا۔

سرکاران شمالی کا تصفیہ آخر | یہی سرکاران شمالی جن کے متعلق اتنے مباحث و مناظرے

ہوئے اور مصارف عظیم برداشت کئے گئے۔ آخر ۱۸۵۶ء میں انگریزی ریاست میں قطعی طور پر شامل ہو گئے ان اضلاع پر حیثیت مالکانہ قابض ہونے کا جو تخیل اہالیان کمپنی کا ہوا تھا اس کا ذکر ہم نے قیام اتحاد کے عنوان کے تحت کر دیا ہے اس نوبت پر میر عالم کے ذریعے تفویض سرکار اور شکیش کی نسبت جو تصفیہ ہوا وہ ان کے (اہالیان کمپنی) حب و نحوہ نہیں متصور ہو سکتا تھا اس واسطے کہ انگریزی کمپنی کے قبضہ میں ان سرکاران عطا کی شاہی سند موجود تھی اور ان کے نزدیک اس سند کے ہوتے اس حصہ ملک کے قبضہ کی بابت کسی خراج یا شکیش کا ادا کرنا بے ضرورت تھا اور قطع نظر اس کے اس خطہ پر نظام کے مالکانہ حقوق رہنے کی وجہ سے یہ توقع ہو سکتی تھی کہ کسی زمانے میں وہ اس کے دعویدار ہوں گے اور وہ یہ بھی تصور کرتے تھے کہ اس علاقہ سے نظام کے قبضہ کا انتزع اُسی زمانے میں ہو چکا تھا جب کہ وہ فرانسیسیوں کے تصرف میں تھا اور ان کے پاس سنا انگریزی کمپنی نے اپنے قبض و تصرف میں لایا تھا ایسی صورت میں نظام کے حقوق شاہی کو تسلیم کرتے ہوئے شکیش ادا کرنا اپنی فوقیت (Suzerainty) منوانے کے منافی نظر آتا تھا ان امور کی بناء پر وہ چاہتے تھے کہ اس برائے نام تعلق کو بھی نظام سے نکال لیں اور اس طرح ہی کے زمانہ میں اس کے متعلق گفت و شنید شروع کر دی لیکن اس کا تصفیہ آخر اہالیان کمپنی نے میر عالم کے عہد دیوانی میں کیا۔ اور اس طریقہ سے رزٹرنٹ کرک پیارٹک نے اپنا ذاتی غنا و جوآن کو ایک خاص وجہ سے (جس کا ذکر انھیں اوراق میں کیا گیا ہے) ان کے ساتھ

پیدا ہو گیا تھا نکال لیا۔ اس کی تحریک کے متعلق معلوم یہ ہوتا ہے کہ کمپنی کے ساتھ اتحاد و شرکت کے مفاد و استحسان اور غفران مآب کا طرز عمل بتاتے ہوئے کی گئی تھی لیکن میرے عالم نے اس کو ٹالنے کی کوشش کی مگر یہ ممکن نہیں تھا کہ کمپنی اپنے مقاصد اہم کو نظر انداز کر دیتی۔ آخر یہ تحریک جن امور کے مدنظر اور جن اعتراضات کے ارتفاع کے بعد درجہ پذیرائی کو پہنچی سر جارج بارلو بارنٹ گورنر جنرل ہند کے ۲۵ اکتوبر ۱۸۵۶ء کے خط موسومہ سکندر جاہ کی عبارت ذیل سے ظاہر ہوتی ہے:-

”از روئے ہر محبہ کہ در آں بشرکت طرفین اقدام نموده شد ملک و جاؤاد جدید بامالک و جاؤاد قدیم دولت آصفیہ شامل گردند و قصد زیادہ طلبی و ضبط و تکتسرا اختیار آں والا قصد در میان ممالک سامی و احتمال حقوق موردنی آں عالیشان از طرف ایں سرکار بھیج نوع بعمل نیامده است بلکہ ہر گاہ آں والا قدر بذراعت ایں کہ فوائد استحکام بنیاد یگانگی و اتحاد فیما بین دولتین آنچه در سرکار سامی عاید گردیدہ بر صفحہ خاطر اشتقاق منطاب ہر بیچہ درجہ شرف انتقاش و ارتسام یافتہ است و جبشکیش سالانہ بابتہ سیکا کول و غیرہ بطوع و رغبت معاف و مرفوع القلم فرمودہ بودند اہالی ایں سرکار تقلیل حاصل سرکار آں والا قدر و حصر و الیت و صلہ گرامی مطلق منظور نہ داشتہ لوازم استعذار عدم اقبال امر مجوزہ اعنی معاف و مرفوع القلم شد وجہ قرار ی فرمایند و بوجہ آوردہ بودند.....“

ہمدانہ پانگل اور میوڑ کی تیزی جنگ | اس زمانے میں میوڑ سلطان نے اس خیال سے کہ دکن میں حیدر آباد اسلامی اور سب سے بڑی ریاست ہے اس سے اگر اتحاد قائم کر لیا جائے تو پھر

کوئی اور طاقت ایسی نہیں رہتی جو ان کا مقابلہ کر سکے اپنے وکیل محمد غیاث کو حیدر آباد بھیجا تاکہ وہ حضور نظام سے مل کر ٹیپو سلطان کے ساتھ سہارا دے کے رشتہ اتحاد کے قیام کی تحریک کرے لیکن یہ پیغام اس امر کے اظہار کے ساتھ کہ نظام ایک ادنیٰ نایک کے ساتھ قربت قائم نہیں کر سکتے مسترد کر دیا گیا۔ اس کے بعد کچھ ایسے اسباب پیدا ہوتے گئے کہ نظام و ٹیپو کا اتحاد قائم نہ ہو سکا چنانچہ لارڈ کورنوالس کے ایک خط مؤسومہ میر عالم کے دیکھنے سے ٹیپو سلطان کے خلاف ایک جذبہ پیدا ہوتا ہے خواہ اس کی کوئی اصلیت ہو یا نہ ہو۔ ہم یہاں اس خط کے ایک حصہ کو نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں جس سے امر مذکور صاف ظاہر ہوتا ہے۔

”دشاد صدق مقال آں مہرباں یکے این ست کہ ہر گاہ دلاور جنگ (کپتن جان کوئی) پیغام تصیم عزم پر خاش با ٹیپو و درخواست شرکت از نواب آصف جاہ بہادر دریں مہم نمود نواب اعظم الامراء بہادر محض بیاس دوستی دوستدار دریں مقدمہ چناں سعی فرمودند کہ ہمیں بنظور آمد با دیگر مراتب رسیدن و کلائے ٹیپو نایک ہمراہ فرستادہ ہائے سرکار و روبرو کار اور پیغام اقرار نامہ مجدد و شاق آمدن کلمات ایشاں و رونیا فتن آں ہا در حضور چہرہ وصول افروختہ مسرور و بہ مراتب مرقومہ مطلع ساخت از مضمون خطوط سلیہ آں مہربان و دلاور جنگ بہادر بہ اطلاع این جانب رسیدہ است بالفعل کہ احوال زمانہ باین قسم ظاہر و ہویدا صدائے سلسلہ دوستی و یگانگت فیما بین گوش گزار ہر یک از امیران

لے نایک ایک مختصر پیادہ فوج کا عہدہ ہے ٹیپو سلطان کے دادا اسی عہدے پر مامور تھے اور باپ اسی عہدے سے ترقی کر کے سلطنت پیور کے مالک بنے تھے۔

اس دیا کر وید و بفضل ایزد سبحانہ یو مافیو ما غریو این اتفاقات و گلبانگ اس مواسا تا گنبد
 دوار و تحت ارض می رسد و ٹیو نایک پلیت و پلمنت خود و مزاج بے ایمانی و نقص عہد ہر
 منودہ در خاطر سرکار کمپنی انگریز بہادر و نواب آصفیہ بہادر و پندت پردھان پیشوا صاحب بہا
 خصم و معاند و برہمن اینت و آرام خلیق و مستدعی تصرف مملکت رئیسان نواح مقصود
 گردیدہ باشد و جنس وقت نظر بر پاس مراتب حقوق سرکار کمپنی انگریز بہادر و برائے پیش
 پیش ہند و خواطر ہر یک از شریکان و دشمن و کلائے او در حضور نواب آصفیہ بہادر خیلے نایابا
 و نامناسب بنا برآں اس جانب از راہ خیر خواہی سرکار نواب آصفیہ بہادر و بلحاظ ارادہ مصمم
 خود در انصرام ہر تدبیر اینکہ مثل بر کامیابی مطالبات متعلقہ وقت باشد در رخصت و کلائے
 مستصلح می گردد و بوجہ از بودن د سوال و جواب نمودن آہنہا آنجا خدا نخواستہ حرف
 سر رشته دوستی و رفاقت فیما بین نواب صاحب و نواب آصفیہ بہادر و اس جانب در آید۔
 اس استرداد پیام سے متاثر ہو کر ٹیو سلطان نے اپنی فوجوں کو علاقہ بند گانغالی
 کی طرف حرکت دی اور مالک محروسہ کے جنوبی علاقوں پر قبضہ کر لیا اس واقعہ کے سننے
 کے بعد غفراں مآب ٹیو سلطان کے مقابلے کے لئے انگریزوں سے تجدید معاہدہ کی طرف
 مائل ہوئے اور اودھر انگریز یہ چاہتے تھے کہ ٹیو سلطان کو شکست دینے کے لئے نظام
 اتفاق کر لیں پس غفراں مآب کے حکم پر ارسطو جاہ نے میر عالم کے ذریعہ کمپنی کو تحریک کی
 جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میر عالم اور سر جان کناوی کے ذریعہ ایک عہد نامہ ۱۷۹۹ء ۱۲۰۴ھ
 میں مابین سرکار دولتدار و عظمت مدار بمقام پانگل طے پایا جس کے شرائط یہ تھے:-

جنگ کے لئے نظام انگریزی گورنمنٹ کو دس ہزار سوار دیں گے جن کا خرچ انگریزی گورنمنٹ اٹھائے گی، اور ملک مفتوحہ فریقین پر علی التوایہ تقسیم ہوگا انگریزوں نے اس عہد نامہ میں مرہٹوں کو بھی شامل کر لیا۔ جس سے غرض یہ تھی کہ ٹیپو سلطان مرہٹوں کے ساتھ اتحاد قائم کر کے اور قوی ہو جائیں۔ ان کے آس پاس کی قوتوں میں سے انگریز اور نظام اور مرہٹے ان کے مخالف تھے اور فرانسیسی ہندوستان میں اتنے قوی نہ تھے کہ ان کا کوئی لحاظ رکھنا بعد میں البتہ ٹیپو سلطان نے راست فریج حکومت سے سلسلہ جنبانی کی جو میسور کی چوتھی جنگ کی وجہ تحریک قرار پائی اب ٹیپو سلطان اپنی فرانسیسی فوج کے ساتھ تہارہ گئے لیکن قبل اس کے کہ ٹیپو سلطان کے مقابلے پر متحدین کی فوجیں نکلتیں بعض اور شرائط کا طے ہونا بنگالہ کے عہدہ داروں کے نزدیک ضروری تھا اس لئے بجانب نظام اسطو جاہ نے میر عالم کے ذریعے حسب ذیل عہد نامہ انگریزی رزیدنٹ کے پاس روانہ کیا:۔

”قول و قرار دوستی و اتحاد برائے دفع دشمن یعنی ٹیپو فیما بین سرکار کمپنی انگریز و سرکار نواب مستطاب علی القاب نواب آصف جاہ بہادر صوبہ دار ملک دکن و سرکار پیشوا سوائی مادھوراؤ نرائین پنڈت پردھان بہادر معرفت احترام اللہ و کہ کپٹن جان کنوی بہادر دلاور جنگ بموجب اختیار و اقتدار کہ از طرف گورنر جنرل اہل کار نوالس بہادر کہ برائے انصرام و انتظام جمیع امور

۱۔ طے نامہ عہد نامہ جات مرتبہ کمپنی میں شریک اور طبع نہیں ہوا ہے چنانچہ بنگالہ سے فوج بھیجنے کی نیت ایک عہد نامہ سن ۱۷۹۱ میں ہوا ہے اس کی شرط پنج میں جو حوالہ دہ ہے (دیکھو ایچ پی سنس ٹری ٹریز طبع سوم جلد ۲ صفحہ ۳۰۷) وہ اسی عہد نامہ کی دوسری شرط سے متعلق ہے یہ ممکن نہیں کہ عہد نامہ مذکور مرتبہ عہد نامہ جات کو بہت نہ ہو پھر نہیں معلوم کہ کن وجہ کی بنا پر یہ عہد نامہ جات مذکور میں داخل و شامل نہ ہو سکا۔

در تمام باد در ہندوستان متعلقہ کمپنی انگریز بہادر از جانب پادشاہ جم جاہ و پارلنٹ گریٹ
 ماموراند بہ بہادر موصوف مفوض گشتہ بموجب دفعات ذیل عمل آمد ہر سہ سرکار ہر آں ثابت
 مستقل خواهند بود و شرایط مندرجہ آں بلا تفاوت از ہر سہ سرکار عمل خواهد آمد۔

دفعہ اول۔ ہر سہ عہد نامہ ہائے سابق کہ از صلاحت جنگ مرحوم معرفت کرنیل فرڈ
 در ۱۸۵۹ء محسوس و از نواب علی القاب نواب آصفجاہ بہادر معرفت جنرل کلیو در ۱۸۶۲ء مفت
 کار برد از ان چینیائٹن در ۱۸۶۲ء تحریر یافتہ و مکاتبہ گورنر جنرل اہل کار نوالس بہادر ترنومہ
 ہفتم ماہ جولائی ۱۸۶۹ء کہ بجائے عہد نامہ چہارم است بحال و برقرار مگر آں دفعات کہ از رو
 عہد نامہ حال بوجہ دیگر انتظام یافتہ باشد دوستی و ایمنی نسلاً بعد نسل فیما بین ہر یک از طرفین
 و قایم مقام طرفین بموجب عہد نامہ ہائے سابق بحال و برقرار۔

دفعہ دوم ویکم ٹیپو با ہر سہ سرکار با وجودیکہ عہد داشت نقض عہد با ہر سہ سرکار نمود
 ازین سبب ایں ہر سہ سرداران متفق شدہ عزم نمودہ حتی المقدور بنیہ او عمل آرند کہ آئندہ برائے
 بد عہدی کردن در و طاقت نتواند ماند و چون ہر سہ سرکار در ایں ہم شریک اند ملکہ کہ ازین
 ہم تبصرہ در آید مع آمدنی آں از وقت تصرف باخراین و دفاین مقتد بہ میان کمپنی و نواب
 علی القاب و راؤ پنڈت پردھان کہ پنڈت معز برائے شرکت دریں ہم و مامور کردن فوجے
 معقول اقرار نمودہ اند سہ حصہ مساوی مناسب سرحد ملک ہر یک تقسیم خواهد یافت مگر تعلقات
 پالیگیران مرقومہ دفعہ دوم از عہد نامہ فیما بین کمپنی و راؤ پنڈت پردھان کہ معرفت مسٹر مالٹ قرار
 یافتہ و بحضور نواب علی القاب فرستادہ شدہ و باز ازین جارفتہ اگر بمصلحت شرکا دخل تقسیم
 شد

مستثنیٰ از ملک متصرفہ مذکورہ است افواج نواب معلی القاب و راؤ پنڈت پردھان و ملک
دغل شدہ شروع بجنگ و تسخیر خواهند کرد اگر پیش از اس انگریز ملک از یثیو خلاص کنانند در اس
حصہ ہر دوسر دارنیت۔

دفعہ سیوم۔ بوکلاء ہر سہ شرکا، برائے حاضر بودن پیش افواج ہر سہ کہ بر سر این مہم باشند
پر وانگی شود و نظر بر این کہ شرکا، را موافقت و اتحاد دلی ہمدیگر ہمیشہ بحال و برقرار ماند قرار یافتہ
کہ در صورتی کہ فیما بین دو شریک تکرارے بمیاں آید شریک سیوم کفیل باشد کہ فیما بین ہر دو
شریک واسطہ شدہ حتی المقدور سعی و کوشش نماید کہ تکرار مذکور را از روئے واجبی بریزیل دستی
رفع سازد۔

دفعہ چہارم۔ بیج کس از شرکا، بیج سوال و جواب علیحدہ با یثیو نماید بلکہ ہر چہ بیجی
از طرف یثیو پیش کسے بیا یا کس اطلاع بدیگراں بدہد و مصالحہ با یثیو بے استرضائے ہر
شرکا بعمل نیاید۔

دفعہ پنجم۔ اگر یثیو بعد مصالحہ بملک قدیم یا جدید از سرکار کھنئی یا سرکار نواب
معلی القاب یا سرکار راؤ پنڈت پردھان مصدر خلل و فساد گردی یعنی ہر گاہ ابتداء خلل فساد
از طرف یثیو باشد ہر یک از شرکا، حفاظت و حراست ملک ہمدیگر از اذیت و بدعت او کفیل
خواہد بود و درخواست اخراجات حفاظت از ہمدیگر نخواہند نمود۔

دفعہ ششم۔ تعلقات مقبوضہ و متصرفہ ہر سہ سرکار و مقبوضہ و متصرفہ رفقہ و متوسلا
ہر سہ سرکار کہ ہر یک از شرکا، بموجب دفعہ صدر کفیل حفاظت تعلقات مذکورہ خواہند بود اسامی

آں تعلقات بعد انجام ہمہ فصل نوشتہ شود۔

دفعہ ہفتم۔ ایں عہد نامہ کہ مشتمل بر ہفت دفعات است نواب معالی القاب نرود راؤ پٹت پردھان و دلاور جنگ نرود مسٹر مالٹ برلے اطلاق ہرود مسفر خواہند فرستاد بعد از آں دو قطعہ نرین بہرود دستخط نواب معالی القاب پیش گور نر جنرل ارل کارنوالس بہا نر فرستادہ گور نر جنرل موصوف در عرضہ چہل و پنج روز یک قطعہ راہرود دستخط خود کردہ پیش دلاور جنگ بہادر واپس خواہند فرستاد کہ بہادر موصوف تفویض نواب آصفجاہ خواہند نمود و قطعہ دویم را در دفتر کچینی داخل خواہند کرد و تا رسیدن قطعہ مہری و دستخطی گور نر جنرل موصوف دلاور جنگ بہادر قطعہ مہری و دستخطی خود را از نواب معالی القاب واپس خواہند گرفت۔

اس تہ نامہ کے مسودے کو کپتن جان کناوی نے گور نر جنرل کے پاس منظوری کے لئے روانہ کیا جس نے بہت کچھ حک و فک کے بعد اس کو منظور کیا اور چونکہ اس کے دفعہ دوم کی اصلاح کو گور نر جنرل نے پٹت پردھان پیشوا کی رضامندی کی شرط سے منظور کیا تھا اس لئے اس کو پیشوا کے پاس بھیجا گیا وہاں سے واپس آنے پر تکمیل پایا۔ اس عہد نامہ کی تکمیل کے بعد ایک اور معاہدہ اس امر پر طے پایا کہ ملک ٹیپو سلطان پر حملہ کرنے کے لئے منجانب نظام انگریزی فوج کو بنگالہ سے طلب کیا جائے جس کے دفعہ پنجم میں عہد نامہ مذکورہ کے دفعہ دوم کا حوالہ ان الفاظ میں دیا گیا ہے۔۔

”و آنچه غنیمت بدست جمعیت پٹالن ہائے مذکور آید داخل سرکار بندگانعالی خواہد شد سولے خزائن و دفاین معتد بہ کہ بموجب دفعہ دویم عہد نامہ میان ہر سہ شرکا تقسیم خواہد یافت“

ان معاہدوں کے تکمیل پانے کے بعد ۱۹۱۷ء میں متحدین کی فوجیں اگے بڑھیں۔
 بنگلور پر معرکہ ٹھہرا اس جنگ میں نظام کی طرف سے ان کے صاحبزادے سکندر جاہ شریکیت
 جنگ ہوئے اور ان کے ہمراہ رکاب بڑے بڑے امرا تھے جن میں ارسطو جاہ اور اوان کے
 صاحبزادے سیف الملک شیرالدولہ مرتضیٰ یار خاں معروف بہ مالی میاں، یا معالی میاں اور
 میر عالم بھی تھے۔ بقول صاحب حقیقۃ العالم ایک دفعہ لارڈ گورنر جنرل نے ٹیپو سلطان کے
 لشکر پر شبخون مارا اس کے بعد ہی ۲۰ جمادی الثانی ۱۲۰۶ھ میں ۱۳ فروری ۱۹۱۷ء رات کے
 وقت ٹیپو سلطان نے غلام علی خاں اور رضا علی خاں کو بطور سفیر صلح افواج مخالفین کی طرف
 روانہ کیا یہ عید گاہ کے قریب اترے جہاں ان کے لئے ڈیرے نصب کئے گئے تھے
 اسی صبح کو ڈیرہ پہرہ چڑھے میر عالم اور دلاور جنگ سر جان کناوی اور بجاجی پیڈت
 ان سے ملے اور صلح کی گفت و شنید ہوئی آخر وکلا ٹیپو سلطان صلح کی پیش کردہ شرائط پر راضی
 ہوئے اور وعدہ کیا کہ انھیں شرائط پر اپنے آقا ٹیپو سلطان کو بھی راضی کر لیں گے اور
 خیموں کو چھوڑ کر اپنے آقا کی طرف گئے اور ان کو سمجھا بجا کر شرائط ذیل پر راضی کر لیا۔

(۱) تینوں لشکر کے سرداروں کو تین کروڑ روپیہ نقد دیں۔

(۲) اپنے مقبوضہ ملک کا نصف حصہ ان تینوں فریق کو دیدیں۔

(۳) ادائی رقم مشروط اور ملک کی واگذاشت تک اپنے لڑکوں کو بطور ریغمال ان کے

حوالہ کر دیں۔

ٹیپو سلطان نے ان شرائط کو قبول کر کے صلح نامہ پر دستخط و مہر تصدیق کر دی اس کی رو سے سترہ لاکھ سولہ ہزار پگوڈا محاصل کا ملک نظام کو ملا۔ تکمیل صلح نامہ کے بعد میر عالم سکندر جاہ بہادر کے ہمراہ رکاب پانگل کی طرف واپس ہوئے جہاں غفران آباد آغاز جنگ سے اس وقت تک ٹھہرے ہوئے تھے اور ۱۲ رمضان المبارک کو وہاں پہنچ کر حضورؐ کی تدبیر سے شرف اندوز ہوئے۔ اس صلح میں جو علاقہ ممالک محروسہ میں شامل ہوا اس کے بندوبست و عمل دخل کے احکام میر عالم کو ملے وہ ایک مرکزی مقام قرار دیکر وہاں پہنچے اور اپنے معتدلیہ عہدہ داروں کو ہر سمت میں بندوبست کے لئے روانہ کیا جن میں راجہ چند دلال، کاما گارنگ، مستقیم الدولہ، عبدالعزیز خاں بھی تھے۔ اس سمت کے بعض زمیندار (مثلاً راجہ انا گوندی زمیندار کنگ گیری و کارنگی وغیرہ) غلط فہمی سے سرکار نظام کے ان عہدہ داروں سے برسر پیکار ہوئے لیکن معمولی لڑائیوں میں ہی وہ سب راہ راست پر آگئے کوئی جنگ طل نہ کھنچی۔

اس جنگ سے واپس آنے کے بعد اعظم الامراء کے صاحبزادے علیل ہو گئے۔ اس کی جنگ کے اسباب

اور ایک عرصہ کی علالت کے بعد ۱۲۹۲ھ میں اس کا انتقال ہو گیا اس کی تیاری

اس واقعہ سے اعظم الامراء حواس باختہ ہو گئے ایسے موقع میں جبکہ بعض معاملات میں مرہٹوں اور نظام کے مابین تعلقات میں کشیدگی کے آثار نمایاں ہو رہے تھے مدار الہام ریاست کی یہ حالت نامناسب تھی اس لئے میر عالم نے حضورؐ میں عرض کی کہ مدار الہام کے اصلاح مزاج کی کوئی تدبیر کرنی چاہئے تاکہ پیش پا افتادہ معاملات کی یکسوئی بہ احسن الوجہ ہو۔

علحضرت نے انھیں سے علاج پوچھا۔ انھوں نے یہ تدبیر بتائی کہ پیرو مرشد اپنے کسی صاحبزادے کو

ان کے آغوش میں دیدیں تو اس عنایت و سرفرازی کی خوشی سے ان کا مداہو جائیگا۔ اس
 علحضرت نے ارطو جاہ کو یاد کر کے دل دلا سہ دیا اور سرپیچ مرصع اور ایک فرد شال کی مرصعت
 فرمائی اور اس کے ساتھ اپنے سب سے چھوٹے صاحبزادے میر جہانگیر علیخان خلف خبگ سلطان الدولہ
 رئیس الملک سلیمان جاہ بہادر کو (جن کا سن چھ مہینے چھ دن تھا) اعظم الامرا کی زوہ سلطان بخشیم
 (جو میسر الدولہ مالی میاں کی حقیقی والدہ تھیں) کے آغوش میں دیدیا۔ اس سرفرازی سے اعظم الامرا
 کے حواس بجا ہوئے اور رنج و غم فی الجملہ دور ہوا اور وہ اس قابل ہوئے کہ ریاست کے
 معاملات میں عموماً اور مرہٹوں کے معاملہ میں خصوصاً دلچسپی لیں۔ سرکار نظام اور پیشوا کے باہمی
 معاملات کی یکسوئی پیشوا کے وکلاد کے ذریعہ ہوتی نظر نہ آئی تو بندگان عالی نے اودھر میر عالم کو
 پونہ کی سفارت پر روانہ فرمایا اور اودھر فوج کی تہذیب و ترتیب کے احکام ارطو جاہ کو دئے۔
 بعض تاریخوں سے نتیجہ نکلتا ہے کہ سر دیسکھی اور چوتھ کی بابت مرہٹوں اور نظام میں ایک صحت
 سے تکرار چلی آرہی تھی اس کو رفع کرنے کی خاطر میر عالم پونہ بھیجے گئے تھے لیکن تاریخ حقیقۃ العالم
 میں اصل معاملہ کو مخفی رکھنے کی کوشش کی گئی ہے چنانچہ اس میں خود میر عالم کے الفاظ ہیں
 اس سفر کی نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ :-

”وایں دولت خواہ کہ پیش ازین حسب الحکم حضور برائے درستی بعض امور برپا

رفتہ بود سعی مشکور از آنجا معاودت نمودہ بتیاریں چہار دہم شہر مزبور احرار شرف

لہ یہ اعظم الامرا کے انتقال کے بعد ان کی تمام جائداد کے اکثر و بیشتر حصہ پر فالن و تصرف ہوئے اور ان کے بعد وہ تمام علاقہ دجا ند و فخر نیار
 میں داخل ہو گئی ۱۱ لہ اسکی نسبت حیدر آباد و افسر کس ٹولف کا خیال ہے کہ اس موقع پر اس ٹولف حقیقۃ العالم پونہ گیا ہے نہ کہ میر عالم
 (جن کے نام و تاریخ مشہور ہو گئی ہے) لیکن خیال غلط ہے بعض ایسے خطوط ماری نظر سے گزرے ہیں جن کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا
 کہ میر عالم نے پونہ کے سفر سے وہ خط لکھے ہیں یا ان کو اس سفر میں لکھے گئے ہیں کچھ قطع نظر ایک خط ایسا بھی ہمارے دیکھنے میں آیا ہے جس میں خود میر عالم نے
 اپنے سفر و سفارت کی اطلاع گورنر جنرل سر جان شور کو کی ہے ۱۲

ملازمت کردہ مورد عنایات خداوند نعمت گشتہ دراجہ شام راج و رگھوتم راؤنتر
در آں روز بہ آستان بوسی مباہی شدند۔“

اس موقع پر ممکن تھا کہ صراحتاً ”بنا بر تصنیف سر دیسکھی دادائے چوتھ“ لکھا جاتا۔ اس طرز تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض امور ایسے بھی تھے جن کا پوشیدہ رکھنا باعتبار اسول سیاست لازم تھا ہم جہاں تک غور کرتے ہیں کوئی امر ایسا نہیں معلوم ہوتا جو اس طرح خفیہ رکھے جانے کے قابل ہو چونکہ میر عالم کے اس سفارت پر روانہ ہونے کے بعد ہی کھڑے کی جنگ آغاز ہوئی ہے اس لئے قیاس یہ ہوتا ہے کہ اگر اس جنگ کے اسباب پر نظر ڈالی جائے تو ممکن ہے کہ اس سفارت کے تمام یا بعض اغراض پر روشنی پڑے لیکن اس طرف توجہ کرنے سے اور زیادہ افسوس ہوتا ہے کہ اس جنگ کے اسباب پر بھی کسی مورخ نے تفصیلی روشنی نہیں ڈالی ہے اس معاملہ میں اس عصر کی تاریخیں ایک دوسرے کا خلاصہ معلوم ہوتی ہیں۔ ان میں سے ترک آصفیہ اور حدیقہ العالم محض محاسبہ چوتھ اور سر دیسکھی کی طرف اشارہ کرتے ہیں گرانٹ ڈف نے اپنی تاریخ بڑھڑی آف دی مرہٹاس میں کھڑے کی جنگ کا ذکر کسی قدر تفصیل سے کیا ہے اس کے اسباب میں یہ بیان کرتے ہیں کہ مرہٹوں کو نظام کے بعض علاقے کی سر دیسکھی اور چوتھ کی رقم کے متعلق برہوں سے مطالبہ تھا اور اسی طرح نظام کو مرہٹوں سے بعض مطالبے تھے جن کے تصفیہ کی نسبت نظام کا خیال تھا کہ میوڑ کی جنگ کے بعد کوئی ثالث مقرر کیا جائیگا۔ اور چاہتے یہ تھے کہ تصفیہ کا دار و مدار انگریزوں پر رکھا جائے لیکن جنگ کے بعد جب کارنوالس کی مجوزہ ٹریٹی آف (۱۷۹۲ء) اعلیٰ گورنمنٹ سے منظور نہ ہوئی جس کی رو سے کمپنی دیسی ریاستوں کے معاملات میں

مجاز مداخلت ہو سکتی تھی۔ تو سر جان شور نے بحیثیت گورنر جنرل نظام اور مرہٹوں کے درمیان مداخلت سے صراحتاً انکار کر دیا۔ اس کے بعد مرہٹوں کے وکلاء جو دربار نظام میں تصفیہ مطالبات کے خواہاں ہوئے جن کے ساتھ دارالہمام (ارسطو جاہ) نے برسرِ دربار تندرستی کی اور یہی وجہ تحریک جنگ ہوئی۔

سفارت پونہ | میر عالم عین اُس زمانے میں جبکہ انگریز مداخلت سے انکار کر رہے تھے پونہ کی سفارت پر روانہ ہوئے اس سے یہ قیاس قائم کیا جاسکتا ہے کہ نظام چاہتے تھے کہ اپنا سفیر پونہ دربار میں بھیج کر معاملات کا تصفیہ کرائیں یا یہ کہ میر عالم چونکہ اکثر انگریزی عہدہ داروں سے شناسائی رکھتے تھے اور پونہ دربار میں انگریزی عہدہ دار مسٹر مالیٹ رزیدنٹ کی حیثیت سے موجود تھے اس لئے ان کے ذریعے وہ اُدھر اور یہاں حیدر آباد کے رزیدنٹ سر جان کئی کے ذریعے سے گورنر جنرل پر اس معاملہ میں مدد دینے کے لئے زور ڈالیں چنانچہ سر جان کئی کے ایک مراسلہ سے اس کا اظہار ہوتا ہے جس نے اپنے یکم جنوری ۱۷۹۲ء کے ایک مراسلہ میں گورنر جنرل اس امر کی جانب توجہ دلائی تھی کہ نظام بوجہ اس کے کہ مرہٹوں کے خطرے میں ہیں انگریزوں کے ساتھ مصالحت پر آمادہ ہیں اس موقع کو ہاتھ کر لیا جائے تو اس سے ان کے مالک انگریزوں کے زیر اثر آجانے کی توقع ہے میر عالم ہی کو سفیر بنا کر پونہ بھیجنے کی وجہ ان کے ایک خط سے جواٹھوٹا سر جان شور کو لکھا ہے یہ معلوم ہوتی ہے کہ راولپنڈت پردھان کے سربراہ کار عہدہ داروں نے

لہ کاروائس کے ولایت جانے پر سر جان شور گورنر جنرل مقرر ہوئے تھے جو ۱۷۹۳ء سے ۱۷۹۸ء تک (م ۱۲۰۸ تا ۱۲۱۳) اس خدمت پر رہے اور بعد میں لارڈ ٹینن کو تھہ ہوئے۔

یہ استدعا کی تھی کہ میرے عالم اس سفارت پر نامزد کئے جائیں چنانچہ اس خط کی عبارت یہ ہے
 ”..... دیں ولا برائے نتیجہ معاملات فیما بین کہ بہ حسب اشتراک سرکار عالی و راؤ پٹ

پردھان از قدیم الایام بجلالتہ چہارم و سردسکی بھی را و موصوف ہمیشہ از ہر دو سرکار و بکار می شود
 از حضور پر نور رخصت مخلص بر طبق استدعائے کارپردازان را و موصوف حاصل گردید
 انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب روانہ آں طرف می گردد.....“

بہر حال میرے عالم کے اس سفارت کے واقعات کی تفصیل معلوم نہیں ہوتی جو کچھ حالات
 اس سفر کے معلوم ہوتے ہیں وہ ان کے لکھے ہوئے اور ان کے مؤسوسہ خطوط سے معلوم ہوتے
 اور اس طرح جتنے معلومات بھی فراہم ہو سکے یہ ہیں کہ میرے عالم ۱۸۷۲ء کی عید الضحیٰ کے بعد اس
 سفارت پر حیدرآباد سے راہی ہوئے ان کے ہمراہ فوج کا ایک گارڈ موسیٰ جام ستیس کی سرنگی
 میں تھا اور راجہ شامراج اور راجہ رگھوتم راؤ ان کے شریک سفارت تھے لیکن وہ میرے عالم کے
 بعد بلدہ سے روانہ کئے گئے تھے جو ان کے ۲۸ ذیحجہ کو پونہ سے قریب ملحق ہوئے۔ ۲۲ ذیحجہ کو
 وہ دریائے بھمر کے کنارے پہنچے اور پیرپگانوں کے گھاٹ سے ۲۵ ذیحجہ کو دریاعبور کیا۔
 ۲۹ ذیحجہ کو سرداران مرہٹہ اور پٹ پٹ پردھان سے ملاقات کی مسٹر مالٹ (انگریزی رزیڈنٹ)
 مقیم پونہ) سے صرف یہ اطلاع ملی کہ کارپردازان ریاست مرہٹہ نے میرے عالم کے وہاں پہنچنے
 قبل امرابہ الجٹ کے متعلق دوستانہ تحریک کا آغاز کر دیا تھا جسکی تفصیل نے میرے عالم کے کسی خط سے
 معلوم ہوتی ہے نہ حیدرآباد کے رزیڈنٹ کے کسی خط سے اور نہ ہم اس کو صحیح باور کر سکتے ہیں اسوا
 کہ اگر دوستانہ تحریک کا آغاز ہو جاتا تو اس کا نتیجہ نہ ہوتا کہ جنگ چھڑ جاتی جیسا کہ بعد میں ہوا۔

اس زمانے میں ایک روز دربار وزارت میں ارسطو جاہ نے میر عالم کے وکیل مستقیم الدولہ سے شکایت کی کہ میر عالم جاتے ہوئے تو کہہ گئے تھے کہ منزل بمنزل کے واقعات اور حالات اور اپنی خیریت سے اطلاع دیتے رہیں گے لیکن اب تک کوئی کیفیت نہیں معلوم ہوئی جب تک کوئی اطلاع نہ ملے طبیعت متروک رہیگی۔ مستقیم الدولہ نے یہ کہہ کر رفع خیال کیا کہ منازل طولانی اور راستہ میں ٹپہ کا انتظام نہ ہونے کے باعث ایسا ہوا ہوگا ورنہ وہ ضرور ہر منزل کی اطلاع و کیفیت لکھتے معلوم یہ ہوتا ہے کہ جب میر عالم پونہ پہنچ گئے تو وہاں کے واقعات و رد و آویشا سے تفصیلاً ارسطو جاہ کو اطلاع کی ہوگی لیکن افسوس یہ ہے کہ وہ ہم کو ملے نہیں۔

کھڑے کی جنگ | میر عالم کے پونہ پہنچنے کے بعد بھی باہمی غلط فہمی رفع نہیں ہوئی تو معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ مرہٹوں کی فوج اپنے علاقہ سے گزر کر مالک محروسہ میں درآئی جس کی اطلاع ملنے پر نظام بھی اپنی افواج کے ساتھ بیدر کی سمت کوچ فرمائے آخر ۲۹ شعبان ۱۲۰۹ء ۲۱ مارچ ۱۷۹۵ء کو بیدر سے آگے کھڑے کے میدان میں مرہٹوں کی فوج سے مقابلہ ہوا کہتے ہیں کہ اس جنگ میں مرہٹوں نے بندگانِ عالی کے بعض سرداروں کو جو عظیم الامرا کے مخالفت اپنا بنا کے ان کو اس امر پر راضی کر لیا کہ وقت ضرورت لڑتی ہوئی فوج کو مدد دینے سے کسی

۱۔ مستقیم الدولہ نے اپنے ایک خط میں میر عالم میں اس کا ذکر کیا ہے چنانچہ خط کے اس حصہ کی اصل عبارت یہ ہے۔
 ”..... و ذکر خیر آنجناب گلہ آمیز بر زبان آوردند کہ بوقت رخصت گفتہ شدہ بود کہ از درود ہر منزل از نو بہتر خود آگاہی می دادہ باشند کہ تار سیدن خبر طبیعت معلق خواهد بود در جواب عرض نمودہ شد کہ ظاہراً بہ سبب طے منازل طولانی و نبودن ٹپہ بر سر راہ اتفاق نہ شدہ باشد والا منزل بہ منزل اطلاع نوشتہ فرستادند.....“

جیلے باز رہیں اسی وجہ سے جنگ کا نتیجہ اعلیٰ حضرت کے حق میں مفید نہ نکلا۔ لیکن مارش من نے اس لڑائی میں نظام کی شکست کا سبب یہ بتایا ہے کہ ان کے ساتھ جنگ میں ان کا زمانہ بھی تھا۔ جس میں ان کی غریبی بی توپوں کی آوازوں سے ڈر کر اس امر پر مصر ہوئیں کہ نظام میدان جنگ میں توپوں کی زد سے دور ہٹ جائیں حتیٰ کہ انھوں نے یہ دھمکی دے دی کہ اگر وہ نہ ہٹیں گے تو وہ بے پردہ مردانے میں نکل آئیں گی سبب کوئی ہو بہر حال مجبوراً اعلیٰ حضرت کھڑے کے قلعے میں ٹھہر گئے اور مخالف فوجیں اس پاس پڑی رہیں صلح کی چھٹی چھڑ شروع ہوئی ان شرائط صلح پر آخر بندگانِ عالی نے رضامندی ظاہر کی:-

(۱) اعلیٰ حضرت بابتہ ادائی بقایا، چوتھ مبلغ تین کروڑ پینتیس لاکھ روپے محال کا علاقہ مرہٹوں کو دیدیں۔

ک (۲) اپنے وزیر اعظم الامرا کو بطور ایسر مرہٹوں کے پُسر دکر دیں۔

اس صلح سے فغاں ہو کر اعلیٰ حضرت بیدار واپس ہوئے میر عالم کو جب جنگ چھڑ جانے کی اطلاع ملی تو وہ پونہ سے واپس سے ہوئے ۱۲ رمضان ۱۱۹۹ء کو بیدریں بندگانِ عالی کی تدبیر سے شرف محال کیا اور اللطاف شاہی ان کے حال پر مبذول ہوئے۔

انگریزی فوج کی برطرفی اور فرانسیسی فوج کا اضافہ

نظام کھڑے کی جنگ میں انگریزوں کے انکار اعانت سے آرزو تھے اور ہونا بھی چاہتے تھے۔ اس واسطے کہ کمپنی سے اب تک جتنے معاہدے ہوئے تھے اس میں یہ شرط ضرور تھی کہ وہ فوجی مدد دیں گے چنانچہ ۱۸۱۷ء کے

عہد نامہ میں بعض پانچوں سرکاران شمالی کے قبضے کے انگریزی کمپنی نے وعدہ کیا تھا کہ ایک دستہ فوج نظام کے صحیح و واجب معاملات کے تصفیے کے لئے حسب ضرورت مستعد و آمادہ رکھیں گی اور جس سال نظام کو ضرورت ہو تو اس سال صرف تین سرکاران (راجہ جندی ایلور مصطفیٰ انگر) کی بابت پانچ لاکھ روپے بطور پیش دینی۔ لارڈ کارنوالس نے جو خط بہ عہد نامہ ۱۸۱۷ء میں یہ تصدیق عہد نامہ موقوف الذکر لکھا ہے اس میں بھی اس عہد نامہ کی توثیق کی تاریخ نہیں کی اور ۱۸۲۰ء میں ۱۸۱۷ء کے معاہدہ پانگل میں بھی اس کی کوئی تاریخ نہیں ہوئی تھی اور سرکاران شمالی بدستور انگریزی کمپنی کے قبض و تصرف میں تھے پس اس عہد نامہ کی رو سے انگریزی کمپنی کو چاہئے تھا کہ سرکار نظام کی ملازم انگریزی فوج کو ان کے مطالبہ پر دے دیتی اگر دنیا نہیں چاہتی تھی تو اس کو چاہئے تھا کہ مرہٹوں اور نظام کے درمیان دخل ہو کر بیچ بچاؤ کر دیتی۔ لیکن دکن کی دیسی ریاستوں میں جس طرح سٹیوٹان کی قوت کو کمزور کر دیا گیا تھا۔ اسی طرح وہ چاہتے تھے کہ یہ دونوں قوتیں بھی توڑ دی جائیں واقعتاً کے اعتبار سے یہ لازم تھا کہ اگر کوئی تیسری قوت مداخلت کر کے بیچ بچاؤ کرے تو یہ دونوں ضرور لڑ پڑتے ایسی صورت میں صحیح اصول سیاست یہی ہو سکتا تھا کہ نیوٹرل پالیسی اختیار کر کے دونوں کو لڑنے اور اس طرح آپس میں لڑ بھڑ کر کمزور ہونے دیا جائے اور اس کے بعد ان کی کمزوری سے میسر فائدہ اٹھائے۔ اس اصول کے سوائے اگر کوئی اور اصول اختیار کیا جاتا جیسا کہ ارل کارنوالس نے ٹریٹی آف گارنٹی کی تجویز نکالی تھی تو وہ یقیناً آئندہ کمپنی کی ناکامی باعث ہوتی اس امر کے مد نظر کمپنی نے عدم مداخلت کے اصول کو اختیار کیا اور نظام مرہٹوں کے

باہمی معاملات میں دخل دینے سے انکار کر دیا۔ جب انگریزی کمپنی نے مرہٹوں کے مقابلے میں فوجی مدد دینے اور مداخلت کرنے سے انکار کر دیا اور نظام کھڑے کی جنگ کی شکست پر ڈول ہو گئے تو راجہ شامراج نے جوار سطوا جاہ کے مرہٹوں کے پسر دھونے کے بعد سنے حد دیوانی پر مامور تھے ان امور کو بند گانغالی کے ملاحظہ میں لایا کہ اس انگریزی فوج سے سرکار بڑا ہی صرفہ بیٹھتا ہے اور پھر وقت ضرورت کام بھی نہیں آتی اس لئے اس کا رکھنا اسراف میں داخل ہے اس پر نظام نے اسکی برطرفی اور فرانسیسی فوج کی بھرتی کا حکم جاری فرمایا۔ اور ان کی تنخواہ میں ایک علاقہ (میدک) دیدیا۔ اس کی اطلاع انگریزی کمپنی کے عہدہ دار کو ہوئی تو ان کے رزیڈنٹ شوکت جنگ ولیم کرک پیاٹرک نے اس خیال سے کہ یہ قوم ریاست حیدرآباد میں قوت نہ پکڑے اس کے خلاف ذریعہ مراسلہ مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۷۹۳ء لکھا کہ یہ قباحت سے خالی نہیں خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ انگریزی اور فرانسیسی قوموں کے درمیان محض خیر خواہی عامۃ رؤسایا و فوائد عموم خلایق کی بنیاد پر نزاع و اتفاق پھیلا ہوا اس قوم کو اس طرح ترقی و اقتدار دنیا آئین اتحاد انگریزی کے منافی ہے اور اس کے کچھ اپنوں کے خیال میں بعض امور کے احتمالات کا امکان ہے اہل رقعہ کی عبارت حسب ذیل ہے۔

”میر صاحب مہربان قدر دان مخلصان سلامت

دیں ولا از خارج سموع شد کہ تعلقہ میدک بتہمد اثر درالدولہ موسیٰ ریموں قرار یافتہ نوشت خواند قبولیت مشاڈالیہ دخل سرکار شد چوں دادن تعلقہ بایں فرقہ علی الخصوص جنہیں جا کہ از سرحد کمپنی انگریز بہادر از بعضی مقام چنداں فاصلہ ندارد و عقل مخلص کہ از تہ دل غرض

سرکار دولتدار پیش نہاد دارد خالی از قباحت عمدہ نمی نماید خصوصاً در جنین وقت کیما
 این قوم و قوم مابطورے کہ نزاع و اتفاق است برائے سامی روشن و مبہن است و ہر چند
 کہ این نزاع صرف برائے فواید حقوق خود نبوده بلکہ متضمن خیر خواہی عامہ رؤسایا و متعل نواد
 عموم خلایق است و چون سرکار عالی و سرکار کمپنی انگریز بہاؤ نظر کمال اتحاد حکم و احادیث دارد
 ایس مردم را در عرصہ ترقی و اقتدار بایں وضع آوردن منافی آئین اتحادی تواند شد و از وقوع
 ایں جنین امور احتمالات چند در چند خدا نخواستہ و خیال کوتاہ بیناں گنجایش تواند داشت
 بنا بر آں از راہ دولت خواہی اہلہار ایں مراتب ضرور اقتدا آں مہربان دانا و دور اندیشاں
 حسن و قبح ایں معنی را غور نموده بعرض اقدس اشرف رسانند زیادہ مسترت باؤ۔

شمر خط ولیم کرک پاٹرک

اس رقبہ میں ایک استدلال یہ ہے کہ میدک جو موسیٰ ریموں کے تہد میں دیا گیا تھا۔
 انگریزی کمپنی کے بعض سرحدی علاقہ سے زیادہ فاصلہ نہیں رکھتا اس لئے اس کا ان کے سپر
 کرنا منافی اتحاد انگریزی ہے حیدر آباد کی ریاست سے واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں کہ میدک
 قریباً مرکز ممالک محروسہ میں واقع ہے اور ان دنوں میدک سے قریب کوئی علاقہ انگریزی
 کمپنی کے قبضہ یا تصرف میں نہیں تھا یہ استدلال محض اس وجہ سے کیا گیا تھا کہ اس تہد کے
 فرانسیسیوں کے جس اقتدار و قوت کے پانے کا امکان تھا اس کو قائم نہونے دیا جائے
 اس میں شک نہیں کہ جس طرح انگریزی فوج کے عہدہ دار فرانسیسیوں کے مخالف تھے اور چاہتے
 کہ ان کو نظام کے ساتھ متحد ہونے اور ان کے از دیاد قوت کا باعث ہونے سے روکا جائے

اسی طرح نظام بھی یہی چاہتے تھے کہ فرانسیسی اور انگریزی فوجوں کو پہلو پہلو ایک حالت پر لیکر چلیں تاکہ اگر خطرہ فرانسیسیوں سے ہو تو انگریزوں سے مدد لیں اور اگر انگریزوں سے ہو تو فرانسیسیوں سے مدد حاصل کریں جب تک ہماری ریاست اس پر عمل پیرا رہی کسی مغربی قوت نے اس پر غلبہ نہیں پایا۔

اسی زمانہ میں اس فرانسیسی فوج کے ایک حصہ کو سرکار نظام کی طرف سے کڑپہ اور کھم میں تعین کیا گیا تاکہ اس فوج کے ذریعے اُن مخالفین کا سد باب ہو سکے جو اس سمت سے ممالک محروسہ پر دست درازی کریں۔ چونکہ یہ تعلقہ انگریزی کمپنی کی سرحد سے متصل تھے اس لئے لارڈ کورنوالس کو شبہ ہوا کہ یہ کوئی جارحانہ کارروائی ہے چنانچہ اس نے اپنی یادداشت نمونہ ۵۱ جون ۱۷۹۵ء میں یہ لکھا ہے کہ:-

”یہ کارروائی مجرمانہ تو نہیں البتہ شبہ انگیز ہے موسیٰ ریموں کی فوج کو وہاں سے واپس لینے کے لئے نظام کو مائل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔“

انہیں تعلقوں کی متعینہ فرانسیسی فوج میں اضافہ کرنے کے لئے ایک اور حصہ جمعیت بھیجنے علاقہ سرکار عالی سے میر عالم کے ذریعے پروانہ راہداری طلب کیا گیا تھا شاید اس وجہ کہ انگریزی علاقہ پر سے وہاں پہنچنے میں سہولت تھی۔ رزٹڈنٹ ولیم کرک پیٹرک نے کئی جڑ کی بناء پر میر عالم کو لکھا کہ اجراء پروانہ سے مجبوری ہے یہاں اس غرض سے کہ وجوہ مینہ صاف روشنی میں آئیں رزٹڈنٹ موصوف کے خط مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۷۹۵ء کا اقتباس پیش کیا جاتا ہے:-

..... ”اول این کہ این سخن کلیہ نو و غیر معمولست یعنی رفتن جمعیت سمت کھم از تعلقہ کرکاً کمپنی انگریز بہادر خصوصاً چوں درس و لازم ورتے زیادہ تر داعی این مراتب بنودہ باشند نسبت گذشتہ کہ پارہ در ماہہ ذیحجہ از جمعیت موسیٰ ریوں کھم بدون عبور از تعلقات سرکار مدوختہ بود دوم اینکہ چہ احتیاج تواند بود کہ جمعیت دیگر بر جمعیت کہ آنجا موجود است فرستادہ شود در چنین مقام کہ ملحق از تعلقات سرکار کمپنی کہ بفضل الہی با سرکار دولتمدار اتحاد و اثن حکم واحدست دارد۔ سیوم اینکہ تا الآن در نظر عوام بس تعجب و نا دوستمانہ می نمایند کہ در چنین وقت چگونہ بمزاج مبارک حضرت بندگانعالی متعالی مناسب می نمایند کہ احدے و تنفس از جمعیت فرانسین بر پا باشند بر مکانی مثل کھم کہ کمال الحاق تا سرحد سرکار کمپنی انگریز بہادر دارد پس ہر گاہ حال چنین باشد احوال از زیادہ متعین شدن این جمعیت درس چنین مقام چہ قدر خیالات روخواہد نمود بر حضرت بندگانعالی متعالی روشن است کہ در این وقت مابین فرقہ انگریز این فرقی کہ بر عم خود خود رئیس فرانس می شمارند مناقشہ در پیش است و ہر چند آں مناقشہ نوعی است کہ در آں صراط پاس فواید و حقوق خود منظور نبودہ بلکہ خیر خواہی عامۃ رؤیساں و فوائد عموم خلائق پیش نہاد خاطر است چنانچہ در شقہ و شیب شئمہ از این مراتب نوکریز خامہ و داد گردید تا ہم در چنین وقت چنین منازعہ از نگاہداشتن حضرت بندگانعالی متعالی جمعیت فرانس برابر سرحد سرکار کمپنی خداوند کہ رؤیساں گرد و نواح چہ گمان با بخاطر بر بند و انجام این معنی ہر چند کہ دور بینی بکار بردنی تواند دریافت نمود یعنی کہ کدام قباحت و کمالات از این ناشی تواند شد چہ منظور بر بدخواہی ایں علی الخصوص در حق اہل انگریز و فی الجملہ در برہمی انتظام عامۃ برایا در چنین جائے نازک مصلحت آں

می نماید حکومت و اقتدار بدست یکے از امر ا باشد که بتقل دور اندیش فواید دستی های هر
سرکار بخيال خود جاداده همیشه در فکراين باشد که خدا نخواسته خلطه در میان اتحاد که بفضل الهی تکم
است روندند - به کسانے که مطابق رویه و تیره خود با ضرورت نظر بفواید خود رخنه در بنیاد
دستی ها اندازند - چهارم اينکه نظر بر ايس با جرا که چندے گر خيگتاں سرکار کمپنی انگريز بهادر چه
گور ها و چه سپاهيان با وجود تقييدات و حکم محکم حضرت بندگان عالی متعالی در باب سپردن آنها
در ظل حمايت موسی ريمول می باشند درين صورت چه طرايط نشان سرکار کمپنی انگريز بهادر
خواهد شد که موسی جاتمس وقت عبور از تعلقه سرکار ممدوح ديگراں راهيس وضع پيش خود جا
نخواهد داد - اگر گویند که خطره ايس معنی ز ايد است چرا که درين صورت باز حکم عالی متعالی در باب
واپس دادن خواهد رسيد - جواب می گوئيم که موسی جاتمس را از خيال ايس معنی باز ماندن ايس
حرکت معلوم - چه مشائر اليه خواب می داند که صد و احکام چيزے است و عمل آوردن خيز ديگر
و اگر منافی مرقوم القدر گویند که هر چند ايس جمعيت در حکم اهل فرانس هستند تا هم آں را جمعيت
فرايس نتوان شمرد چرا که در میان ايشان و ديگر جمعيت سرکار دولت مدار در متابعت تفاوتے
نيست - جواب می گوئيم با وجوديکه با سباب ظاهري حضور چينس باشد ليکن حقيقت ايت
که سرداران مذکور آں جمعيت را باطنائيش خود جمعيت می شمرد بلکه بظا هر هم بے پرده ايس جمعيت
بجمعيت فرايس نايمده اثر ايس مراتب که به ثبوت پيوسته سنجيده گردد - خلاصه دوستدار چول
دولت خواه سرکار دولت مدار و نوکر سرکار کمپنی انگريز بهادر ايس قدر مجمل و ايمان بابلے غور
منودن دانايان ترقيم ساختن لازم و واجب دانستم آں مهربان که بفضل الهی دانا و دور اندیش

فہمیدہ اندازیں تمامی مراتب بمیزان عقل و دوراندیشی سنجیدہ بحسن و قبح آں پے برودہ بعض اثرات
اقدس رسانند و از دوا دل و تشنگ معذور دارند۔ زیادہ مسرت باد۔“

جو اسباب کہ پیش کئے گئے ہیں حقیقۃً اُصول استدلال و سیاست کے مطابق ہیں اگر یہ
فرض کیا جائے کہ بعض انگریزی کمپنی کے فرانسیسی گورنمنٹ ہوتی اور نظام انگریزی فوج کو وہاں
متعین کرنے کے لئے پروانہ راہداری اُن سے طلب کرتے تو بہ اتباع اُصول حکومت ان کا بھی
صحیح جواب یہی ہوتا کہ پروانہ راہداری دینے میں مجبوری ہے، گو دلائل بعینہ یہ نہ ہوتے۔

۱۔ زمانے میں انگریزی اتحاد کے صلاح کار اور سیفر میر عالم تھے جب انگریزی فوج کی
برخاست کا حکم اُن کو پہنچا تو انھوں نے اپنی دوراندیشی اور عاقبت بینی سے معروضہ کیا
کہ یہ امر خلافت مصلحت ہے کیونکہ انگریزوں کے ساتھ سعی بلیغ اور حسن تدبیر سے اتحاد پیدا کر کے
ان کی فوج کو ملازم کر لیا گیا ہے اور اسی سے ہماری ریاست کا استحکام اور سطوت و صولت قائم ہے
اس حکم سے بندگان عالمی کا رعب و داب ان کے دلوں سے اور اس ریاست کے دشمنوں سے
اٹھ جائیگا اور حادثات اور مہات پیش آتے جائیں گے جن کا مقابلہ دشوار ہو جائیگا مگر اس
معروضہ پر کوئی لحاظ نہیں ہوا اور فوج کی برخاست کا حکم بحال رہا۔ برطرف شدہ فوج کتنی تلی
(علاقہ سرکار نظام) تک ہی پہنچی تھی کہ صاحبزادہ عالیجاہؑ نے ۹ رذی الحجہ ۱۲۰۹ھ ۲۷ جون ۱۸۹۵ء کو

لہ حقیقۃً العالم مطبوعہ سیدی ص ۴۱۔

۱۔ نواب نظام علیخان بہادر کے پہلے صاحبزادے ہیں احمد علیخان نام بخمبشی بیگم صاحبہ کے بطن سے ۱۲۶۶ء میں تولد ہوئے اور
۱۲۸۵ء میں بالٹ جنگ کی صاحبزادی صاحبہ بیگم سے ان کا عقد ہوا اس عقد سے دو لڑکیاں تولد ہوئیں (۱) عالم آرا بیگم
(۲) ظہور النساء بیگم عالیجاہ کا انتقال ۱۲۸۵ء میں ہوا۔

شبِ عید میں بعض ناعاقبت اندیشوں کے اغوا پر خروج کیا اور افواج فراہم کر کے بیدر کی کڑ چل نکلے۔ علامحضرت نے ایک نصیحت نامہ نجی بشی بیگم صاحبہ والدہ عالیجاہ بہادر کی مہر سے روانہ مگر صاحبزادہ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا بصلاح امتیاز والدہ ممتاز الامراء (ہمشیرہ زادہ غفران مآب) حضور صاحبزادہ کو علاقہ نزل و برار کی سند جاگیر مرحمت فرمانا چاہتے تھے تاکہ وہ اس سرتیٹ اپنی حرکت سے باز آجائیں اس اطلاع پر میر عالم نے معروضہ کیا کہ عالیجاہ بہادر کو جاگیر دینا تو خلل ہے اس سے رفتہ رفتہ ان کو قوت حاصل ہوگی اور امر اور رعایا، ان کی طرف مائل ہو جائیں گے تو زمام ریاست خود بدولت کے دست قدرت سے نکل جائیگی۔ بالفعل صلاح دولت یہ ہے کہ برخاست شدہ انگریزی افواج ابھی حدود ریاست سے باہر نہیں ہوئی ہونگی واپس طلب فرمائی جائیں اس موقع پر یہ بتانا نامناسب نہیں ہے کہ غفران مآب نے برخاست فوج انگریز کا حکم دیدیا تھا تو اس کے معنی یہی تھے کہ انگریزی کمپنی سے سرکار نظام نے قطع تعلق کر لیا اس کے بعد اس موقع پر میر عالم نے اپنی فہم رسا سے اس فوج کو واپس طلب کرنے کا مشورہ دیا وہ حالات اور مواقع کے اعتبار سے بروقت تھا اور اس اتحاد کے قیام کا بہرانی حقیقت میر عالم کے سر ہے اس واسطے کہ اس واقعہ سے اس قطع شدہ اتحاد کی تجدید ہوئی جس کا قیام خدا کے فضل سے اب تک ہے میر عالم کے معروضہ پر ان کو ان افواج کے واپس طلب کرنے کا حکم حسب الحکم انگریزی فوج کنڈاپلی (مصطفیٰ نگر) پر ماہ اگست میں جمع ہوئی اور میجر رابرٹس کے تحت روانہ ہو کر ۳۱ اگست کو حیدرآباد پہنچی اور یہاں سے میر عالم کے زیر اثر کوچا کوچ اورنگ آباد کی سمت روانہ ہوئی صاحبزادہ کے ہمراہیوں نے پونہ سے استمداد کی مگر جواب نفی پایا جب بندو

نہ ملی اور فوج پر فوج جمع ہو گئی تو صاحبِ جزادہ صاحبِ جزدار ہوئے اور اپنی فوج لیکر ان حضوری سرداروں کے ہمراہ علیحضرت سے عفوِ جرم کے لئے چل نکلے لیکن تپ محرقہ میں مبتلا تھے حیدر آباد پہنچنے سے قبل راستہ ہی میں انتقال کیا بعض کا خیال ہے کہ پشیمانی میں ہیرا چاٹ گئے۔

مارکویس دیلزلی گورنر جنرل ہند | ۱۸۱۷ء میں اعظم الامرا پونہ سے واپس آئے اور آتے آتے ممالک محروسہ سرکار عالی میں سے اس قطعہ کے سرِ بیع حصہ پر جو

عہد نامہ کھڑا کی رو سے مرہٹوں کو دیدیا گیا تھا اپنا قبضہ کرتے آئے ان کا حیدر آباد واپس آنا انگریزی اتحاد کے لئے اور مفید ہوا۔ اندنوں انگریزی کمپنی کو ٹیپو سلطان کا بہت خوف تھا اور اسی وجہ سے فوج کے برخاست کرنے اور پھر واپس طلب کر لینے پر کوئی توجہ نہیں کی گئی اور

۱۸۱۷ء میں جب مارکویس دیلزلی گورنر جنرل ہو کر ہندوستان آئے تو انھوں نے عدم مداخلت کی پالیسی سے انحراف کیا اور ٹیپو سلطان کی روز افزوں قوت کے قلع قمع کرنے کے درپے ہوئے اور اپنے اسی خیال کا اظہار مراسلہ مورخہ ۲۳ فروری ۱۸۱۷ء میں بورڈ آف

کنٹرول کے پریزیڈنٹ ان الفاظ میں کیا ہے۔

”یہ کوئی دور اندیشانہ پالیسی نہیں ہے کہ نظام اور مرہٹے دونوں آپس میں لڑ کر کمزور ہو جائیں۔“

در آنحالیکہ ٹیپو سلطان آرام میں ہیں،

انھوں نے اس امر پر توجہ کی کہ مرہٹوں اور نظام کو معاہدوں کے ذریعے سے اپنے قابو میں لایا جائے تاکہ وہ ٹیپو سلطان سے متفق ہو کر کہیں ان کی قوت میں اضافہ کرنے کے

باعث ہوں نظام دو امور کی بنا پر میوہ سلطان کے مخالف ہو گئے تھے ایک تو یہ کہ میوہ سلطان نے اپنے لڑکوں کی نسبت غفراں مآب کی لڑکیوں کے ساتھ کرنے کی تحریک کی تھی جس سے میوہ سلطان کی غرض سوائے اس کے کچھ نہیں تھی کہ نظام کے ساتھ اتحاد قائم کر کے اپنے مخالفین پر غلبہ حاصل کریں لیکن امراء و دربار نظام کی کوتاہ نظری سے نہ صرف پیام سے انکار کیا گیا۔ بلکہ نظام کے دل میں میوہ سلطان کی طرف سے بغض و حقہ پیدا کر دیا گیا جس کے مواد موجود بھی تھا کہ میوہ سلطان اعلیٰ خاندان سے تعلق نہیں رکھتے تھے اور دوسرا یہ کہ میوہ سلطان نے علاقہ نظام کے بعض قلعہ جات پر قبضہ بھی کر لیا تھا۔ انھیں دو وجوہ سے نظام کو اپنا اتحاد بنالینے میں انگریزوں کو کوئی مشکل نہ ہوئی۔

عہد نامہ امدادی کی تکمیل اور فرانسیسی فوج نظام کی بطنی

ہالیان کمپنی نے ایک عہد نامہ ۱۹ ربیع الاول ۱۲۱۳ھ بمطابق ستمبر ۱۷۹۸ء میں نظام کے ساتھ کر لیا۔ یہ عہد نامہ جس جلدی میں طے ہوا ہے

دکن کی تاریخ کے مطالعہ کرنے والوں سے پوشیدہ نہیں ہے اس کی وجہ یہی تھی کہ ان دنوں میوہ سلطان نے گورنمنٹ مارشیس سے خفیہ مراسلت کے ذریعے سمجھوتا کر لیا تھا اور اسی سمجھوتے کی بنا پر کئی فرانسیسی عہدہ دار بہ تبدیل ہئیت ان کی ریاست میں داخل ہو چکے تھے اور اندیشہ تھا کہ ایک بڑے بھاری حملے کے ذریعے میوہ سلطان تقریباً پورے دکن کے قابض و مالک ہو جائیں گے اس لئے لازم تھا کہ ان کے منصوبے صورتِ عمل میں آنے سے پہلے ہی فریقِ مخالف ان کے ملک میں داخل ہو جائے اور وہیں ان سے برسرِ پیکار ہو تاکہ دائرہ ان پر تنگ ہو جائے اس عہد نامہ کی رو سے ریاست کی تمام فرانسیسی فوج ملازمت برخواست

کی گئی اور اس کے فرانسیسی افسر انگریزی رزیڈنٹ کے حوالے کر دئے گئے گورنر جنرل نے اس کی ضرورت اس وجہ سے خیال کی کہ حیدر آباد کی ریاست میں جو فوج کنٹینٹ موجود تھی اور کھڑے کی جنگ میں سر جان شور کے انکار امداد کے بعد سے سرکار نظام نے اس فوج کے اضافے اور اصلاح میں خاص توجہ کی تھی۔ اس کو حیدر آباد سے پھوٹ کر میو سلطان کی سرکار میں بلجانے سے روکا جائے۔ اس زمانہ میں سرکار نظام کے فرانسیسی عہدہ دار میو سلطان ریشہ دوانیاں بھی کر رہے تھے بقول لفٹنٹ کرنل ولسن فرانسیسی فوج کی برخاست کے لئے نظام الملک اور ان کے وزیر اوسط جاہ کو راعب کرنے میں بڑی دقتیں اٹھانی پڑیں لیکن باوجود ان دقتوں کے مارکویس ویلزلی کے ہندوستان آنے کے چند ہی ماہ بعد نظام نے ^{الاول} ۱۳ ستمبر ۱۷۹۸ء کو تقریباً تکمیل عہد نامہ کے ڈیڑھ ماہ بعد یہ حکم دیا کہ دو فوج جو فرانسیسی عہدہ داروں کے زیر کمان تھی ان کے اثرات سے خارج کی گئی۔ اب اس فوج پر ان عہدہ داروں کی اطاعت لازم نہیں ہے تیارخ مذکور پر جس وقت کرک پیٹرک حشمت جنگ نے عہد نامہ محولہ بالا کو بغرض تعمیل ملاحظہ علیحضرت میں پیش کیا بندگان عالی قلعہ محمد نگر (گوکنڈہ) میں ^{افروز} رہتے تھے اور حشمت جنگ کے ہمراہ مسٹر مالکم اور ڈاکٹر بور بھی باریاب ہوئے غفران مآب نے اسکی تعمیل کے احکام دئے اور اس کے ساتھ حشمت جنگ کو ایک جیغہ اور ایک سرچہج اور ایک ^{کنٹینٹ} (مرواریلی) اور دست بند اور بھجند ایک ایک جوڑ سرفراز فرمایا۔ اور رزیڈنٹ موصوف کے دونوں ہمراہیوں کو بھی جیغہ اور سرچہج کی سرفرازی ہوئی اس سرفرازی کی وجہ یہ نہیں تھی کہ بندگان عالی فوج فرانسیسی کی علیحدگی سے مسرور تھے بلکہ اس سے غرض یہ تھی کہ انگریزی فوج کے

عہدہ داروں کی تالیف قلب ہو۔ اس برطانی میں کل فرانسیسی عہدہ دار ایک سو چوبیس تھے اس حکم کے نفاذ کے قبل کرنل جارج رابرٹس کے تحت چار ہزار تین سو چاس سپاہیوں کی فوج بجواڑ پر سے حیدر آباد بھیجی گئی جو یہاں فوج بنگالہ سے (یہ فٹنٹ کرنل ہنڈمن کے تحت تھی) ملگئی فوج کی برطانی کے وقت کرنل رابرٹس نے فرانسیسی فوج کو اپنی فوج کے زخمیوں لے لیا۔ فوج نے بقایا تنخواہ کے ایصال کے وعدہ پر ہتھیار رکھ دئے۔

اس فرانسیسی فوج کی برطانی کی اطلاع کپتان کرک پیٹرک نے مارکوئیس مارنگٹن ویلزلی کو دی اس اطلاع یابی کے بعد انھوں نے اظہار امتنان میں ایک خط میر عالم کو لکھا ہے جس میں اُن امور کا اظہار کیا ہے جنکی بنا پر وہ فرانسیسی فوج کو قابل برطانی گردانتے تھے تاکہ اس قوم کے ساتھ اگر سربراہ کاران دولت کو کوئی ہمدردی ہو بھی یا کسی اور وجہ سے ان کی ضرورت محسوس بھی کرتے ہوں تو اس کے علم کے بعد اس سے باز آجائیں یہاں ہم اس خط کے اُس حصہ کو نقل کرتے ہیں جس سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے۔ فارین معلوم کریں گے کہ لارڈ صاحب نے اپنی ایک خطاف قوم کے خلاف میں جو کچھ لکھا ہے بہت کم ہے ورنہ دو دشمن ایک دوسرے کے خلاف اس سے کہیں زیادہ کہتے ہیں۔

”..... دوستانہ یقین می داند کہ ایس ہم برصغیر میر نواب صاحب مدوح کا بیٹا علم است و نیز برخطا اُل مہرباں پر تو انداز خواہد گشت کہ امر فر بور در حلتے کہ قوم فرسیس برتراب عہد و پیمان موکدہ و موثقہ فیما بین سلطان روم و قوم خود مطلق التفات نمودہ در ملک مصر کہ از مالک محرومہ سلطان متحشم الیہ است یو رکش ساختہ اند خیلہ بروقت و بر محل بطہور آمد و دستہ

اختلاف کلی است کہ نواب صاحب مدوح قسمی کہ بمقتضائے لوازم بزرگی و والاہمتی ثابت ہوئی
 و راسخ القوی خود را ایضاً اے اس مدارج عہد نامہ فرہورہ کارنامہ جہاں گردانیدہ از ہماں قسم
 در پاسداری دیگر دفعات عہد نامہ مزبور ہم کہ از روئے آل عدم نگاہداشت اہل فرنگ سوا
 بہ استرضائے اہل سرکار کمپنی انگریز بہادر منظور و مقبول خاطر نواب صاحب مغراست بہ ہندائے
 ہماں قواعد حمیدہ و محامد برگزیدہ مصروف و متوجہ خواہند بود و دستار ایقین و ائق است کہ
 محامد انتظام و حسن رویہ جمعیت سرکار کمپنی انگریز بہادر و کمال اطاعت ہرگونہ امر کے موافق شرائط
 عہد نامہ معرفت کپتن صاحب موصوف ارشاد کرد و خیلے بالعکس اسلوب تکبرانہ و روش تہذیب
 جمعیت قوم فرانسس مثل ظلمت و نورانی میز و مشاہد گشتہ از معاوضت جمعیت باجمع وجوہ خوب
 بہتلیج مزاج صواب امتزاج نواب صاحب مدوح و وزیر واسطہ خورسندی آل ہریان خواہد بود کہ بجائے
 جمعیت مردمانے کہ صریح تخلف آئین فرمانبرداری و قوانین سلطنت آرائی اند و شرائط عہد و ملوثی
 را بخاطر نمی آرند بشان و شوکت و حقوق رؤساء عمدہ را پائمال می سازند و قواعد مقدمہ و مغظمہ
 ہرگونہ ملت و مذہب را بلا امتیاز نیک و بد تحقیر می نمایند جماعت افواج سرکار کمپنی انگریز بہادر کہ
 دست قدیم و رفیق صمیم سرکار نواب صاحب مغراں در سلاک ملازمان سرکار مغظم الیہ نسلاک
 گشتند.....“

بہر حال عہد نامہ مذکور ہی وہ عہد نامہ ہے جس کی رو سے سرکار نظام خارجی معاملات
 میں برٹش گورنمنٹ کے زیر اثر آگئی۔ اس عہد نامہ کی تکمیل سے میر عالم کو کوئی تعلق نہیں یہ ان کی
 معرفت سے طے نہیں ہوا بلکہ زیر ڈینٹ اور واسطو جاہ کے ذریعے طے پایا۔ اس عہد نامہ کے

شرائط کے تصفیہ کے لئے جو مشکلات انگریزی کمپنی کو پیش تھیں۔ ان کا ذکر مارکوائس ویلزلی نے اپنے مراسلہ نشان^۱ (۴۷) موسومہ کپتان جے۔ اے کرک پیٹرک میں کیا ہے لیکن ہمارے پاس کے مورخین نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا مراسلہ محولہ بالا سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اس صلح نامہ کے شرائط زیادہ تر کمپنی کے مقاصد کے لئے مفید تھے جس کا علم ارسطو جاہ کو خوب تھا اس لئے وہ یہ چاہتے تھے کہ اس صلح نامہ کے ساتھ چند امور ایسے بھی طے کر لئے جائیں جو اپنے لئے بھی مفید ہوں لیکن انہوں نے اس غرض کے لئے ایسے امور کا انتخاب کیا جن کا انتخاب نہ کرنا ہی اچھا ہوتا وہ امور یہ ہیں۔

(۱) سکندر جاہ کی تخت نشینی کی تائید انگریزی گورنمنٹ کرے۔

(۲) ریاست نظام کے اندرونی انتظامات و اصلاحات کیلئے انگریزی افواج متبعینہ ریاست سے ملنا کر

(۳) حیدرآباد اور پونہ کی ریاستوں میں جمعی اختلافات واقع ہیں یا آئندہ ہوں ان کا ارتفاع ہو۔

یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ ان امور کے انتخاب یا تحریک میں میر عالم کا کوئی دخل نہیں تھا۔

ارسطو جاہ سکندر جاہ کی تخت نشینی میں تائید کی ضرورت اس وجہ سے سمجھتے تھے کہ وہ اپنی

پوتی کو ان کے عقد میں دنیا چاہتے تھے اور غمراں مآب کے بھتیجے دارا جاہ نے مضافات راجپوت قبائل

خروج بھی کیا تھا جن کی نسبت اندیشہ تھا کہ غمراں مآب کے بعد تخت نشینی میں کوئی قنہ و فساد پیدا کر نیگے ارسطو جاہ

پیش کردہ امور سے ریاست کی مطلق العنانی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا اس واسطے کہ بعد انتقال نظام علیاں بہر صورت سکندر جاہ

تحت نشین ہوتے اگر فوجی امداد کی ضرورت ہوتی تو کسی سابقہ تصفیہ کے بغیر بھی اس متعینہ انگریزی فوج حاصل

تھے اس واسطے کہ دارا جاہ اور عالیجاہ دونوں کے خروج کے موقع پر بھی آخر انگریزی فوج سے لگیمٹی تھی اور یہ مدد اندرونی محالاً

فسادات کے تصفیہ کے لئے ہی تھی۔ اس لحاظ سے ہم نہیں سمجھتے کہ ارسطو جاہ کے پیش کردہ شرائط سے مقدم الذکر دو شرائط کتنی اہمیت رکھتی ہیں۔ سکندر جاہ کی تخت نشینی کے متعلق ویلزلی نے اپنے مراسلہ نشان (۳۷) موسومہ کپتان جے۔ اے کرک پیٹرک میں صاف طور پر لکھا ہے۔

”میرا مصمم ارادہ ہے کہ سکندر جاہ کی تخت نشینی میں مدد اور تائید کی جائے لیکن میں نے اس امر کو اعظم الامرا سے فی الحال مخفی رکھنے کی تم کو ہدایت کی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا اظہار ممکن ہے کہ نظام کے دل میں کوئی بدگمانی یا شک پیدا کرے۔“

یہاں ویلزلی نے سکندر جاہ کی تخت نشینی میں تائید کرنے کے خیال کو اعظم الامراء مخفی رکھنے کی جو توجیہ بیان کی ہے اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ نظام کے دل میں کس قسم کی بدگمانی یا کیا شک پیدا ہو سکتا تھا۔ آخر ان شرائط پر کوئی توجہ کئے بغیر صلحنامہ طے ہوا جس کی رو سے ملکی فوج زیادہ ہوئی اور اس کی تعداد چھ پلاٹن قرار پائی اور اس کا خرچہ سالانہ چوبیس لاکھ سترہ ہزار ایک سو روپے حسب سابق نظام کے ذمہ رہا اور فرانسیسی فوج برخواست کر دی گئی اور انگریزی گورنمنٹ نظام اور پیشوا کے درمیان ثالث مقرر ہوئی اور وعدہ ہوا کہ سخاوت فوج کی ادائیگی میں اگر نظام کی جانب سے تساہل ہو تو وہ اس شپکیش میں مجرا کر دی جائیگی جو ان کو سرکار شہالی کی بابت سالانہ دیجاتی تھی اور اس فوج کے قیام کے لئے ایک مقام چھاؤنی کے نام سے قرار پایا۔ جہاں وہ اس وقت تک رہا کریگی جب تک کہ اس کو کسی مہم پر جانا نہ پڑے سرگزین کی فتح کے بعد چھاؤنی کے لئے حسین ساگر سے پرے ایک مقام تجویز ہوا۔ چھاؤنی کا قیام سالانہ کے آخر میں ہوا۔ آٹھ نو سال میں جب اس کی آبادی اچھی خاصی ہو گئی تو اس کے ایک خاص نام

کی ضرورت محسوس ہونے لگی چنانچہ مغفرت منزل نے اپنے نام پراس کو سکندر آباد سے نامزد کر کے اس کی اطلاع رزیدنٹ تاس سدھم کو دی اس کے جواب میں رزیدنٹ موصوف نے (۱۳) جادی الاخریٰ ۱۲۲۲ھ میر عالم کو لکھا :-

”تسمیہ چھاؤنی پلانٹ حسین ساگر سکندر آباد کہ نظر کمال اتحاد سرکارین و رعایت لوازم و داد و دین علیتین از پیشگاہ حضور پر نور تقرر گرفت بہ اطلاع ایں مراتب نواب مستطاب علی القاب گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ راسر و بے پایاں و ابہتہاج نمایاں دست واداحتی کہ ظہور ایں جنس بلج دلیل وثوق مودت با و برہان رسوخ محبت ہاست“

اس نام کے بعد بھی ایک عرصہ تک خاص دعام کی زبان پر یہ نام کم آتا تھا ہم کو اچھی خیال ہے کہ ہمارے بزرگوں میں سے بعض اس کو لشکر و بعض حسین ساگر کے نام سے یاد کرتے تھے میسور کی چوتھی جنگ کے ختم کے بعد ویزلی نے سکندر جاہ کی تخت نشینی کی تائید کے لئے آٹھ شرائط پیش کر کے پکتان جے۔ اے کرک پیارک رزیدنٹ حیدر آباد کو لکھا کہ اگر سکندر جاہ ان شرائط سے ناراض ہوں تو تم اسطو جاہ اور میر عالم سے ملکر نظام کے کسی اور اہل کے بغض شرائط کے ساتھ تخت نشین کرنے کے لئے آمادہ کرو حالانکہ وہ جانتے تھے کہ اسطو جاہ اس اقرار راضی نہ ہونگے کہ سکندر جاہ کے ہوتے نظام کے کوئی اور صاحبزادے تخت نشین ہوں۔

میسور کی چوتھی جنگ اور
میر عالم کی سپہ لاری

جب عہد نامہ امدادی کی تکمیل ہو گئی تو ٹیپو سلطان کے مالک چڑھائی شروع ہوئی حیدر آباد سے بھی فوج چلی۔ اس موقع پر ویزلی نے

کرک پیارک کو لکھا۔

”کوشش کی جائے کہ اس مہم میں عظیم الامرا افواج نظام کے سپہ سالار ہوں اور اگر کسی خاص وجہ سے دیوان نظام کے ساتھ رہ جائیں یا یہ کہ ان کو افواج کے ہمراہ مہم پر چلنے کے لئے آمادہ نہ کیا جاسکے تو کسی اور شخص کو سپہ سالاری کے لئے انتخاب کرنے میں احتیاط کو کام میں لایا جائے وہ ایسا شخص ہونا چاہئے جو معتبر اور امیر ہونے کے علاوہ غرض واحد میں دلچسپی رکھنے والا بھی ہو افواج نظام کی سپہ سالاری کے لئے ایسا شخص ہو جو ان امور کے علاوہ فوجی معلومات اور جنگی تجربہ بھی رکھتا ہو اور حیدر آباد کے دربار میں ایسے صفات کا آدمی ملنا مشکل ہے۔“

ان امور کے اظہار سے لارڈ صاحب کا منشاء یہ معلوم ہوتا تھا کہ چونکہ اس زمانے میں نظام علی خاں فالج میں مبتلا ہو چکے تھے اور اسی وجہ سے غفران مآب کے مدارالمہام اور ولید (سکندر جاہ) کا اپنے پاس سے دور ہونا گوارا نہ تھا اور ان کی دانست میں امراء حیدر آباد میں کسی ایسے شخص کا جو سپہ سالاری کی خدمت کے لئے موزوں ہو نہ سکنا مشکل تھا اس لئے اس موقع پر وہ چاہتے تھے کہ اپنے کسی معتمد علیہ کو یہ خدمت دلا دی جائے لیکن جب وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ مدیار نظام میں میر عالم ہی ایک ایسے شخص ہیں جو اس خدمت کے اہل ہیں تو انھوں نے ایک اور شخص کے تقرر کی تجویز کی جس سے بلحاظ اہمیت دو معتمد علیہ اشخاص کا دو علیحدہ علیحدہ خدمتوں پر مامور کرنا لازم آتا تھا یعنی ایک تو سپہ سالاری کے لئے اور ایک تصفیہ معاملات و مہمات باہمی کے لئے جس کا اظہار انھوں نے اوایل جنوری ۱۹۹۹ء کے ایک خط موصوفہ آصفیہ

میں کیا ہے اس کی عبارت یہ ہے۔

.....آں والا قدر فوراً شخص ہوشیار و صاحب فراست را کہ متمدد و رازداراں

والا قدر باشند پیش نیازمند در مدارج (مدراس) متعین فرمایند کہ تا عدم انفصال مقدمات
فیما بین سرکارات مشارکہ و سلطان موصوف نیازمند با اتفاق آں شخص در جمیع معاملات و ہما
متعلقہ نفع و نقصان مجموع سرکارات مشارکہ مطارحہ و مکالمہ بعمل آرد و شخصے کہ در ایں کام متعین
شوند انسب کہ با آن شخص اجازت شود کہ ہر گاہ امرے کہ رو بکار گردد در باب آں از مرکوزات
خاطر آں والا قدر نیازمند را آگاہ سازند در صورتے کہ ایں تجویز نیازمند کہ محض از مقتضیات
حسن اتحاد و یک جہتی فیما بین بوقوع آید پسند خاطر عالی گردد آں والا قدر تعین تصور داند کہ با آن
شخص متعینہ سرکار سامی بکمال بے حجابی و بعنوان معتقدانہ سوال و جواب بعمل خواهد آمد و آن شخص
تیز و چہ ظاہر نمایند و تقریر کنند لازمہ کمال توجہ بر آں مصروف خواهد بود لیکن اگر ایں نقشہ مجوزہ نیاز
آں والا قدر بے ضرورت تصور فرمایند در ایں صورت ہمیں توقع خواهد بود کہ در باب انفصال جمیع
مدارج از قبیل مرقوم الصدر چہ برائے حسن تمثیلت ہم و چہ برائے استقرار و استقامت صلح بہر صفا
بسیار ہر بان میر عالم بہادر اختیار کلی مفوض گردد.....“

اس خط سے ظاہر ہے کہ وہ میر عالم کو اس نئی خدمت کے لئے پسند کرتے تھے اور سپاہی
کے لئے کسی اور شخص کو لیکن یہاں ان دونوں خدمتوں کے لئے میر عالم ہی کا انتخاب ہوا اور
امراء ریاست میں سے ہادی الدولہ، بہرام جنگ، حیدر نواز جنگ اور ابوتراب خان کو

سید الدولہ (جو پہلے سرکار داراجہ شجاع الملک میں ملازم تھے اور پھر ملک نصیر الدین سرکار عالی بن ملک سکر اور آخر میں نیابت صوبہ داری
حیدرآباد سے سرسوازی پائی) کے بجائے تھے اور نیابت صوبہ داری اورنگ آباد سے ممتاز ۱۲۷۱ھ منشی غفران آباد عظام الملک کے سدھی تھے جن کے
ایک لڑکے سے ان کی لڑکی منسوب تھی ۱۲

ان کے ہمراہ رکاب جنگ پر جانے کا حکم ہوا آٹھ ہزار فوج کے ساتھ وہ مع امراء مذکور جنگ پر سپہ سالاری پر مامور ہونے کے بعد انھوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ گورنر جنرل کے بھائی کرنل ویلزی اپنی جانب سے انگریزی فوج کی کمان کریں اس کے متعلق جنرل بیرڈن نے یہ لکھا ہے کہ اس کی وجہ مجھے بھی خانگی طور پر معلوم ہے لیکن آر۔ آرپرس مصنف میمورائینڈ کر سپانڈنس آف مارکویس ویلزی نے شنگٹن کے حوالے سے لکھا ہے کہ:-

”نظام سے جو معاہدہ ہوا تھا اس میں تنخواہ اور الاؤنس کے اعتبار سے عہدہ دائرہ کے مختلف مدارج تھے جن میں سب بالاتر کرنل کا عہدہ تھا۔“

اس لحاظ سے ممکن ہے کہ میر عالم نے کرنل ویلزی کے لئے تحریک کی ہو لیکن ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ جس طرح ویلزی نے رزیدنٹ حیدر آباد کو اس امر کی نسبت کوشش کرنے کے لئے لکھا تھا کہ اسطو جاہ خود فوج نظام کی سپہ سالاری کریں اگر اس کا امکان نہ ہو تو کوئی اور متبادل میر منتخب کیا جائے جو فوجی کاروبار میں بھی تجربہ رکھتا ہو اور یہ تحریک محض احتیاط کی حد تک تھی کہ وہ فریق مخالف سے ملنے نہ پائے اور دیانت و بردباری سے اپنی مفوضہ خدمت انجام دے اسی طرح میر عالم کے ذہن میں بھی اس تصور کی گنجائش تھی اور یہی تصور ممکن ہے کہ اس تحریک کا باعث ہوا ہو اور اس تحریک کے وجوہ کی تحلیل کی جائے تو بعید نہیں کہ ناگفتہ بہ اشکال پیدا کرے جن کے اظہار کو جنرل بیرڈن نے مناسب نہیں سمجھا۔ بہر حال نظام کی فوج میر عالم کے زیر اثر جنگ کے لئے روانہ ہوئی سرکار نظام کی اس انگریزی فوج کی تعریف جو اس موقع پر شریک جنگ تھی

کرنل ریڈ نے ان الفاظ میں کی ہے :-

”نظام کار سالہ غیر تعلیم یافتہ ہے اور عدول حکمی کرتا ہے تو پختانہ کے پیل بہت اچھے ہیں نظام انفسری قواعد میں ناقص ہے اور ضروریات مایحتاج از قسم لباس و ہتھیار کم رکھتی ہے چنانچہ دو ہزار چھ سو چھیاسی آدمی میں صرف دو سو ڈبے کا ترس کے حیدر آباد سے نکلتے وقت ان کے پاس تھے“

باوجود اس کے کہ فوج کے اخراجات کا خاطر خواہ بار اٹھایا گیا اور انتظام فوج انگریزی کمپنی کے عہدہ داروں کے زیر نگرانی رہا ان تقایص کی کوئی معقول و سمجھ میں نہیں آتی اور پھر اس کمپنی کے ایک عہدہ دار کے بیان سے اس کا اظہار اور حیرت میں ڈال دیتا ہے لیکن بونلی کے ایک مراسلہ نشان ۱۳۷ مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۹۷ء موسومہ ریڈنٹ حیدر آباد کے دیکھنے سے اس فوج کی عدول حکمی کا حال کھل جاتا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے :-

”مجھے کپتان وائیٹ کا ایک خط ملا ہے جس میں اس نے اطلاع دی ہے کہ نظام انفسری نے (چھ ہزار کی تعداد میں) دریائے کرشنا کے کنارے پڑاؤ ڈالا ہے اور آگے بڑھنے سے منحرف ہو گئی ہے اور میرے عالم اس فوج کو آگے بڑھنے کے لئے آمادہ نہیں کر سکتے ہیں۔“

فوج سریرنگ پٹن | فوجیں سریرنگ پٹن تک ورائیں اور یہیں بڑارن پڑاؤ ۱۹۹۷ء
اور تقسیم ملک میسور | ۲۱۴ھ میں ٹیپو سلطان برسر میدان شہید ہوئے اور ان کا ملک مال متحد

کے قبضہ میں آیا اس کی باہمی تقسیم میں بڑی جہتیں درپیش ہوئیں سب سے پہلا مسئلہ یہ تھا کہ متحدین

تین تھے (انگریز - مرہٹے - نظام) اس لحاظ سے چاہئے یہ تھا کہ حسب معاہدہ ملک اور مال کے تین تین حصے کئے جاتے اور ہر فرقہ ایک حصہ پاتا۔ لیکن انگریزوں نے بالابالا ایک عہد نامہ رانی میسور کے نائب تریل راؤ سے مقام بنجاور میں ۱۷۷۲ء سپتمبر ۱۲ء کو طے کیا تھا جس کی رو سے بعد فتح میسور کی ریاست قدیم راجہ کے پسماندوں کو پہنچانا لازم تھا اور اس کے دفعہ آخر کے اعتبار سے یہ بھی قرار پایا تھا کہ :-

”جو علاقہ موردی نظام اور مرہٹہ کا ہے وہی ان کو دیا جائیگا اور کوئی ان کو نہیں ملے گا۔“ اس لحاظ سے اس حصہ ملک کے دعوی داروں میں ایک اور اضافہ ہوا اور تقسیم میں تیار پایا کہ ان کو ایک حصہ ملک دیا جائے (یاد رہے کہ اس قسم کی کوئی تحریک یا کوئی شرط نہ نظام کے ساتھ کے عہد نامہ میں طے پائی تھی اور نہ پیشوا کے ساتھ کے) اور صدر سلطان شہید کے پسماندگان بھی تھے جن کے لئے یہ لازم تھا کہ بعیش و آرام ان کی بسر برد کے لئے کوئی علاقہ یا اس کی سہنی مختص کیجائے۔ ارسطو جاہ یہ چاہتے تھے کہ ان پسماندوں میں سے دوسرے آوردہ اشخاص کو منتخب کر کے ایک کو سرکار عالی اپنے علاقہ میں جگہ دے اور دوسرے کو کمپنی اور اس طرح ان کو رکھا جائے کہ ان کی وجہ سے آئندہ کوئی فتنہ نہ اٹھنے پائے اس کے بعد اگر وہ قابل ترقی متصور ہوں تو ان کو ترقی دیا جائے چنانچہ یہ تحریک ارسطو جاہ نے اپنے خط موسومہ میر عالم میں حسب ذیل الفاظ میں کی تھی :-

”..... اگرچہ صاحبان کونسل پیش خود بموجب مرکوزات و مکنونات حضور کے قانون

رؤسائے ماسلف و صلاح دولیتین باشد بعمل آرند یعنی ضابطہ رؤسائے عمدہ در رود و جنہیں

امورات یہیں است کہ پس ماندہ ہر طور سے بفرار معیشت لیکن نوعی کہ آئندہ قابو سے
 فتنہ پیرائی نہ مذمی دارند چنانچہ در معاملہ رو بکار ہم منظور والا یہیں است کہ خویش واقربا
 مخصوصہ ٹیپو سلطان مرحوم رادر ذیل دو کس کہ عمدہ آہنہا باشند داشتہ یکے رادر سرکار دو
 ویکے رادر سرکار کمپنی انگریزی بہادر جائے بفرار معیشت نگاہدارند و بہ تجربہ و دریافت
 اوضاع و اطوار آئندہ اگر قابل ترقی باشند ترقی خواہند یافت و منظور ازیں ہیں کہ آئندہ زمانہ
 مثل وزیر علی خاں و غلام محمد خاں رو ہیلہ طاقت فتنہ پیرائی باقی نہاند بہتر.....“

اس تحریک سے غرض یہ تھی کہ منتشر شدہ بادشاہ کے خاندان کی پرورش ہو اور
 اشخاص کو منتخب کر کے ایک کمپنی کے اور ایک سرکار عالی کے تفویض کرنے میں مصلحت تھی
 کہ اچانک اگر ان دونوں پسماندوں میں سے کوئی بغاوت پر آمادہ ہو تو اس کے خاندان کے
 دوسرے ممبر سے اس کے خلاف کوئی چارہ جوئی کھجاسکے یا کہ اگر خدا نخواستہ ان دونوں
 ریاستوں میں تعلقات کشیدہ ہو جائیں تو دونوں کا پلہ برابر رہے لیکن انگریزی کمپنی کا اس
 سرسرقصان تھا وہ یہ کہ وہ چاہتی تھی کہ کوئی عملی حکومت ٹیپو سلطان کے پسماندوں کے تفویض
 نہ کی جائے اور یہ کہ ان کے ضروریات و معاش کی سربراہی اپنے دست قدرت میں رکھے
 تاکہ ان کی تدریجی تحقیق سے کمپنی زمانہ مستقبل میں متمتع ہو اور اس طرح فائدہ کے حصول میں
 ریاست نظام سے زیادہ بڑھ جائے اور یہ کہ میسور کی سلطنت کے اس حصہ پر جو حیدر علی خان
 نے راجہ سابق سے حاصل کیا تھا راجہ مذکور کے خاندان کے کسی شخص کو حسب معاہدہ مذکور قیام
 کرے اور اس سے اپنے مفید مطلب چند جدید شرائط طے کر لے جن سے وہ علاقہ تحقیق میں

اپنے زیر تصرف رہے لیکن ظاہر میں بالکل علیحدہ ہوا۔ اس کو اگر کوئی عہدہ داکمپنی اگر اپنے ذاتی حکم کی بنا پر صورت عمل میں لاتا تو بدنامی تھی اس لئے گورنر جنرل نے تصفیہ تقسیم ملک کے لئے اپنی صوابدید سے ایک کمیٹی قائم کر لی جس کے ممبر جنرل ہاریس، کرنل آرتھر ویلزی، لفٹنٹ کرنل ولیم کرک پیٹرک، لفٹنٹ کرنل باری کلوز، کپتان ملکم تھے اور منرو بھی حیثیت سیکریٹری شریک تھے۔ قابل توجہ یہ امر ہے کہ تقسیم ملک و مال میں ریاست نظام اور ریاست کمپنی اور ریاست پیشوا کے مفاد بھی مدنظر تھے۔ ایسی صورت میں محض انگریزی عہدہ داروں کو اس کمیٹی کے ارکان بنانے سے یہی متصور ہو سکتا ہے کہ ان کو صرف انگریزی کمپنی کے فوائد و مقاصد پر نظر رکھنا مقصود تھا۔ اگر دیسی ریاستوں کے مفاد پر نظر ہوتی تو اس کونسل میں ایسے دیسی اصحاب بھی مامور کئے جاتے جو ان کے فوائد اور مسائل پر توجہ کرتے اگرچہ ان ممبروں میں ایک دو ایسے بھی تھے جو دیسی ریاستوں کے طرف سے ان کے نمائندے متصور ہوتے تھے لیکن افسوس ہے کہ انھوں نے اپنے فرائض بھی تصور کئے کہ دیسی ریاستوں کے مفاد کو مقبولیت کے ساتھ کس طرح نظر انداز کیا جاسکتا ہے بہر حال اس خود ساختہ کمیٹی نے دیسی ریاستوں کے دکلا، کی تحریکات پر پردہ ڈال کر اپنے من مانے تقسیم کے مسائل طے کئے اس تقسیم میں اکثر امور سے میر عالم نے اختلاف کیا تھا اور حسب ایما اے ارسطو جاہ ان پر استبداد بھی کی جس کا نتیجہ آئندہ ان کے حق میں اچھا نہیں نکلا اور کارپردازان کمپنی نے ان کو نظام اور ان کے دیوان کے نزدیک بدظن کر کے فائدہ اٹھایا۔

اس جنگ کے آغاز کے وقت غفران مآب نے لاٹو صاحب کو ایک خط لکھا تھا کہ

”انشاء اللہ المستعان یہ مہم اتفاق کی بدولت حسن انجام پائیگی اس لئے اس مہم میں جو کچھ ملک اور ولت کے حصے میں آئے حسب مہارت فرد علیحدہ اس کا ایک حصہ ہم نے نظر اخراجات رئیس الملک سلیمان جاہ کو اور ایک حصہ ارسطو جاہ اور ان کے لواحقین کو عنایت کیا ہے پس اس کی اطلاع یابی پر اپنے دستخط ثبت کریں کہ حال وائندہ کے لئے اطمینان ہو۔“
اس پر مارکویس ویلزلی نظام کو اپنے مراسلہ مورخہ ۲ نومبر ۱۸۱۵ء مطابق ۲۴ شہرہ ذی القعدہ ۱۲۱۵ھ میں لکھتے ہیں:-

”نیازمند حتی الوسع والامکان خود در آنچه صاحبزادگان والادودمان رئیس الملک سلیمانجاہ بھادر و سلطان الملک کیواں جاہ بہادر طو لعمرمہا و نواب صاحب موصوف متعلقان و توابعین مغربیہا حسب تفصیل مندرجہ الطاف نامہ سامی ہر یک بحال جمعیت خاطر در جاگیرات و انعامات عنایتی سرکار عالی قابض و متصرف بودہ باشند بتقدیم آں در ہر حال مایل و مصروف خواہند و احیاناً ہر گاہ از طرف احدے قصد بیدخلی یا مزاحمت و قبض و تصرف فرزندان نامدار و اولاد مغرب متعلقان باوقار سطور در جاگیرات و انعامات مرقومہ بعمل آید نیازمند ہوارہ خواہش انسداد آں در دل خود محکم خواہد داشت فاما نظر بر عدم وقوع اشتباہ و مکارہ چنان صلاح مقصود است کہ نیازمند نیز از مقام و حدود و اربعہ و حاصلات آں یک یک جاگیر و انعام اطلاع دار و بناء علیہ متصدع گرامی خدمت می گردد کہ بہت درستی و تفویض فرو تفصیل حقیقت جاگیرات وغیرہ مرقومہ الصد ب صاحب جانشین آنجا بتصدیان سرکار دولتمدار ارشاد شود باقی مراتب از عرض و التماس صاحب موصوف واضح رائے عالی خواہد گردید۔“

غفران ملک نے اس تمام خطہ ملک کے تین حصے قرار دیکر دوسیلماں جاہ کو عنایت کئے اور ایک ارسطو جاہ کو اور چونکہ حصہ ملک ابھی مشخص نہیں ہوا تھا اس لئے حضور نے ان کے حدود اربعہ معین نہیں کئے اور اگر ملک مشخص ہو بھی جاتا تو حدود اربعہ لکھنا ممکن ہے کہ بکرا تصور کرتے ہوں اس واسطے کہ سیلماں جاہ کے زیر پرورش ہونے کے اعتبار سے غرض عطا واحد تھی۔ اس خطہ ملک کی نسبت بندوبست کے بعد سے اُس زمانے تک جب تک پھر یہ خطہ تنخواہ افواج میں انگریزی کے سپرد ہوا کوئی کیفیت معلوم نہیں ہوتی۔ جین بندوبست بعض بعض مقامات پر مزاحمت وغیرہ ہوئی ہے لیکن اس سے بھی یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آیا یہ خطہ حسب منشاء بند گانعالی سیلماں جاہ اور ارسطو جاہ کے تفویض ہوا یا نہیں۔

یہاں ہم یہ ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ بند گانعالی کو کسی طرح یہ ضرور نہیں تھا کہ الہالیان کچھنی یا خود گورنر جنرل کو اس سرفرازی کی اطلاع فرماتے۔ اس اطلاع سے انھوں (الہالیان کچھنی) اس امر کو معلوم کیا کہ بند گانعالی کے نزدیک اس خطہ کی کوئی اہمیت نہیں ہے اس واسطے کہ پہلے بھی بڑی آسانی کے ساتھ یہ علاقہ ممالک محروسہ سے نکل کر ملک میسور میں شامل ہو گیا تھا اور اب

لے اصل دستخط شدہ خطہ ہماری نظر سے گزرا ہے اس کے منسلک فرم تفصیل جاگیر اس طرح تحریر ہے:-

آچنگ ملک و تعلقات درہم ٹیپ سلطان بھٹیر مکرار و دولہ دار آید بے تفصیل ذیل عنایت فرمودہ شد۔ دستخط	برخوردار سعادت آشراقبال یاد رکامکار نامدار
فرزند احمد سعادت اقبال نشان رفیق جاں شاد مختار و دوست	رئیس الملک سلیمانجاہ بہادر
دکیل مطلق ارسطو جاہ بہادر مع لواحق	محکم حصہ
یہ حصہ	

اصل بیضہ کے علاوہ ہم نے مسودہ بھی دیکھا ہے اس میں بھی یہی درج ہے اور مسودہ بھی دستخط بند گانعالی سے فرمایا۔ نہ بیضہ میں کیوں طابہ کا نام درج ہے نہ مسودہ میں لیکن ویلزی کے خط میں ان کا نام تحریر ہے خدا جانے ان کا نام انھوں نے کس طرح شامل کیا ممکن ہے کہ سیلماں جاہ بڑے بھائی ہونے کی وجہ سے ان کا نام درج کیا گیا ہو اور اسی لئے ان کے واسطے وہ حصہ رکھے گئے ہوں کہ ایک اپنے لئے رکھیں اور ایک بھائی کے لئے۔

جبکہ یہ خطہ پھر قبضہ میں آیا تو بلا کسی احساس کے جاگیر میں دیدیا جا رہا ہے اس عدم اہمیت کے علم سے انھوں نے اس امر کا استنباط کیا کہ اس سے کھینی کیوں فائدہ نہ اٹھائے اور ممکن ہے کہ وہ اسی بنا پر بہت قریب ہی زلزلے میں افواج کی تنخواہ کے عوض انگریزی سرکار میں ضم ہو گیا۔

تقسیم ملک میسور کے متعلق ویلزلی نے جو مراسلہ (نشان مورخہ ۹ جون ۱۷۹۹ء) الفٹ کرک پیاٹرک کے نام لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تقسیم ممالک میسور میں میر عالم یہ چاہتے تھے کہ چیتل درگ نظام کے حصہ میں آئے اس واسطے کہ مقام وقوع اور اس کے قلعے کے اعتبار سے اس کا نظام کے قبضہ میں رہنا مناسب اور ضروری تھا۔ لیکن ویلزلی اس کے مخالف تھے چنانچہ مراسلہ مذکور میں وہ لکھتے ہیں :-

”چیتل درگ اور بید نور و عینہ راجہ میسور کے قبضہ میں دئے جائیں گے اور بلجاٹر اس کے اس راجہ کے ساتھ ہم نے معاہدہ کیا ہے مجھے اعتماد ہے کہ وہ کافی طور پر ہمارے زیر حکم رہیں لیکن میں اس امر پر متفق نہیں ہو سکتا کہ چیتل درگ نظام کے قبضہ میں دیا جائے یہ ہر طرح ایک غیر مطمئن انتظام ہو گا اس لئے میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ ایسا خیال میر عالم کا ہو تو ان کے بل سے نکال دو۔“

اختلاف رائے کی ابتداء اسی سے ہوتی ہے چیتل درگ کا قلعہ نہایت شاندار مضبوط قلعہ تھا اور حدود ممالک محروسہ سے متصل ہونے کے باعث اس کا سرکار نظام کے قبضہ میں رہنا میر عالم ضروری تصور کرتے تھے۔ لیکن باعتبار اس معاہدے کے جو انگریزی کھینی نے

میسور کی رانی کے نائب ترل راؤ سے کیا تھا اس سلسلے کو ان کے قبضہ میں نہیں دیکھتے تھے اور قطع نظر اس کے اس قلعہ کے نسبت ویزلی کا خیال تھا کہ اس کو اپنے تصرف میں رکھنے مگر متقابلہ نظام وہ مناسب نہیں سمجھتے تھے کہ علانیہ اپنے قبضہ میں لے لیں اس لئے انھوں نے یہ تجویز کی کہ اوس کو ایک ایسے شخص کے سپرد کریں جو انھیں کا ساختہ پر داختہ تھا اور اسے یقین تھا کہ ان کا بنایا ہوا راجہ ان کے احکام و خواہشات کا تابع رہے گا اور عہد نامہ مذکور کی تعمیل بھی اس طرح بوجہ احسن ہو جائیگی۔ اس موقع پر ممکن تھا کہ میر عالم اس کو اہمیت نہ دیتے لیکن ویزلی نے ان کو اس امر پر مجبور کیا کہ اس تقسیم کے عہد نامہ کو اپنے ہی دستخط سے تکمیل کر دے چنانچہ مراسلہ مذکور میں اس نے یہ لکھا ہے :-

”مجھے خوف اس امر کا ہے کہ تصفیہ کی تکمیل میں دیر ہوگی اس واسطے کہ منجانب نظام کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کو صلح نامہ یا طے نامہ پر دستخط کرنے کا اقتدار دیا گیا ہو لیکن ان اقتدارات کے تحت جو ہر شکل کے رفع کرنے کی نسبت نظام نے مجھے عطا کئے ہیں ممکن ہے کہ میرے کہنے پر میر عالم اپنے آپ کو عہد نامہ پر دستخط کرنے کا مجاز تصور کریں۔ میں نے فیض آباد میں تمھارے بھائی کو لکھا ہے کہ میر عالم کے لئے ایسے اقتدارات حاصل کر کے احکام چھوڑیں لیکن میرا خیال ہے کہ میر عالم ہی کو اس پر دستخط کر کے تکمیل کرنے پر آمادہ کیا جائے تو یہ بہت

صلحہ ویزلی نے خط الفسٹ کرئل ولیم کرک پیاٹرک کے نام لکھا ہے جب کا خطاب عزیز الملک مغیر اللہ شاہ کوکت جنگ تھو کا زوال سے بعد حیدرآباد کے ریڈنٹ تھے ادواب میدان جنگ میں فوجی عہدہ دار کی حیثیت سے کام کر رہے تھے ولیم کرک پیاٹرک اپنی علالت کی وجہ سے وہاں سے ولایت واپس ہوئے تو ان کی خدمت کا جائزہ اُن کے بھائی جمیل بچپس کرک پیاٹرک کو دیا گیا یہاں بھائی سے مراد وی جے لکے پیاٹرک ہیں جو زمانہ جنگ میں حیدرآباد میں بحیثیت ریڈنٹ موجود تھے ان کا خطاب موثر الملک فخر اللہ شہت جنگ تھا۔

اچھا ہو گا اس سے ہم ملک مفتوحہ کے بندوبست کے لئے فوراً متوجہ ہو سکیں گے۔“

اس سے ممکن ہے کہ ان کو خیال ہوا ہو کہ یہ ایک ذمہ داری کا کام ہے اس سے جو کچھ بھلائی برائی ارکان دولت کے ذہن میں جمے اس کا ہدف خود بنینگے اس بنا پر انھوں نے عدم اقتدار کے عذر واقعی سے اس کو ٹالا۔ آخر اس کا تصفیہ یہ ہوا کہ عہد نامہ کی ترتیب کے بعد دستخط بندگانِ غالی کے لئے وہ میرِ عالم کے ذریعہ بھیج دیا جائے جس کو بعد ازاں انھوں نے پچیس دن میں واپس منگوانے کا وعدہ کیا میرِ عالم کو اس تقسیم کی اس شرط سے بھی اختلاف تھا جو ٹیپو سلطان کے پیمانوں کی پرورش سے متعلق تھی ویلزی نے میرِ عالم کے اعتراض کو اس طرح نکالنا چاہا کہ ٹیپو سلطان کے خاندان کی پرورش سے جو کچھ باقی رہ جائے اس کو کمپنی اور نظام علی السویہ تقسیم کر لیا کریں گے اور اگر کبھی اضافہ خرچ ہو جائے تو نظام اضافہ رقم میں سے بقدر نصف ادا کرنے کے ذمہ دار ہوں گے بظاہر یہ شرط ایسی تھی کہ اس پر اتفاق نہیں کیا جاسکتا تھا میرِ عالم نے اس پر اپنی رضامندی ظاہر نہیں کی آخر تصفیہ اس امر پر ہوا کہ کمپنی اپنے حصہ میں آئے ہوئے اضلاع کے محال سے سالانہ دولاکھ اسٹارلنگوڈا ٹیپو سلطان کے خاندان کی پرورش پر صرف کیا کرے اور ان کے خاندان میں سے جو شخص مر جائے اس کا حصہ اس مقررہ رقم میں سے کمپنی کو بازیافت ہو اس موقع پر یہ بتانا ضروری ہے کہ کمپنی کے حصہ میں آئے ہوئے اضلاع کی آمدنی نظام کے حصہ میں آئے ہوئے اضلاع سے بقدر

دو لاکھ اسٹارپکو ڈا زیادہ تھی۔ بہر حال میر عالم نے تمام امور مختلف فیہ کی تفصیل ارسطو جاہ کو لکھی جس پر انھوں نے بھی انھیں ہدایت کی کہ ایسے امور طے ہونے نہ پائیں جن میں سرکار عالم کا سرسرقصان ہو اس موقع پر ارسطو جاہ کا وہ خط جو انھوں نے میر عالم کو لکھا ہے اور ضمیمہ میں بختم درج کیا گیا ہے قابل ملاحظہ ہے۔

آخر کمیٹی نے ملک میسور میں سے حسب ذیل حصص کی تفریق کے بعد بقیہ ملک کی تقسیم کی۔

۱۔ پسا مذگان ٹیپو سلطان کے لئے ایک حصہ جاگیر جو کمپنی کے قبضہ میں ہے اور اس پسا مذگان کی نگرانی و سربراہی کمپنی خود کرے۔

۲۔ قمر الدین خاں سپہ سالار میسور کے لئے اس معاہدے کے موافق جوان کے ساتھ کیا گیا تھا ایک حصہ جاگیر۔

۳۔ اس قدر حصہ جو اس وقت راجہ کے قبضہ میں تھا جبکہ حیدر علی نے راجہ سے ریت حاصل کی تھی اس شخص کے لئے رکھ چھوڑا گیا جو سلطنت میسور پر راجہ مذکور کی اولاد میں سے تخت نشین ہو۔

ان منہائیوں کے بعد نظام کے حصہ میں چھ لاکھ سات ہزار تین سو تیس گجڑ امحل کے علاقے آئے اور ان میں وہی اضلاع تھے جو قبل ازیں نظام کے قبضہ سے نکل گئے تھے اور چونکہ پیشوا نے اپنا حصہ لینے سے انکار کر دیا تھا اس لئے ان کے حصہ میں سے دولت نظام اور ایک ثلث کمپنی کو ملا۔ محالک کے ساتھ ساتھ مال غنیمت کی بھی تقسیم ہوئی جس میں خنکی سازو سا ان کے علاوہ صرف نقد زر و جواہر گیارہ لاکھ تریالیس ہزار و سو سولہ پونڈ کی مالیت کا تھا

جو تقریباً پونے دو کروڑ روپے کے معادل ہیں۔ اس زمانے کی بعض فارسی تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ارسطو جاہ اور میر عالم کو بھی بہت سے جواہرات وغیرہ انعام میں ملے اور ان جواہرات کے متعلق جو نظام کے حصہ میں آئے میر عالم نے لارڈ صاحب اس مضمون کا ایک مختار نامہ لکھوایا تھا کہ جواہر مذکور کی نسبت میر عالم کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہیں اور جس طرح چاہیں بندگانِ عالی کو پہنچائیں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ میر عالم نے تالاب اور سرائیں وغیرہ جو تعمیر کیں اسی روپیہ سے کیں لیکن یہ تمام امور انگریزی تواریخ کے انحصار ویزلی کی مراسلت کے معاینہ کے بعد تحقیق طلب ہو جاتے ہیں۔

سر رنگ پٹن کی فتح سے فارغ ہونے کے بعد جب ویزلی کلکتہ کو واپس ہونے کے ارادے سے مدراس کی طرف لوٹے تو میر عالم بھی مدراس گئے۔ وہاں کے گورنر کے یہاں رہے انگریزی کمپنی کے عہدہ داروں نے ۸ ربیع الثانی ۱۱۲۱ھ کو وہاں اس فتح کی منجی میں بڑا بھاری جشن منعقد کیا اور شہر میں روشنی ہوئی آفتبازی چھوڑی گئی دعوتیں ہوئیں۔ رقص و سرود کی مخلص گرم ہوئیں۔ میر عالم اس جشن میں شریک رہ کر نویں ربیع الثانی کو وہاں سے واپس ہوئے اور ۲ جمادی الاول ۱۱۲۱ھ کو بلدہ پہنچے اور ملازمت حضور سے متاد ہوئے۔ اس کے بعد ہی ماہ رجب میں میر عالم کو حکم بندگانِ عالی ہوا کہ ملک نوشہر کے بندوبست کے لئے روانہ ہوں چنانچہ ۵ رجب المرجب ۱۱۲۱ھ کو وہ حیدرآباد سے نکلے اور ۲۳ ماہ کو دریائے کرشنا کو عبور کیا اور قریباً ایک سال اس سمت میں نظم و نسق و عمل و دخل کے ضمن میں رہے بعض مقامات میں حصول قبضہ و تصرف کے لئے زمینداروں سے مقابلے بھی ہوئے۔

جن میں سے مشہور واقعہ زمیندارکنک گیری کا ہے جس کو راجہ چندوالال (جو میر عالم کے ہمراہ نکلے تھے) نے فتح کر لیا۔ اس انتظام سے واپس آنے کے بعد میر عالم کی قسمت نے پلٹا دکھایا جسکی نسبت قبل ازیں اشارہ کیا جا چکا ہے۔

ویلزلی اور میر عالم کا اختلاف

مالک میسور اور غنیمت کی تقسیم کے مسئلہ میں ویلزلی اور میر عالم میں جو اختلاف واقع ہو گیا تھا اس کے وجوہ یہ تھے کہ تقسیم میں خلافت معاہدہ بعض امور طے کئے جا رہے تھے جن سے نہ خود میر عالم کو اتفاق تھا اور نہ ارسطو جاہ کو۔ ان اختلافات آرا کا اظہار وقتاً فوقتاً میر عالم ارسطو جاہ سے کرتے رہے جس کے جواب میں وہ ان کو تاکید و تہدید کرتے تھے کہ کوئی امر نہ خلافت معاہدہ طے پائے اور نہ ایسا کوئی معاملہ ہو کہ اس میں سرکار عالی کے مفاد ساقط ہو جائیں چنانچہ ان کا ایک خط انقسم کے مسئلہ میں نہایت اہم اور قابل دید ہے یہاں اس کے اُن اقتباسات کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے جن سے مسائل تقسیم اور حقیقت اختلاف پر روشنی پڑتی ہے اور اصل خط اس اعتبار سے کہ خاص اہمیت رکھتا ہے ضمیمہ الف میں درج کیا جاتا ہے۔ یہ اقتباسات صرف ان تین مسائل سے متعلق ہیں (۱) میر قمر الدین خان کے نام عطا (۲) تعین جمعہ پسران و سپہندگان ٹیپو سلطان (۳) تقسیم ملک و غنیمت۔

ہندوستانی کی خواہش تھی کہ ضلع گورمکنڈہ سے قلعہ اور قصبہ کے علاوہ تعلقات تجارت کا لوہ اور رائیچوتی کو چھوڑ کر قصبہ میر قمر الدین خان کی جاگیر میں دیا جائے لیکن تقسیم کے لئے مقرر

کی ہوئی کونسل نے اس کے خلاف عمل کیا چنانچہ اسطو جاہ لکھتے ہیں:-

”گورنمنٹ کے مقدمہ میں بھی کہ مقاصد سرکار سے کچھ کم زیادہ ہوا ہے تعجب ہوتا ہے کیونکہ گورنر جنرل بہادر نے حضور پر نور اور اس جانب کے خریطہ میں لکھا ہے کہ سرکار کے منشاء و مقصد کے موافق عمل ہوگا چنانچہ گورنر جنرل نے حضور پر نور کے خریطہ میں لکھا ہے کہ سرکار کے مجوزہ مراتب کے لحاظ سے عمل ہوگا اور مجھے ان تعلقات کے ناموں کی صراحت کے ساتھ جن کو سرکار رکھنا چاہتے ہیں لکھا ہے اس سے اور زیادہ تعجب ہوتا ہے کہ گورنر جنرل نے حضور پر نور کے نام کے خریطہ میں لکھا ہے کہ انھوں نے آپ (میر عالم) کو اور جنرل ہاریس کو لکھا ہے کہ خانہ گورنر کی جاگیر کے مقدمہ کو آپ (میر عالم) کی تحریر اور مراتب مجوزہ کے اعتبار سے بہت جلد فیصلہ کر دیں درآخیا لیکہ آپ (میر عالم) کے خریطہ میں جس کی نقل ہمارے ملاحظہ کے لئے انھوں نے بھیجی ہے لکھا ہے کہ بہترین نقشہ کی تجویز کے ساتھ میر قمر الدین خاں کی درخواست کے تصفیہ سے بہت جلد انفضال معاملہ کر دیں چنانچہ دونوں خریطوں کے مضامین سے دو طرح متصو ہوتا ہے یہی حشمت جنگ کو کہا بھیجا گیا بہادر موصوف بھی متحیر و متعجب ہیں اور کہتے ہیں کہ اپنے اطلاع دینے اور گورنر جنرل کے پاس سے تفصیل تعلقات (یعنی قلعہ معہ قصبہ اور تین تعلقات کمارہ کالوہ اور رانچوتی) یہ جواب پہنچنے پر بھی کہ حسب منشاء سرکار میں رہے باقی میر قمر الدین کی جاگیر میں جاے ایسا بطور میں آنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبان سرریگ پٹن کا قصور ہے۔“

ٹیپو سلطان کے فرزندوں اور سپہاندوں نے انگریزی کھپنی کے ذریعے جو استدعا کی تھی کہ بغرض پرورش نصف حصہ ملک اور نصف خزانہ ان کو ملے اس کی نسبت اسطو جاہ نے لکھا ہے

”کیوں نہیں کہتے کہ یہ ہمارا حق ہے کہ قلعہ ہم نے حملہ کر کے فتح کیا ہے اور اسیران جنگ میں ہیں ان کے لئے صرف قوتِ لایموت کے موافق تجویز کرنا چاہئے اور بقیت تمام چیزوں میں مساوی حصے ہوں ان میں سے اہل کمپنی اپنی سپاہ کے حصے میں آپ مختار ہے اور کارپردازان سرکارِ دولتہ دار اپنی سپاہ کے حصہ میں اپنے قانون کے مطابق مختار ہیں۔ یہی حتمتِ جنگ اور ان کے غشی سے بھی کہہ دیا گیا ہے انھوں نے اس امر کا ذمہ لیا ہے کہ گورنر جنرل کو یہی لکھا گیا ہے ایسا ہی عمل ہو گا اور اس کا بھی اقرار کیا ہے کہ سرکارِ عالی کی سپاہ کا حصہ تمہارے حوالے ہو گا آئندہ کارپردازان سرکار مختار ہیں۔“

میرِ عالم نے کمیٹی تقسیمِ انعام میں ٹیپو سلطان کے فرزندوں اور سپہاندوں کے متعلق مسئلہ پیش کیا تھا کہ ان کو قائم کرنے میں نیک نامی و مصلحت سرکاریں متصور ہے اس پر عمل ہو تو دونوں سرکاروں میں بطور نوکری ان کو مامور کیا جائے کہ ہر ایک کی ضرورت پر جمعیت رکاب یا جمعیت سرکار کے ساتھ حاضر ہوں اور نوکری و جانِ نشاری کے فرائض بجا لائیں اسی رائے کو بالفاظِ صریح ارسطو جاہ نے اس طرح ظاہر کیا ہے۔

”ٹیپو سلطان مرحوم کے مخصوص خویش و اقارب کو دو آدمیوں کے تحت (جو ان میں کے ذی اعتبار ہوں) رکھ کر ایک کو سرکارِ دولتمدار میں اور دوسرے کو سرکارِ کمپنی میں ایک مقام پر بغیرِ معیشت رکھ چھوڑیں اور آئندہ اُن کے چال و چلن اور اوضاع و اطوار کے علم کے بعد اگر وہ قابلِ ترقی قرار پائیں تو ترقی دی جائے.....“

اور پھر اسی مسئلہ کے متعلق لکھتے ہیں :-

کچھنی کی نیک نامی تمام ہندوستانی رؤسا میں مشہور آفاق تھی اب ان مضامین سے اس کے
برعکس متصور ہوتا ہے وہ جو چاہیں کر لیں اس کے بعد آپ خصت ہو کر چلے آجائیں یقین ہے کہ
اس امر کے مواخذہ میں اہل ولایت اُن لوگوں سے باز پرس کریں گے بہتر ہے کہ اس امر کا اظہار
بالمشاہدہ اُن سے بھی کر دیں یہی ہم نے شمت جنگ کے پاس بھی کہلا بھیجا ہے۔“

انگریزی کچھنی کی تقسیم غنیمت کی پالیسی پر نظر ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”یہ جو خزانہ اور جواہر اور اثاثہ اور آلات حرب و ضرب و غیرہ نقد و جنس (خواہ پر کاہ کیو
نہوں) کی تعداد و مقدار سے خود (انگریز) واقف ہو گئے اور سرکار کو اطلاع نہیں کی یہ کونسی نیکی
اور نیک نامی اور حق پرستی ہے عالم شراکت میں جب تمام اشیاء کا مساوی حصہ لازم آتا ہے
شریک نہ کرنا نظر دور میں میں سوائے نفسانیت اور کچھ نہیں ہو سکتا.....“

گورنر جنرل کا خیال تھا کہ صرف ایک لاکھ ہونے مال غنیمت سے حصہ سپاہ سرکار دلتھا
میں مع حصہ میر عالم و دیگر عہدہ داران علاقہ سرکار عالی دیدیں اس میں سے صلح ہو کر اسطو جاہ عالم کو
لکھتے ہیں:-

”تعجب اور ہزار تعجب کہ غنائیم مع خزانہ کی تعداد گورنر جنرل نے بارہا لکھی کہ تو شک خانہ
اور آلات حرب و ضرب کے سوائے کروڑ ہا روپے ہے پس حسب قرار مدار تمام میں حصہ مساوی
ہونا چاہئے اگر وہ کہیں کہ ہماری جمعیت زیادہ ہے اور جمعیت سرکار کم ہے اسی نسبت سے میں
دیتا ہوں تو یہی کہنا چاہئے کہ پھر مساوی شراکت کہاں رہی اور خلافت نوشت و خواند عمل ہوا۔
پس اس میں کمپنی کی کس قدر بدنامی ہوگی۔ ہرگز مبلغ مذکور کے لینے کو قبول نہ کریں.....“

ان امور کی نسبت حسبِ نشاءِ ارسطو جاہِ استبداد کرنے پر انگریزی عہدہ داروں اور میرِ عالم میں اختلاف واقع ہو گیا اس کا اظہار گورنر جنرل ویلزی کے مراسلہ نشان (۲۳) مورخہ ۳۰ جون ۱۹۰۷ء کے مطالعے سے صاف طور پر ہوتا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

”باوجود برٹش گورنمنٹ اور میرے حسن سلوک کے میرِ عالم نے ہم دونوں (یعنی ویلزی اور برٹش گورنمنٹ) کے خلاف بے چینی پیدا کرنے کے لئے اپنی بے بنیاد شکایات کے ذریعے سے جو اس نے اعظم الامرا کو سرنگا پٹم سے لکھے ہیں ہر ایک کوشش کو عمل میں لایا ہے مجھے معتبر اطلاع ملی ہے کہ میرِ عالم کی اس روش کی وجہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ وہ سرنگا پٹم کی تقسیم عنیت میں کوئی ذاتی حصہ پانے سے محروم رہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنی ناقابلِ اندیشی سے اپنے آپ کو جنرل ہاریس کے حصہ کے مساوی کا متحق قرار دیتے ہیں اس ناداجبی دعوے سے انکار کئے جانے کی وجہ سے یہ بے چینی واقع ہوئی یہ طرزِ عمل ان کی شان سے بعید اور ان کے اقرار کے مغایر ہے اور برٹش گورنمنٹ کے جو عنایات ان پر رہے ہیں اس کے خلاف ہے اور آئندہ سے میرے خیال میں وہ بدگمانی سے دیکھے جانے کے قابل ہوں گے۔“

تقسیم ملک و مال میں جو امور غور طلب اور ناقابلِ تسلیم تھے ان کو اپنے آقا اور ان کے وزیر پر ظاہر کرنا ایک خیر خواہ ملازم ہونے کی حیثیت سے میرِ عالم کا فرض نہ تھا یہی انھوں نے کیا اور اپنی پیش نہ چلنے کی وجہ جو ذہنی تکلیف ویلزی کو ہوئی اس کا اظہار انھوں نے کیا اس لحاظ سے ان سے بھی کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ یہ البتہ ہم تسلیم نہیں کر سکتے کہ میرِ عالم نے انعام میں اپنا حصہ خاطر خواہ نہ پانے سے اعظم الامرا سے لگائی بجائی کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ

میر عالم اپنے کسی حق کی بنا پر ایسا دعویٰ نہیں کر سکتے تھے کہ انعام مجھے اتنا ہی ملے۔ البتہ ان کا فرض یہ تھا کہ ان کی طرف سے جن کے یہ وکیل یا نمکخوار تھے کوئی حجت یا مطالبہ کریں اس کے معنی یہ نہیں ہو سکتے کہ وہ اپنے لئے ایک مناسب حصہ طلب کر رہے تھے اور جو واقعات کہ اس موقع پر وہاں پیش آئے۔ یا آرہے تھے ان کا اپنے آقا پر ظاہر کرنا فرض اولین تھا تاکہ آئندہ کی دمنہ داریوں سے خلاصی پائیں اگر انھوں نے ایسا کیا تو یہ نہیں سمجھا جاسکتا کہ ان کی کچھنی کے خلاف بے چینی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد ویزلی نے لکھا ہے:-

”نظام اور اعظم الامرا کے اعمال بھی اسی قبیل سے ہیں میں اس سے زیادہ بک اور خارج از عقل کوئی اور امر نہیں پاتا جو انھوں نے ہماری اور نظام کے فوج سے اس کی بہادری اور محنت کے صلے اور انعام کے حقوق چھین لینے کے لئے کیا ہے۔ نظام کی فوج کیا باعتبار ائندہ اور کیا بلحاظ قابلیت اتنی ناقص اور کم تھی کہ کچھنی کے مثل نظام کا انعام قرار دینے میں بڑی نا انصافی ہوگی اس صورت میں ہماری فوج خاطر خواہ محنت اٹھانے کے باوجود اپنے موجب استغفادہ سے محروم رہے گی۔ نظام کے رسالے کو (جو بقاعدہ ہونے کی وجہ سے انتظام کے قابل نہیں) چھوڑ کر باقی فوج ہماری افواج کے ساتھ ساتھ حصہ پائے اس کے سوائے اور کوئی اصول اختیار نہیں کیا جاسکتا۔ نظام کے رسالے کی بات میر عالم کے ساتھ ایک تصفیہ ہوا تھا آیا میر عالم نے نظام کی پیدل افواج کو ان کے رقیب انعامی حصص سے محروم رکھا اور نظام کے ذاتی استعمال کے لئے اس کو محفوظ کر دیا یہ ایسا سوال ہے جس کے دریافت کرنے کی مجھے ضرورت نہیں اور نہ میں ایک ایسے معاملہ میں دخل دیکر برٹش گورنمنٹ کے اعمال کو دھتہ

لگانا چاہتا ہوں اگرچہ اس امر میں میرے انکار سے ہر مائیس کے ساتھ کے اتحاد کو نقصان پہنچے گا۔ میں اپنے اس خط کو نظام اور اعظم الامر اور مستقیم الدولہ کے رویہ اور زبان پر روشنی ڈالتے ہوئے ختم کرتا ہوں بڑا فحسوس ہے کہ میں ان کی حالیہ گفتگو کی اطلاعوں میں ایک ایسی ہوا پاتا ہوں جو ہمارے اور دربار حیدرآباد کے تعلقات کی مضبوطی کے لئے نہایت خطرناک ہے مستقیم الدولہ کی زبان سخت ناپسندیدہ ہے اور چونکہ وہ میرے عالم کے قریبی رشتہ دار ہیں اس لئے ان کے مرقبی اور قرابت دار کی (مطابقت انعام میں) ناکامیابی ان کی اس گستاخی اور جبرأت کا درپردہ باعث ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ مستقیم الدولہ نے جو زبان استعمال کی ہے اس کی نسبت قبل از قبل اعظم الامر مشورہ ہو چکا تھا۔ یہ صورت قابل زجر و توبیخ ہے میں چاہتا ہوں کہ تم مستقیم الدولہ سے میرے ان اقتدارات کا اظہار لو گے جو نظام نے مجھ کو قبل ازیں دلانے ہیں یہ فرد اقتدار جو میرے ہاتھوں میں دیکھی۔ بڑش گورنمنٹ کے اعلیٰ اقتدار کے نظر کرتے بالکل مہمل اور فضول ہے۔

سریرنگ پٹن کے قلع قمع کے بعد سے نظام نے دو دفعہ یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ میرے اُن مکمل اقتدارات میں ذرا بھی مداخلت نہیں کریں گے جو انھوں نے فتح میسور میں اپنے فوائد کی نسبت استعمال میں لانے کے لئے میرے سپرد کئے تھے میری خواہش ہے کہ تم بہت جلد مستقیم الدولہ کو اُن کی اس شوخ کلامی پر جو انھوں نے بڑش گورنمنٹ کے نسبت کی ہے بمیدان طریقہ پر بنیہ کریں اور اگر مزید سختی کی ضرورت ہو تو ان کو ان کے نیشن (الونس) سے محروم کر دیں اور ساتھ ہی تم دیوان کو

لے میرے عالم جنگ میسر کے لئے روانہ ہوئے تو یہاں رزڈیٹنٹ اور دیوان کے درمیان مستقیم الدولہ کیل مقرر ہوئے اور وہ غفران آب اور اسطو جاہ کے پاس میرے عالم کی طرف سے بھی نائب یا کیل تھے۔

اتنی تفصیل کے ساتھ جس سے مجھے واقف کیا گیا ہے یہ ظاہر کریں کہ آیا انھوں نے نوکروں کو ایسی ناجائز گستاخی اور بدکلامی کی اجازت دے رکھی ہے اس موقع پر عظیم الامرا کو ان فوائد کے آگاہ کرانا مناسب ہوگا۔ جو نظام گورنمنٹ نے گزشتہ سال برٹش طاقت سے اتحاد کی بدولت حاصل کئے ہیں چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں نظام کو اس مسلح اور باقاعدہ جماعت (فرنسیسی) کی بغاوت سے خلاصی دلائی گئی جو ان کی ریاست کے بچوں بیچ اس کی آزادی پر اثر ڈال رہی تھی۔ ان کے دشمن مرہٹوں کی مداخلت اگر بڑی قوت سے روکی گئی جن سے ان کی قوت کی تباہی ہو جاتی۔ ان کا نہایت ناممکن التیخ دشمن (ٹیپو سلطان) ان کے خزانہ پر کوئی مزید صرفہ ڈالے بغیر تباہ و تاراج کر دیا گیا اور اس دشمن کے عوض میں ایک ایسی قوت قائم کی گئی جو ان کے ساتھ متحد ہے اور جس سے ان کی ریاست کو بالکل یقینان ہے اس کے علاوہ انھوں (نظام) ملک کا ایک بڑا حصہ اور اس کا محصل اور فتح و شہرت اپنی فوج کے ذریعے حاصل کی ہے جس نے برٹش آفیسروں کے تحت جنگ میں اپنی خدمات بجالائے فی الجملہ انھوں (نظام) نلک پست حالت سے اپنے ملک میں اور بیرون نجات میں حقیقی قوت اور عزت اور نام حاصل کیا اور ہندوستان کے اور بادشاہوں میں ایک ذمی وقعت رتبہ پایا یہ سب برٹش طاقت کے ساتھ ان کے اتحاد کے نتائج ہیں جو بلا کسی کوشش اور محنت کے انھوں نے حاصل کئے ہیں ہے کہ یہ بھی کوئی احتیاط ہو کہ مال غنیمت پر نہ رائیسی کی عدم دست رسی (جو برٹش گورنمنٹ اس بناء پر جائز رکھی گئی تھی کہ مال غنیمت سے ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جائے جنھوں نے اس جنگ کے موقع پر اپنی جانوں کو خطرے میں ڈالا تھا) سے باوجود اتحاد سے اتنے فوائد

حاصل کرنے کے اپنے تعلقات کو خطرے میں ڈالنے کے درپے ہوئے۔“

اس سے صاف ظاہر ہے کہ عہد نامہ میں اور تقسیم ملک و مال میں جو کچھ نقایص اور کمزوریاں تھیں ان سب کا انکشاف میر عالم نے اپنے معروضہ میں بند گانعالی کو کیا اور انھوں نے اسطو جاہ کو اس کے خلاف حکام دے اور مستقیم الدولہ نے (جو اندون مابین اسطو جاہ اور رزڈینٹ کے وکیل تھے) اس کی اطلاع اور احکام رزڈینٹ کو پہنچائے جس کی خبر رزڈینٹ نے گورنر جنرل کو کی نتیجہ یہ نکلا کہ کشیدگیاں پیدا ہو گئیں اور بمصدق نزلہ بر اعضائے ضعیف گورنر جنرل میر عالم اور مستقیم الدولہ پر ٹوٹ پڑے اور یہیں سے اُن کو خیال پیدا ہوا کہ ان دونوں (میر عالم مستقیم الدولہ) کو ان کے خدائے علیحدہ کرنے کی کوشش کی جائے اس خط میں میر عالم کا مال غنیمت میں سے اپنے حصہ کے لئے کوئی خاص معیار قائم کرنا سمجھ میں نہیں آتا یہ التبتہ یقینی امر ہے کہ انھوں نے حسب ہدایت اسطو جاہ معاملہ تقسیم میں بعض امور پر استبداد کیا۔ اور مسئلہ تقسیم میں معاہدے کے خلاف امور پر ناراضی کا اظہار کرنا حقیقتاً واجب تھا۔ غنیمت کی تقسیم خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی اور ملک کے حصوں کی قرارداد ایسے امور نہیں تھے کہ نظر انداز کر دے جاتے اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی کہ انگریزی کمپنی ہر شریک جنگ کو اپنے یا اپنی مقرر کردہ کمیٹی کے زیر اہتمام مال غنیمت کی تقسیم کرتی اس کو کوئی حق نہ تھا کہ وہ نظام کے متعلقہ عہدہ داروں کو کوئی رقم انعام دیتی وہ متحدہ جماعت کے ایک فریق تھے اس لئے اہالیانِ کمپنی کو چاہئے تھا کہ مال غنیمت کی تقسیم باعتبار ارکان اتحاد مجموعی طور پر کرتے نہ کہ انفرادی طور پر اس تقسیم کے بعد ہر فریق اتحاد اپنے اپنے عہدہ داروں کو حسب مباح خود تقسیم کرتا یا اور کوئی انتظام کرتا بہر حال ویلزلی کا

یا اس کی کھینی کا یہ غلط اصول تھا کہ اس نے مال غنیمت کی تفصیلی تقسیم اپنی قیام کی ہوئی کھینی کے ذریعے خود کی اس موقع پر یہ بتانا بیجا نہیں ہے کہ مال غنیمت میں سے نظام کا نقدی حصہ اس کی حقیقی مقدار معلوم نہ ہو سکی سکندر جاہ کی تخت نشینی تک بھی ہمارے رئیس کو وصول نہیں ہوا اس کے ایک عرصہ بعد اس رقم میں سے بعض منہائیاں عمل میں آئیں اور باقی رقم ایصال ہوئی اس کے متعلق صاحب تاریخ رشید الدین خانی لکھتے ہیں :-

” (سکندر جاہ بہادر) اُن (ریڈنٹ سڈنہام) کے گھر تشریف لے گئے صاحب بہادر نے بہت تکلف سے ضیافت کی چنانچہ ذکر اس کا گزرا اور لاکھ روپے نشست گاہ کے گزرنے اور ایسا کہا کہ سات لاکھ روپے سرکار کے حصہ کے یا بتہ غنیمت سرریگ پٹن جو طرف سرکار کھینی کے بہادر تھے بطریق تحفہ ہدایاے یورپ وغیرہ بعد وضع ہونے اخراجات ضیافت ہذا ادا کئے جائیں گے چنانچہ من بعد بتدبیر کچھ کم چھ لاکھ روپے کے اشیاء واجناس ولایتی گزرا اور روے سب مجرعی و محسوب ہوئے۔“

ہم کو اس کی صحت کے تسلیم کرنے میں عذر ہے اس وجہ سے کہ اس کی تصدیق کسی اور تاریخ سے نہیں ہوتی قیاس کا تقاضا یہی ہے کہ انگریزی کھینی اتنی سبکی اور تنگ خیالی تو اس میں اختیار نہیں کی ہوگی۔ ممکن ہے کہ حالات ملک کے نظر کرتے ریڈنٹ نے خود ایسا کیا ہو بہر حال تفصیلی تقسیم غنیمت ملک میں جو غلطی ویزلی کی طرف سے ہوئی تھی اس کو نباہنے کی خاطر

لحہ یہ ایک رسم جو وہ یہ کہ جب کوئی پادشاہ کو دعوت دینے کے لئے گھربلائے تو نقد ایک لاکھ پوکیا جو بڑہ سجاتخت شاہی بناراس پادشاہ کو بٹلاتے اور بعد بخت وہ روپے خیرات کرتے جاتے ہیں سہاگل لشدہ صفت بن خلد لشدہ ملک نے بنظر اصلاح اس بے معنی رسم کو ترک کر دانا ہے ۱۱

میر عالم کے خلاف مارکونٹس ویلزلی نے زور دیا اس خط کا نتیجہ یہ نکلا کہ میر عالم اس واقعہ کے ایک سال بعد اپنی خدمات سے سبکدوش کر دے گئے اور ان کو اپنی جاگیر میں رہنے کا حکم ہو گیا اس سلسلہ کے بعد کے واقعات جو میر عالم اور ویلزلی کی کشیدگی سے متعلق ہیں صاف ظاہر نہیں ہوتے ہمارے فارسی مورخین نے تو اس کا کوئی ذکر بھی نہیں کیا ہے بلکہ وہ میر عالم کی علیحدگی اور سکونت جاگیر کے واقعہ کو ایک اور واقعہ کا باعث قرار دیتے ہیں جو یہ ہے:-

کرک پیٹرک اور خیر النساء کی شادی اور اس کا مقدمہ

جمیس انچیس کرک پیٹرک اپنی حیدر آباد کی رزیدنسی کے زمانہ میں اپنی راتیں ایک مکان میں (جو رزیدنسی کے سرکاری مکان کے

قریب واقع تھا) گزارتے تھے جن میں ان کی ایک مدخولہ رہتی تھی اس گھر میں عاقل الدولہ کی نواسی خیر النساء یکم بھی (جو مہدی یا رخاں اور شرف النساء یکم کی لڑکی تھی) آیا اور رہا کرتی تھی یہ لڑکی میر عالم کے رشتہ میں بھی ہوتی تھی۔ سو اتفاق سے کرک پیٹرک کے ساتھ اس کا تعلق ہو گیا۔ اور اور اس کی لکچرپی اس لڑکی سے زیادہ ہو گئی اور جب بات پھوٹ گئی تو انھوں نے اس لڑکی کو اپنے مکان رزیدنسی میں حائل کر لیا اور اس کی رہائش کے لئے رزیدنسی کا رنگ محل تعمیر کیا اور اسلامی ہندوستانی رسم و رواج کے موافق اپنے تعلقات کو باضابطہ بنالیا اس واقعہ تعلقات سے ایک عام بچہ پیدا ہوا اسطو جاہ نے یہ کیفیت میر عالم کو لکھی جو اس زمانہ میں ممالک مفتوحہ سیور کے بندوبست میں حسب الحکم بندگان عالی مصروف تھے اور بلحاظ اس کے کلام سفارت انھیں کے تفویض تھا ان کو اسطو جاہ نے حکم دیا کہ خیر النساء کے اغوا کا الزام کرک پیٹرک پر لگا کر گورنر جنرل سے ان کی نرا کے لئے تحریک کریں بمقتال امر میر عالم نے سارا واقعہ منجمن

لارڈ صاحب کو لکھ بھیجا اور اپنے مراسلہ میں اس واقعہ سے خود کرک پیاٹرک اور گورنمنٹ کے حق میں جن بڑے نتائج کے پیدا ہونے کا امکان تھا سب ظاہر کر دیا اس پر گورنر جنرل ویلزلی نے کپتان جان ملکم کو بطور کسٹرن تحقیقات مقدمہ کے لئے مقرر کیا اور اس کو حکم دیا گیا کہ بعد تحقیقات اگر مقدمہ ثابت ہو تو کرک پیاٹرک کو برطرف کر دے جان ملکم بنگالہ سے براہ جہاز مچھلی بندر پر اترا اس کمیشن کی اطلاع خانگی طور پر کرک پیاٹرک کو قبل از قبل ہو چکی تھی۔ اس نے اسطور جاہ کے درخواست کر کے اپنی خلاصی کے لئے اس لڑکی کی مال شرف النساء بیگم سے ایک درخواست حاصل کی جس میں اس نے یہ بیان کیا کہ اس نے اپنی خوشی سے کرک پیاٹرک کے ساتھ لڑکی کی شادی کر دی ہے۔ کرک پیاٹرک نے اس درخواست کو اپنی بریت کا پروانہ بنایا اور اپنی خاص فوج کے کمانڈان کپتان ہنگ کو جان ملکم کے مچھلی بندر پہنچنے کے قبل خط دیکر بھیج دیا جس میں اس نے واقعہ کی صورت حال بتا دی اور یہ لکھا کہ یہاں آکر آپ میری نسبت تحقیقات کریں گے تو اس میں میری سبکی ہوگی جان ملکم اس تحریر کی بنا پر بلا مزید تحقیقات واپس ہو گیا۔ اس واقعہ سے میرے عالم اور کرک پیاٹرک میں باہمی کشیدگی ہو گئی وہ کرک پیاٹرک سے اس وجہ سے کشیدہ ہو گئے تھے کہ جس لڑکی سے اس نے تعلق پیدا کیا وہ ان کے عزیزوں میں سے تھی اور کرک پیاٹرک ان اس وجہ سے مخالف ہو گئے تھے کہ انھوں نے گورنر جنرل کے پاس اس کی خاطر خواہ شکایت کر دی تھی۔ لیکن مکھن لال اپنی تیاری میں لکھتے ہیں کہ رزیڈنٹ اور میرے عالم میں جو باہمی غنا پیدا ہوا اس کے باعث مستقیم الد ولیہیں کہ انھوں نے اپنی خفت عقل سے ایسے امور کا بے موقع اظہار کیا

۱۔ یہ دی جان ملکم ہے جو کچھ ہی عرصہ قبل جمیں پاپیس کرک پیاٹرک حشمت جنگ کا مددگار وکیل رہ چکا تھا ۱۲

جن سے جانین میں کشیدگی ہوگئی دراصل واقعہ یہ ہے کہ میر عالم کے خلاف تقسیم ملک کے مال میوہ کی
بابت پہلے سے مواد تیار تھا اب یہ واقعہ اور سونے پر سہاگہ ہو گیا۔

خدمت سے عرصہ الم کی | ارسطو جاہ سے بالا بالا یہ تصفیہ ہو گیا کہ میر عالم خدمت سفارت سے
علحدگی اور ان کا انزوا الگ کر دئے جائیں اور خدمت سفارت دیوانی کی خدمت میں

ضم کر دیجائے جس کو تسلیم کر لینے میں خود ارسطو جاہ کا بھی فائدہ تھا میر عالم میوہ کی چوتھی جنگ کی
فتح کے بعد جب ملک کے اسناد اور مال لیکر حیدر آباد لوٹے ہیں تو بندگان عالی نے امر کو ان کے
استقبال کے لئے بھیجا اور ایک خاصہ کا ہاتھی میر عالم کی سواری کے لئے ان کے ساتھ کیا اور
ان کے یہاں آنے کے بعد ہی ان کو حکم ہوا کہ مالک مفتوحہ کر پیہ، کچی کوٹ، سدھوٹ بلاری
وغیرہ کے انتظام و بندوبست کے لئے جائیں ان اعزاز کی وجہ سے اور امر کی نظروں میں یہ
کھٹکنے لگ گئے تھے اور ممکن ہے کہ ارسطو جاہ کو بھی یہ خیال ہوا ہو کہ ہیں یہ دیوان نہ ہو جائیں
ان امور کے اعتبار سے میر عالم کے خلاف اس زمانے کے درباریوں کا ایک ایک حربہ
بھی بندگان عالی کے دل کو پٹانے کے لئے کافی تھا بہر حال حسب قرار داد میر عالم خدمت
سفارت سے الگ کر دیئے گئے اور سفارت دیوانی میں ضم ہو گئی۔ لیکن ارسطو جاہ نے اپنے
حزم و احتیاط کو اس قدر کام میں لایا کہ خدمت کی علحدگی کے بعد انھوں نے مناسب نہیں خیال
کیا کہ میر عالم کھلے بندوں چھوڑ دئے جائیں اور ان کے لئے یہ حکم حاصل کیا کہ وہ قلعہ رورور
میں قیام گزریں رہیں تاکہ ان کا دائرہ ملاقات نہایت محدود ہو جائے میر عالم کی علحدگی کی جو
میر عبد اللطیف شوستری نے یہ بیان کی ہے کہ ارسطو جاہ نے بندگان عالی کے پاس انتظام

امور کلیات پیش کر کے اور یہ ظاہر کر کے کہ میر عالم انگریزوں کے ساتھ ساخت باخت رکھتے ہیں ان کو خدمت سے علیحدہ کرنے کی منظوری حاصل کر لی مکن ہے کہ ارسطو جاہ نے غفران مآب سے یہی عرض کر کے ان کی علیحدگی کا حکم لیا ہو اس واسطے کہ غفران مآب کو میر عالم سے وقتاً بگمان کرنے کے لئے اس سے زیادہ کارگر کوئی اور حیلہ ہو نہیں سکتا تھا جب حشمت جنگ ارسطو جاہ کے ممنون ہو گئے اور ان کو یہ علم ہو گیا کہ ان کے اور میر عالم کے تعلقات کشیدہ ہو گئے ہیں کچھ تو اپنے تعلقات ارسطو جاہ کے ساتھ بڑھانے کی خاطر اور کچھ میر عالم سے اپنی ذاتی عداوت اور بغض نکالنے کے لئے ارسطو جاہ کو یہ باور کرایا کہ فتح سررنگ پٹن میں بہت سارے جواہرات جو نظام کے حصے میں آئے تھے میر عالم نے ان کو سرکاریں داخل نہ کر کے آپ بچالیا ہے اس واقعہ کے علم کے بعد انہوں نے میر عالم کے فرزند میر دوران سے ان جواہرات کا مطالبہ شروع کیا اور ان کے پاس چوبدا متعین کر دئے کہ کسی صورت میں دوران سے جواہر وصول کریں۔

میر دوران نے مطالبے اور تقاضے سے تنگ آ کر کلام پاک کی قسم کھا کر کہہ دیا کہ میں نہیں جانتا کہ وہ جواہرات کیسے ہیں اور کس کے پاس ہیں اس سے میر دوران کو اس قدر کوفت ہوئی کہ وہ غیرت غیرت میں گھلنے لگ گئے حتیٰ کہ ۱۲۱۶ء میں ۸۰۲ھ میں قضا کی۔ میر عالم نے وہ جواہرات دراصل مستقیم الدولہ کے حوالے کئے تھے مستقیم الدولہ میر عالم کی طرف سے ارسطو جاہ کے پاس نائب اور کیل نئے ان سے جواہرات کے متعلق پوچھا گیا تو بڑے ہی وثوق سے انھوں نے کہا کہ وہ جواہر میر عالم کے خانہ امان غلام نبی خاں کے پاس امانت میں اس اتہام پر اس بیچا کا گھر ارسطو جاہ کے ہاتھوں تباہ اور برباد ہو گیا مگر جواہر نہ بکے آخر مستقیم الدولہ یہ کہہ کر گول ہو گئے

کہ غلام نبی خان نے ان کو بچا لیا ہے میرا عالم کی خلاصی کے لئے مستقیم الدولہ اکثر شغراں مآب اور اسطوجاہ سے عرض معروض کرتے رہتے تھے آخر ان کی طرف سے ان کی علالت مزاج کے عذر کو پیش کر کے بلدے سے قریب آرہنے کی اجازت جاہمی ستقیم الدولہ کی یہ درخواست پذیرا ہوئی اور میرا عالم کو اجازت ملی کہ وہ اپنی جاگیر ناگل پٹی (واقع عقب گوکنڈہ) میں آ رہیں اور ان کی حفاظت و نگہبانی کے لئے دو سو سوار اور جوان اور ہر کارے وہاں متعین کر دئے گئے یہاں آنے کے بعد ایک رات میرا عالم کے گھر کو آگ لگ گئی اور سارا اثاثہ جل گیا۔ غنیمت یہ کہ جانیں بچ گئیں۔ اس سے میرا عالم اور متاثر ہوئے اور ضعف و نقاہت اور بڑھ گئی محمد فیض اللہ خزانہ رسول خانی کا بیان ہے کہ میرا عالم نے کئی معروضے اسطوجاہ کی زندگی میں بند گاغالی کے ملاحظہ میں اپنے نائب کے ذریعہ گزرائے جن کے بعض مضامین کی نقل اُس نے میرا عالم کی زبان ان الفاظ میں کی ہے:-

”ایں غلام (میرا عالم) بوقت مراجعت از سفر سرریگ پٹن باشلخ الارکان سرکار کچینی والا نشان بہ اقبال ابداتصال سرکار دولت مدار ابد پائدار بہ آئیں بہین بانواع واقسام شرط مکھوارگی جناب خداوند نعمت طوریکہ بجا آوردہ و جناتقی سی منطاہرنیکوروشن کہ بچا پوسی تمام درخواست سطح سلطان نگر برائے تیاری سکا چھاؤنی مفرد مناسب خود بسیار می خواست و در جلدوی پروانگی سطح مذکور بہت روپیہ مذربلا زمان حضور پُر نور قبول کردہ بودند غلام مانع گشتہ بہ آہنا فہمائید کہ در اسخ القولی عہدیہ فیما بین سرکارین فرق آید ہرچہ کہ دفعات عہد نامہ بقید قلم

آوردہ اندوچہ حال وچہ آئندہ باہدگیر ہر دوسرے کا عظمیٰ استقرار و استمرار آوردہ
بدآں موجب طرفین ہر دودو تین عمل نمایندہیں تقریر یہ آں سمت توقف قابل
بعل آمدہ پس تر غلام تید خاں (ارسطو جاہ) برائے تیاری مکانات چھاؤنی
و مقرومناس انگریز بہادر از حضور پرواگی دہانیدہ سرفراز کنائندہ۔“

اس کے بعد اپنی بیماری کا اظہار حال اور احسانات بندگان عالی کا شکریہ ادا کر کے اپنی
رسدگاری کی استدعا کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چھاؤنی کا مقام میر عالم کے نشاء کے
خلاف تجویز ہوا اور ممکن ہے کہ ارسطو جاہ نے آٹھ لاکھ کے نذرانہ کے توقع میں اس کی اجازت
دلا دی ہو اس امر میں میر عالم سراسر معقولیت پر تھے بہر حال مستقیم الدولہ نے آخر مرتبہ شہرت جنگ کو
اپنا شریک کر کے معروضہ کیا کہ میر عالم کو بلدے میں اپنے گھر آ رہنے کی اجازت مرحمت ہو جس پر
اجازت ملی۔ مگر گھر پر سرکاری پہرے چوکی کا حکم ہوا اور یہ تاکید تھی کہ میر عالم کسی سے نہ ملیں یہاں
تو اپنے گھر میں رہیں اور میں تو میر مومن کے دائرے میں دفن ہوں۔

سبھی ڈی اے رسی سٹم کی تقسیم میسور کے زمانے میں مارکوئیس ونگٹن نے ہندوستان
تقریباً اس میں شرکت نظام کی دیسی ریاستوں کو اپنے قبضہ قدرت میں لانے کیلئے ایک آئین نافذ
کیا جس کا نام سبھی ڈی اے رسی سٹم تھا اس میں مرہٹے شریک نہیں ہوئے اور انھوں نے گورنر جنرل
کو صاف جواب دیدیا کہ ہمیں اسکی ضرورت نہیں اس پر انگریزوں کو شبہ ہو کہ وہ کمپنی کے
مخالف ہیں اور یقیناً جنگ کریں گے نظام نے اس کو بلا رد و قبح قبول کیا۔

سبھی ڈی اے۔ رسی سٹم ایک آئین کا نام ہے جس کا اصول یہ تھا کہ ہندوستان کی

دیسی ریاستیں ایک دوسرے سے بے تعلق ہونے کی وجہ سے ہر وقت اپنی قریبی ریاست کے
 غیر مطمئن رہتی تھیں اور خواہش رکھتی تھیں کہ ہمسایہ سلطنت کو دبا لیں۔ اس سے انگریزی کمپنی نے
 اپنے فائدے کی ٹھیرائی اور ان کے اخراجات سے فوجیں قائم کیں تاکہ وقت ضرورت وہ افواج ان
 دیسی ریاستوں کے بھی اسی طرح کام آئیں جس طرح کہ خود کمپنی کے کام آسکتی تھیں
 اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کسی مزید صرفہ کو برداشت کئے بغیر انگریزی کمپنی کی فوجی تعداد بہت زیادہ
 ہو گئی اور اس طرح دیسی ریاستوں کی فوجی طاقت کو اپنے قابو میں کر لیا اور انہیں افواج کے ذریعے
 ایک ایک دیسی ریاست کو ان کی خود مختارہ حیثیت سے خارج کر کے اپنے زیر اثر لایا۔ فرینچ
 ایسٹ انڈیا کمپنی کے ابتدائی طرز عمل سے (جو اس نے کرناٹک کے اور خود حیدر آباد کے معائنات
 میں کیا تھا) انگریزی کمپنی نے اس اصول کا استعرا کیا اس طریقہ سے اپنی فوقیت کے قایم کرنے کا
 یہ دستور نکال لیا کہ معاہدہ ملازمت فوج کو معاہدہ اتحاد کی صورت میں طے کر کے بعض ایسے
 شرائط کا انہیں لزوم قرار دیا جن سے معاہدہ کرنے والی دیسی ریاست کے خارجی تعلقات
 انگریزی کمپنی کی صوابدید کے تحت آئیں اس کو سرکار نظام میں پیش کیا گیا تو ان کے کارواں
 وزیرار سطوحاہ نے کسی دوراندیشی کے بغیر اس کو قابل تسلیم تصور کر کے اس میں شرکت کے لئے
 بند گانعالی کی منظوری حاصل کر لی چنانچہ اس کے تحت سنہ ۱۷۵۷ء میں ایک عہد نامہ
 مابین نظام و کمپنی طے ہوا جس کے شرائط یہ تھے دو ملپٹن ایک جمنٹ معہ توپخانہ و لوازمہ
 موجودہ فوج میں اضافہ ہو (اس اضافہ سے فوج کی جملہ تعداد آٹھ ملپٹن معہ آٹھ ہزار بندہ و دو
 یعنی ایک ہزار سوار معہ لوازمہ توپخانہ ہو گئی) اور اس کی نحوہ میں وہ علاقے جو نظام کو میسر

۲۰۷ء ۹۲ء اور ۲۱۴ء ۹۹ء میں ملے تھے انگریزی کے سپرد کئے جائیں اور حد کثیر جنوب میں دریائے تنگ بھدر اور کرشنا قرار دی جائے اور بلجاٹاس کے کہ اضلاع مذکورہ کی سالانہ آمدنی اس رقم سے کم شخص ہوئی ہے جو اس فوج کے لئے درکار ہوگی کمپنی نے قرار کیا کہ اس کا محاصل اخراجات فوج کے برابر ہو یا نہ ہو وہ اس کے متعلق کوئی مزید مطالبہ سرکار نظام سے نہیں کریگی۔ اسی سن میں محمد وفادار خاں شمشیر جنگ اعتقاد اللہ و شمشیر الملک کے باغ میں رزمیہ کمانڈ کی بنیاد پڑی اس کی تعمیر کا خرچ نظام پر پڑا صاحب یتیمہ العالم نے اس کا اندازہ برآورد و لاکھ روپیہ بتایا۔

۲۱۸ء ۸۰۳ء میں نظام علی خاں بہادر کا سفر آخرت ہوا غفران باب کی رحلت کے ساتھ ہی ارسطو جاہ نے باتفاق رائے شہت جنگ انگریزی افواج میں سے ایک لکھ سرکردہ ولایتی اور دوسو جوانوں کو ڈیوڑھی مبارک پر اور ہر اک مرشد زادہ کے محل پر متعین کر دیا تاکہ سکندر جاہ کی مسند نشینی میں کوئی فتنہ و فساد برپا نہ ہو۔ اس کی وجہ جس پر ہم نے قبل اسے روشنی ڈالی۔ یہ ہو کہ ارسطو جاہ لارڈ صاحب سے سکندر جاہ کی تخت نشینی میں تائید کے متمنی تھے اور لارڈ صاحب نے اسی بنا پر چند شرائط سکندر جاہ کے لئے پیش کئے تھے جن کے قبول کرنے پر انہوں نے انکی تخت نشینی کی تائید کا وعدہ کیا تھا اس کے بعد سکندر جاہ کی تخت نشینی کی رسم ادا ہوئی مگر انگریزی فوج کے پہرے اس کے بعد بھی ایک عرصہ تک قائم رہے۔

میر علی گرام کی یونیورسٹی

۲۸ محرم ۱۲۱۹ھ میں ۱۸۰۳ء کو ارسطو جاہ کا انتقال ہوا ان کے بعد یونیورسٹی کے تقرر کا مسئلہ زیر غور ہوا دو ماہ تک تقریر ملتوی رکھ کر سکندر جاہ نے راجہ راجندر گھوٹم راؤ سے جو اندونو پٹیکار کی خدمت انجام دیتے تھے امور سلطنت کا اجر کیا آخر خود بدولت نے میر علی گرام کو اس خدمت کے لئے انتخاب کیا عام نظروں میں بظاہر میر علی گرام کی ایک عرصہ کی نظر بندی اس قابل نہ تھی کہ اس سے رہائی دلا کر ان کو اس اعلیٰ خدمت سے سرفراز کیا جاتا لیکن باوجود اس کے سکندر جاہ بہادر کی نظر میر علی گرام ہی پر جو پڑی اس کے بھی اسباب میں جن میں سے ایک سبب یہ تھا کہ ان دنوں ریاست کے اندرونی معاملات سے زیادہ بیرونی معاملات میں اہمیت تھی اور بیرونی میں بھی خصوصاً انگریز کچھنی سے۔ اس کچھنی نے ان دنوں ریاست کے اندرونی معاملات میں دخل دہی کی ابتدا کر کے ہماری ریاست کی خود مختاریت کو متاثر کرنا شروع کر دیا تھا اس کو محسوس کر کے سکندر جاہ یہ چاہتے تھے کہ کسی ایسے شخص کو اپنا مددگار ملے جس میں جو انگریزی کچھنی اور ریاست نظام کے باہمی تعلقات

ملے یہ ہمنمت راؤ زاردار مددگار چاری کے لئے تھے راجہ رائے ریاں کے پاس ملازم تھے رائے ریاں کے انتقال کے بعد راجہ شامراج کے راج میں دخل پایا اور ان کی طرف سے پونہ کی وکالت پر مقرر ہوئے جب ارسطو جاہ پونہ میں نظر بند تھے تو انکی خلاصی میں انہوں نے بڑی مدد دی اور اس کے صلیب میں جب ارسطو جاہ حیدر آباد واپس آئے تو ان کو پٹیکاری کی خدمت پر برسرِ ملازمتی اور کچھری کی جاگیر عطا ہوئی اور انگریزی کچھنی سے ان کے نام دو ہزار ماہوار مقرر تھی (جب بیان کھولال) لیکن یہ معلوم نہیں تھا کہ ان کو انگریزی کچھنی سے تنخواہ کیوں یا کس صلیب میں مقرر تھی ارسطو جاہ کے انتقال کے بعد یہ خدمت سے الگ ہوئے اور ۱۲۲۲ء میں انتقال کیا۔

ابتدا سے اس وقت تک تفصیلی مطالعہ کیا ہوا ہوتا کہ اس کے معلومات سے ریاست فائدہ حاصل کرے اور دوسرا سبب یہ تھا کہ میر عالم انگریزی عہدہ داروں کے کہے سننے پر اپنی خدمت سے علیحدہ کئے گئے تھے اس لئے سکندر جاہ کو خیال ہوا کہ ان کو انگریزی کمپنی سے حق مخالفت پیدا ہو گیا ہے پس ریاست کے معاملات میں جو کچھ بھی وہ کریں گے اپنے مفید ہو گا نہ کہ انگریزی کمپنی کے۔ لیکن باوجود ان امور کے سکندر جاہ کو میر عالم کے تقرر کی نسبت قطعی فیصلہ کرنے میں شش و پنج تھا اس لئے انھوں نے مناسب خیال کیا کہ کسی سے مشورہ کیا جائے چنانچہ انہوں نے اپنے اس خیال کا اظہار کر کے ۲ ربیع الاول ۱۲۱۹ء مطابق ۱۱ جون ۱۸۰۴ء کو اپنے پیچھے بھائی ممتاز الامرا سے جو اس زمانے میں کلیانی میں مقیم تھے استشارہ کیا اور اودھ گورنر جنرل کو لکھ بھیجا کہ ہم نے عہدہ دیوانی پر میر عالم کا تقرر کر دیا اس کی نسبت ممتاز الامرا نے جو رائے ظاہر کی بلفظہ درج ذیل ہے:-

”اسلوب مزاج بہادر موصوف (میر عالم) اگر بہ سمت دولت خواہی حضور پر نور حرام گذاشت محالات کڑپہ وغیرہ داخل سرکار عالی کردہ بند و بست کلیات بہ اس طور ظہور کند کہ گاہے سرکردہ کمپنی انگریز بہادر پاز گلیم عہدہ یہ خود در کسے دراز نکند و موافق سررشتہ قدیم

لے منفرت آب حضرت آصف جاہ اول کی صاحبزادی مکرمہ بانو بیگم صاحبہ معروف بانی بیگم میر کلاخان سے منو بختیں جب کہ وزیر ممتاز الامرا تھے اور بات جنگ کی صاحبزادی نجاتا دیو بیگم ان سے منو بختیں انھوں نے شیو سلطان سے نسبت قیام اتحاد و امتیصال کمپنی انگریزی کوئی خط و کتابت کی تھی جب میسور فتح اور شیو سلطان شہید ہوئے اور ان کی ریاست کے خزاں و دو فائن انگریزی کمپنی کے ہاتھ آئے تو ان کا ایک خط شیو سلطان کے پاس سے نکلا جس کو انگریزی کمپنی نے کرک پیا رنگ کے ذریعے غفران مانگے ملاحظہ فرمائیں کہ کہہ کہ یہ آپ ہی کے ایما سے لکھا گیا ہو گا حضرت خلافت واقعہ اقرار تو کر نہیں سکتے تھے انکار کے بعد ممتاز الامرا کو اصل خطا بلے سو کلیانی میں روداد کر دیا۔ جہاں وہ آخر عمر تک رہے اس زمانے کی پالیسی سے خوب واقف تھے لیکن انگریزی کمپنی کے رونق خیالات انہیں رکھتے تھے

دریک جہتی و یکملی موجب قرار داد باندگا ہے حرف زیادہ طلبی و ریش حضور پر نور گزارش
نخواہند کرد خدا نخواستہ بنظر کوتاہ اندیشی و خام طبعی و کفایت شعاری شرکائے دولت را
در حاشیہ خیال راہ دہداتری سپاہ و ویرانی ممالک محروسہ روز بروز افزوں شود۔

(خزانہ رسول خانی مصنفہ محمد فیض اللہ فضل علی خا)

ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ممتاز الامراء میر عالم سے مطمئن نہیں تھے اسی لئے انہوں
نے شرطیہ جملہ ”اسلوب مزاج بہادر موصوف اگر بہ سمت دولت خواہی حضور پر نور خرام کند“
استعمال کیا۔ ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ ٹیپو سلطان سے ممتاز الامراء کی خط و کتابت کی
اطلاع کے بعد ہی ممتاز الامراء بلدے سے کلیانی بھیج دئے گئے تھے چونکہ میر عالم انگریزی کھینی
اور سرکار نظام کے مابین سیفرتھے اور یہ اطلاع علاؤہ انگریزی سے ملی تھی اس لئے وہ انہیں کو اس کا
بانی مبانی تصور کرتے ہوں بہر حال باوجود مخالفت میر عالم کو خدمت دیوانی کے اہل تصور کرنا
اس امر کی بین دلیل ہے کہ ان کی قابلیت اور لیاقت اور خوبی ان کے مخالفین کو بھی مجبور
کرتی تھی کہ میر عالم کو مان لیں۔ ممتاز الامراء کو ان سے اطمینان نہیں تھا اسی لئے انہوں نے
اپنی رائے میں شرط بھی لگا دی تاکہ آئندہ انتخاب کی نسبت کوئی ذمہ داری ان پر عاید نہ ہو۔
ادھر سے گورنر جنرل نے بھی سکندر جاہ بہادر کے خط کے جواب میں میر عالم کے تقرر کی
نسبت اپنے خط مورخہ یکم اگست ۱۸۵۷ء میں اظہار پسندیدگی کیا اور جن امور کی بنا پر انہوں نے
ان کو پسند کیا ہے وہ ان کے خط کی عبارت ذیل سے واضح ہوگا۔

”و نیز ما سوائے قوت ادراک کلی و جزئی امور ہر یک سررشتہ میر صاحب و صوف را

خصوصیت دیگر این است کہ در نظم و نسق و تثبیت کارہائے آں سرکار کس گافی و تجربہ وافی حاصل دارند و مدارج عقیدت میر صاحب موصوف نسبت بہ خاندان عالی شان آں والا قدر و واقفیت میر صاحب موصوف نسبت بہ صواب و غیر صواب امور سرکار آں والا قدر و اصول و فروع سررشتہ واقفیت و اتحا و قیامین دولتین در اثنائے خدمت گزاری ہائے کہ از قدیم الایام و عہدہ ہائے متفرقہ زیر فرمان والد ماجد مرحوم و معذور آں والا قدر بعمل آورده بہ پایہ ثبوت رسیدہ و معلوم آں والا قدر است کہ بذریعہ ملاقات و مطارحات صورتی نہایت راقاب ہائے استدراک کیفیت عقل و دانائی و اوصاف و اطوار میر صاحب موصوف نسبت دادہ بود و نظر بر مراتب حسن ظن آنچہ در باب لیاقت و قابلیت و اوصاف میر صاحب موصوف بردل نیازمند نقوش است از تقریر میر صاحب موصوف بچہ مدارالمہامی سرکار آل علیشا خاطر نیازمند در باب سود و بہبود و سرسبزی ریاست آں والا قدر و ترقی نواید اتحاد و دولتین بوجہ احسن مطمئن گردید۔

حمازا الامر اور ویزلی کے خطوط کو پڑھنے کے بعد میر عالم کی خوش اقبالی کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہی اشخاص جو میر عالم سے صاف نہیں ان کے تقرر سے اتفاق کرتے ہیں آخر ان کے بعد ربیع الثانی ۱۲۹۱ھ ۱۳ جولائی ۱۸۷۸ء کو مغفرت منزل سکندرجاہ نے میر عالم کو غلجہ و قلعیدان وزارت سے سرفراز فرمایا صاحب گازار آصفیہ کا بیان ہے کہ بخشی بیگ صاحبہ اور ہتھیت النسا بیگم عرف بی بی صاحبہ کی سفارش پر اعلیٰ حضرت نے میر عالم کو گوشہ گزینی سے بخشہ بخشی بیگم صاحبہ حضرت مغفرت منزل سکندرجاہ کی علاقائی اور ہتھیت النسا بیگم صاحبہ حقیقی والدہ تھیں۔

رہائی دلا کر خلعت دیوانی سے سرفراز فرمایا ممکن ہے کہ انھوں نے بھی توجہ دلائی ہو اور خوشگ
کرک پیارٹرک کی مخالفت کے باوجود انگریزی کمپنی نے بھی ان کی دیوانی کے لئے سفارش جمکی
اس کے وجوہ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ میر عالم کے مخالفین نے ان کی دیوانی کے لئے
تحریک یا سفارش کیوں کی ہمارا خیال یہ ہے کہ ریاست حیدرآباد سے تعلق رکھنے والوں نے
جوان کا انتخاب کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ چونکہ انگریزی تعلقات اور ان کے اعمال سے میر عالم
اس زمانہ سے واقف تھے جب سے کہ وہ ابتداً سفیر تھے اور اب ایسے زمانے میں جبکہ کرار ان
شمالی انگریزوں کے تصرف میں جا چکے تھے اور مقبوضات حالیہ جو میسور سے ملے تھے ان پر
کمپنی کا قبضہ ہو چکا تھا اور اوسط چاہ کی عنایت اور لارڈ ویلزلی کی کرم فرمائی سے انگریزی افواج
کے وہ پہرے جو حضوری ڈیوڑھی اور صاحبزادوں کے محلوں پر قائم ہوئے تھے تاحال اٹھا
نہیں گئے تھے اور ان پہروں کا وجود ہر ایک کی آنکھ میں کھٹکاتا رہتا تھا۔ ایک ایسے شخص کے
دیوان ہونے کی ضرورت سمجھی جاتی تھی جو انگریزی تعلقات سے واقف ہو اور ان پر اتنا اثر
رکھتا ہو کہ ڈیوڑھیوں سے فوراً پہرے اٹھا دے اور مقبوضات کا کوئی حسب وخواہ تصفیہ کرے
اس غرض کے لئے میر عالم سے بہتر کسی اور کا ملنا ممکن نہ تھا اس لئے اہل ریاست کی طرف سے
ان کا نام منتخب ہوا اور انگریزی کمپنی کی طرف سے ان کا نام پیش ہونے کی وجہ
یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ انگریز میر عالم سے ایک عرصہ سے واقف رہ چکے تھے اور
جانتے تھے کہ وہ ایک گوشہ گمنامی میں پڑے ہوئے ہیں اس پر سے ان کو
خیال ہوا کہ اگر ایسے شخص کو میدان میں برسر کار لایا جائے تو توقع ہے کہ آئندہ سرکار

برادر کیشور اؤرا پنچدر کیل راجہ راگھوجی بھونسلمہ بدستور گذشتہ بحال گردیدہ راومغزور نوکرمی
سرکار حاضر ماند۔

دوم خدمت سر سیمکی جولی ایلمچور کیشور اؤرا پنچدر مرحمت شود۔

سوم اگنیش نیڈت کہ در جواب وسوال تہ نامہ گاویل مصدر خدمات شدہ یکویہ
بطور جاگیر در صوبہ پیر از سرکار غنایت گردو۔

چہارم موضع وانی گانوبا وجود تاکیدات راجہ ہیت رام محمد صلابت خاں بہادر تما
حال واگداشت نکرده اند احکام مموکہ اصداریا بدکہ موضع مذکور را بلا توقف واگداشتہ آنچه از نو
ثبت شدن تہ نامہ گاویل تحصیل موضع مسطور تبصرہ آورده باشند بحسبہ حوالہ سازند۔

پنجم موضع پنج باوصف تقیدات راجہ ہیت رام شاہ باقر حسین بعلت تنخواہ سہندی
منی گذارند احکام بتقید تمام ورویا بدکہ فی الفور موضع مذکور راعی آنچه از وقت ثبت شدن تہ
محل مذکور تبصرہ آورده اند بے کم وکاست حوالہ نمایند۔

ششم موضع سلطان پور باوجود تاکیدات راجہ ہیت رام محمد سجان خان بہادر
بعلت تنخواہ سہندی آحال در تصرف داشتہ اند احکام بتاکید اصداریا بدکہ بلا اہمال موضع
مذکور مع محل آن کہ از وقت ثبت شدن تہ نامہ تبصرہ آورده باشند حوالہ سازند۔

ہفتم سند مراتبات مشروحتہ الصدر بموجب معمول سرکار دولتمدار بہر خاص فرین
گردیدہ علیحدہ علیحدہ مرحمت گردو۔

ہشتم از پرگنہ اکوٹہ، وارگانو، و بھات کلی، و پرگنہ اورنیر گنگائی زیر کے

مہدوسلان سرکار و ولتہدراز روز رشت شدن تہ نامہ گادیل تحصیل نمودہ گرفتہ اند بموجب فرمودہ
بے کم و کاست بجنبہ حوالہ کار گزاران راجہ رگھوجی بھونسلہ سازند۔

دیگر دریں و لاموضع سیوگانو کہ نصفہ در علاقہ ایشونت راؤ ہولکر و نصفہ در عمل مہاراجہ
دولت راؤ سندھیبہا در است راجہ مہپت رام تبصرہ آوردہ تا حال بعلاقہ داران مہاراجہ
تفویض نکردہ اند حکم محکم اسمی راجہ مہپت رام طیار شدہ لطف کرد کہ موضع سیوگانو را بلا عذر و
بغیر توقف حوالہ علاقہ داران مہاراجہ دولت راؤ بہادر سازند۔

دیگر فرد مطلوبہ سرکار مہاراجہ پیشوا پنڈت پردھان بہادر کہ حسب الاستدعائے مہاراجہ
مدوح کرنل کلوس صاحب بہادر فرستادہ بودند و مطلوبہ مذکور بہ سبب عوارضات مشر و تہ الصد
و عدم انتظام امورات دیوانی در التوا ماندہ قبل ازین ارسال خدمت شریف گردیدہ بود بقتین
کلی است کہ تا حال بند و بست آن محل آمدہ باشد برائیں ہم بطور یاد دہی مکرر رقم زدہ کلک و داد
می گرد و تا زیادہ برائیں در ایس چنیں مقدمات عمدہ التوا صورت نہ بند۔ ایام نشاط و کامرانی
مدام باد۔ دستخط جے۔ اے کرک پیارٹک

رزیدنٹ

تاریخ دانوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ امور بمیہ مراسلہ مذکور کو تہ نامہ محولہ سے کثیر
تعلق ہے اور بخرل و سلی بہادر کی سفارشوں سے کس قدر سفارشیں کس بنا پر کی گئیں اس
ہم ناواقف ہیں۔ البتہ کنیش پنڈت کے حق میں سفارش کی جو وجہ اس سے ظاہر ہوتی ہے
یہ ہے کہ اُس نے تہ نامہ گادیل کی تکمیل میں اچھے خدمات بجالائے جس کے صلہ میں بخرل ضا

مناسب سمجھا کہ اس کو علاقہ سرکار عالی سے ایک جاگیر دلادی جائے تاکہ وہ سرکار عالی کے جاگیردار بنکر سرکار انگریزی کے ممنون ہو جائیں۔ ان امور کا جو کچھ تصفیہ ہوا نہ ہماری کسی تیارخ معلوم ہوتا ہے نہ انگریزی کی کسی کتاب سے اور نہ کوئی رقعہ ہی ایسا ملتا ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک پر عمل ہوا۔ اسی لئے اس کے متعلق آئندہ کوئی گفت و شنید نہیں ہوئی۔

میر عالم اور گرگ پائٹرک میں ایک عرصہ سے باہمی مخالفت تھی جس کے وجوہ قبل ازیں اپنے موقع پر بیان بھی کئے گئے۔ یہ جب دیوان ہوئے تو کمپنی نے اسی بناؤ اپنے رزیڈنٹ کا تبادلہ کر دیا تاکہ دونوں کی مخالفت سے کمپنی کے کاروبار اور مقاصد میں خرابی واقع نہ ہو ان کی جگہ تاس سدھام رزیڈنٹ ہو کر آئے جو حیدر آباد کی ریاست کے معاملات سے واقفیت کٹی رکھنے کے علاوہ ان (میر عالم) کے گہرے دوست بھی تھے۔

میر عالم اور مہیشیائے | مہیشیت رام نامی ایک گجراتی کھتری تھے جو ابتداً ارسطوجاہ کے پاس موسیٰ ریموں کی وکالت کی حیثیت سے مامور تھے ارسطوجاہ جب پونہ سے واپس ہوئے تو انھوں نے عہدہ خانسامانی سے سر فرازی پا کر غفران آباد کے مزاج میں بڑا دھڑ بڑا کر لیا اس کے بعد موسیٰ ریموں کی لین کی سررشتہ داری اور پھر بلاذ غربی (صوبہ برار) کی تعلقداری سے سر فراز ہوئے جب سکندر جاہ تخت نشین ہوئے ان کو پیشکاری اور پھر دیوانی کی خدمت کی ہوس ہوئی اور اسی بنا پر انھوں نے ایسی تدبیر کی جس سے سکندر جاہ میر عالم سے بدظن ہو گئے اس کے بعد مہیشیت رام نے کھلم کھلا انگریزی رزیڈنٹ اور میر عالم کی مخالفت شروع کی اس کے

حضور
سریع محمود بن را در حضور
حاضر

محمود بن عالم بیدر در
محمود بن عالم بیدر در

محمود بن عالم بیدر در
محمود بن عالم بیدر در

محمود بن عالم بیدر در
محمود بن عالم بیدر در

محمود بن عالم بیدر در
محمود بن عالم بیدر در

محمود بن عالم بیدر در
محمود بن عالم بیدر در

محمود بن عالم بیدر در
محمود بن عالم بیدر در

محمود بن عالم بیدر در
محمود بن عالم بیدر در

محمود بن عالم بیدر در
محمود بن عالم بیدر در

محمود بن عالم بیدر در
محمود بن عالم بیدر در

تفصیلی واقعات حسب ذیل ہیں :-

ایشونت راؤ ہولکر (رئیس مرہٹہ علاقہ خاندیس) کو اس کی ناعاقبت اندیشانہ کارروائی سزا دینے کے لئے انگریزی کمپنی کو چاندور پر چڑھائی کی ضرورت محسوس ہوئی تو رزیدنٹ جنٹل منسٹر نے ذریعہ مراسلہ مورخہ ۵ ربیع الثانی ۱۲۱۹ء کو سوئمہ میر عالم یہ درخواست کی کہ بموجب تہ نامہ شرکت فراہمی جمعیت سوار و بار کا انتظام مہیت رام کی سرکردگی میں عمل میں آئے (جو اس مضافات کا تعلق دار ہے جہاں فوج کشی کرنی مقصود ہے) تاکہ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ مہینے میں فوج چاندور کی طرف پیش قدمی کر سکے حسب مہیت رام کے نام احکام جاری ہوئے۔ ۹ ربیع الثانی ۱۲۱۹ء کو فردو تفصیل فراہمی جمعیت کرنل ہالی برٹن صاحب کے حوالے کر کے انھوں نے یہ وعدہ کیا کہ تاریخ مذکور سے ایک مہینہ گزرنے کے بعد پانچ ہزار تین سو سوار اور چار ہزار تین سو پیادہ روانگی مہم کے لئے ہیا ریہیں گے اس پر ۱۸ ربیع الثانی ۱۲۱۹ء کے خط میں رزیدنٹ جنٹل منسٹر نے اہلہارا فسوس کر کے میر عالم کو لکھا کہ :-

”بموجب دفعہ دوازدهم تہ نامہ مذکور سرکار دولتمدار کا قرار ہے کہ در صورت مہم علاوہ اس فوج انگریزی کے جو علاقہ سرکار عالی میں متعین ہے چھ ہزار جوانان بار اور نو ہزار سوار مع ساز و سامان ضروری جلد سے جلد ہیا کریگی لیکن فراہمی کی درخواست کر کے دو مہینہ کا عرصہ گزر گیا اس کے بعد بھی فوج کی فراہمی کا جو وعدہ ہوا ہے مقررہ تعداد سے بہت کم ہے پس براہ مہربانی اسی مہینہ میں فوج مقررہ تعداد میں فراہم کر کے ہم پر روانہ کر دیجائے.....“

لہ اورنگ آباد سے جانب شمال مغرب ہرمل فاصلے پر علاقہ خاندیس میں ایک پٹاری طلعہ ہو جس پر ہولکر قابض تھا۔

تاکیدات راجہ بہیت رام وہ بھی ان کا قبضہ نہیں چھوڑتے تھے اور موضع سیوگاؤں پر (جس کا ایک حصہ ایشونت راؤ ہو لکر کے تصرف میں تھا اور دوسرا ہمارا راجہ دولت راؤ سندھیتہ کے ملکیت میں) بہیت رام قبضہ کئے ہوئے تھے اور باوجود مطالبہ وہ ہمارا راجہ دولت راؤ سندھیتہ کو نہیں تفویض کرتے تھے بہیت رام نے ویرا پور کی دیکھی کو جس پر برہما رہن ایشونت راؤ راجہ ذرا قابض تھا بلکہ ان کا کسب بھارتی کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد ہی حضور مغرت منزل راجہ بہیت رام کے نام احکام صادر ہوئے کہ ملک سرکار دولتدار میں چوتھ کی باتہ ہمارا راجہ راؤ پنڈت پردھان کی طرف سے جو کچھ سالانہ مطالبہ ہو اس کا فیصلہ خاص بلکہ حیدر آباد میں بموجہ میر عالم اور رزیدنٹ ہو کرے اس کے بعد سے سرکار دولتدار کے علاقہ میں پنڈت پردھان کے چوتھ وصول کرنے والے ملازمین کا عمل دخل نہ ہو کرے۔ اسی سلسلہ میں بہیت رام کے نام مکاسداروں کی عدم برخواست کی نسبت احکام صادر ہوئے ان سب پر طرہ یہ تھا کہ بہیت رام موسیٰ ریوں کی فوج کے سرشتہ دار تھے جب اُس فرانسیسی فوج کی برطانی ہوئی غمراں باب نے اس وجہ سے کہ اُن کی پرورش ہو علاقہ برار کی تعلق داری دی تھی جس پر انگریزوں کے نزدیک اس گمان کے پیدا ہونے کا امکان تھا کہ چونکہ انہوں نے انگریزی فوج کے مخالف جماعت فرانسیسی کی سرشتہ داری کی ہے اس لئے ان کا بھی مخالف ہونا لازمی اور واقعات پیش شدہ اس بدگمانی کے موید بھی تھے۔ بہر حال یہ سب امور ایسے ہوئے کہ ان کی وجہ سے بہیت رام کو انگریزی عہدہ دار بدگمانی سے دیکھنے لگے اور اس امر کی

لہٰذا شخص متوسلان سرکار سے تھا جس نے فوجی سی پادہ فوج جس کر کے کو کا مرض کا محامہ کر کے اس کا بازار لٹا تھا۔

تلاش میں تھے کہ ایسے اسباب پیدا ہوں یا پیدا کئے جائیں جن سے مہپت رام علیحضرت کی نظروں میں مطعون اور حیدرآباد سے نکالے جائیں اور ادھر مہپت رام کا بھی یہی حال تھا کہ ہر وقت یہی سوچتے تھے کہ انگریزوں کی زیادتی اور زبردستی بندگان حضرت کے ذہن نشین اور ادھر خدمت دیوانی کی جو سبھی دل میں رکھتے تھے جس کا اظہار سی و ملت اور عہد الملک کے قول کے مطابق تاسس سہ نم نے اپنے رسل و رسائل میں اس طرح کیا ہے کہ راجہ مہپت رام نے اپنے وکیل کو خفیہ طور پر ان کے پاس بھیجا جو ان کے حیدرآباد آتے وقت راستہ میں ان سے ملا اس کے ذریعہ انھوں نے کہلا بھیجا تھا کہ اگر ان کا تقرر خدمت دیوانی پر ہو جائے تو وہ قیمتی جواہرات رزیڈنٹ کو دینگے لیکن رزیڈنٹ نے اس سے انکار کیا تو راجہ نے چار لاکھ روپیہ نقد دینے کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد بھی ان کو جواب نفی ملا تو انھوں نے کھلم کھلا مخالفت شروع کر دی اور انگریزی عہدہ داروں اور میر عالم کے خلاف علیحضرت کو مشتعل کرنے لگے انگریزوں کو یہ الزام تھا کہ وہ سرکاری علاقوں کو اپنے تصرف میں لا رہے ہیں اور میر عالم پر یہ اتہام تھا کہ وہ انگریزوں سے ساخت باخت رکھتے ہیں حالانکہ باعتبار خدمات ان کا انگریزوں سے خط و کتابت رکھنا فرائض سے خارج متصور ہو سکتا تھا اور نہ میل ملاپ شبہ کی نظروں سے دیکھا جاسکتا تھا۔ بہر حال جب مہپت رام نے مخالفت کا آغاز کیا تو میر عالم نے بھی مدافعتی طور پر مہپت رام کے ذمہ باقاعدہ سرکاری مطالبات عائد کئے اور مختصر مغفرت منزل کو معروضہ کیا جس پر سے علیحضرت کو خیال ہوا کہ مہپت رام ہو خواہ سرکار ہے اس کے خلاف چونکہ معروضہ کیا گیا ہے لہذا یہ خود دولت خواہ سرکار نہیں ہے اسی بنا پر میر عالم کی نسبت جو

سو ظنِ اعلیٰ حضرت کو پیدا ہوا تھا درجہ یقین تک پہنچ گیا۔ اودھ گورنر جنرل اور رزٹنڈنٹ اس امر پر متنبہ ہوئے تھے کہ راجہ جی کو حیدر آباد سے رخصت کر دیا جائے تاکہ ان سے انگریزوں کے خلاف اعلیٰ حضرت کو اشتعال دلانے کا موقع نہ ملے اسی غرض سے اس نے میر عالم کو لکھا کہ ملک برار میں قیام انتظام کی ضرورت ہے چونکہ یہ علاقہ راجہ ہیت رام سے متعلق ہے اس لئے ان کو وہاں بھیج دیا جائے اس انتظام میں جو کچھ فوائد ہیں وہ آپ سے پوشیدہ نہیں۔ میر عالم نے اس کی اطلاع اعلیٰ حضرت کو کی چونکہ وہ پہلے ہی سے پُر دل تھے میر عالم پر برس پڑے اور عدم دولتخواہی وغیرہ کے الزام ان پر عاید فرمائے جن کی صفائی کیلئے انھوں نے بخشی بیگم صاحبہ (والدہ اعلیٰ حضرت) سے معروضہ کیا جس پر سے ہیت رام کو سکر شاہ پور چلے جانے کا حکم ہوا اس کی اطلاع ملنے پر راجہ نے کرنل کلوس سے اپنے معاملے میں سفارش چاہی لیکن انھوں نے ٹال دیا اس کے بعد راجہ نے تاس سدھم کو لکھا کہ ”بندہ حسب ارشادِ بلا تامل خط پہنچنے سے پشتیرائے ستیل داس کو ملک اور سپاہ کا جائزہ دیکر روانہ سکر شاہ پور ہوتا ہے میرے متعلقین کو جلد میرے پاس پہنچنے کی اجازت دلا دی جائے۔ بقایا حساب سرکار کے مقدمہ میں میر صاحب (میر عالم) بار بار ارشاد فرما رہے ہیں میری دانست میں ہر رمضان تک کا حساب سپاہ داخل کر چکا ہوں اور ہر محال کے حامل کو علیحدہ رجوع کر کے حوالہ کر چکا ہوں اس کے سوائے اور کونسا حساب بندہ کے ذمہ باقی رہا ہے سکر گوروانہ ہوئے میں یہی تامل ہے کہ مقصد بیان سرکار پھر حساب کی کشمکش درمیان لائیں گے لہذا استدعا ہے کہ ایک بار بندہ کو اپنے پاس بلا کر سرکاری حساب کا

تصفیہ کر کے سسکر کو جانے کی اجازت دلائیں یا یہ لکھیں کہ سکر میں حساب کا مواخذہ
پیش نہوگا جواب کا انتظار ہے۔

میرے تسولین و زرقائیں سے دو لٹو شخص جو سواروں میں ملازم ہیں میرے ہاڑ
ہیں اور پانچ آدمی احشام قلعہ سے ہیں ان سب کی جائداد کا تعین فرما دیا جائے تاکہ آئندہ
کوئی بات درمیان نہ آوے جان و مال بندگانغالی کے حکم اور تمام صاحبوں کی بھلائی کیلئے
تصدق ہے طوفان و اتہام سے نوبت یہاں تک پہنچی خوب انصاف فرمائے کہ طرف
سے مایوسی کے باوجود انگریز بہادر کے دشمنوں میں داخل ہوا اگر رو سائیں سے کسی کے شہ
کوئی نوشتہ و خواندیا کوئی اور خیال رکھا ہوتا تو فی الفور تمام امور سے کیوں دست بردار
ہو جاتا۔ انگریز صاحبان کا انصاف مثل آفتاب روشن اور ارشاد مبارک بھی یہی ہے کہ
کسی کی عرضی پر بے تحقیق انگلی نہیں دھرتے ہیں اب میرے مقدمہ کو عدالت سرکار کے سپرد
کر کے تحقیقات فرمائیں گے ہرگز میرا قصور ثابت نہوگا اگر مجھے تپتی میں رہنے کی اجازت
انگریزی سے دلا دیں جو سکر سے نزدیک ہے تو مجھے قلعہ سکر آدر واجب العرض مقدمہ سے
کوئی غرض نہیں ہے تپتی یا بنارس کا جانا سرکاری محاسبہ کے اندیشہ سے جی میں نہیں
آتا ہے جس جگہ سرکاری حساب کی پرسش ہو جواب کے لئے حاضر ہوں۔“

اس کے جواب میں رزیڈنٹ صاحب موصوف نے ۲۹ شوال ۱۲۲۱ھ کو ایک خط
لکھا جس کا اقتباس یہ ہے:-

”مستعلقانِ آں مہربان رابعہ وصول سکرانیں جا پردانگی ردانگی دہانیدہ خواہد

رسیدن بلکہ بنوعی متصور نیست و ہر گاہ از سرکار مطالبہ حساب واجبی است خود را چہ گنجایش دخل و رآن است و آں مہربان را چہ جائے اندیشہ..... بہیچ گونہ در رفتن سکر تامل نہ نمایند..... بودن دو صد سواران ملازم آں مہربان و پانصد مرد و مہتمم قلعہ و تعیین جا و آدابہا مفوض بہ تجویز میر صاحب مشفق مہربان کرم فرمائے مخلصان میر عالم ہا است و دریں باب میر صاحب مدوح ایما خواهد شد از نوشتہ جات آں مہربان ہمگی جمعیت ہماہمی ہفت صد بد ریافت می آید و اینجا بہ تحقیق و ثبوت پیوستہ کہ یکہزار و پانصد بار و دو صد عرب و غیرہ قریب دو ہزار جمعیت ہمراہ ایشان است ایں را چہ تصور توان نمود۔

بابت سکونت تربیتی یا بنا بر سببش ازیں بقلم آمدہ و جالانہ نقلی می شود کہ بقلم سکر اگر ایں اندیشہ حقیقہ دانستہ گراں شدہ است اول اطلاع بحضور لامع النور ناگاہی راجع بہا در ساختہ جواب آں نوشتہ خواهد شد.....“

ان دونوں خطوط کو دیکھنے کے بعد معلوم ہو سکتا ہے کہ مہیت رام کی نیت خیر نہیں تھی غلطی حساب اور حساب فہمی کے وقت بیجا تاویلات اور آخر کار سپاہ ہماہمی کی تعداد کے متعلق غلط بیانی یہ سب ظاہر کرتے ہیں کہ طبیعت میں کچھ شر ضرر و رکھا اسی بذمیتی کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ ہو لکر کی مہم کے موقع پر فراہمی جمعیت میں کتنی کچھ سہل انگاری انھوں نے نہیں کی اس سے اُن کی غرض یہی معلوم ہوتی تھی کہ عہد نامہ کمپنی و نظام سے اختلاف کا الزام سرکار نظام پر عاید کر کے انگریزوں سے اُن کو لڑا دیا

اور اُدھر لگ کی عدم فراہمی سے انگریزوں کی کمی قوت کا باعث ہو کر ہو لکر کو فائدہ پہنچا
 جب یہ امر تحقیق کو پہنچ گیا کہ ہیت رام کے ساتھ ہزار ڈیڑھ ہزار سے زیادہ فوج ہے
 اور ان کی نیت فاسد معلوم ہوئی تو یہاں سے انگریزی فوج ان کے مقابلے کے لئے بھیجی گئی۔
 مقابلے میں انگریزی فوج کا ایک سردار کام آیا اس کے بعد حملہ شدید ہوا راجہ جی وہاں سے آگے
 نکل گئے اور ہو لکر کے حدود میں پناہ لی۔ تعاقب کرنے پر وہاں سے نکل کر بنارس کی طرف
 راہی ہوئے جہاں سنا گیا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کے انتقال کے بعد انگریزی کمپنی
 نے ان کے پسماندوں کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ ان کی پرورش کے لئے سرکار نظام
 بر بنام معاہدہ کچھ رقم مقرر کر کے ان کے لئے بعض علاقہ اپنے قبضہ میں لے لیا۔

یہ ہیں وہ واقعات جو ہم کو اصل خطوط اور کاغذات سے معلوم ہو سکے لیکن صاحب
 رسول خانی اور گوہر شاہوار کے مبینہ واقعات کچھ اور ہیں باختلافات خفیف وہ کہتے
 ہیں کہ راجہ ہیت رام شہمت جنگ کے ایسا سے دیوانی کی توقع پر اپنے علاقہ (برار) سے
 حیدر آباد آئے۔ یہاں پہنچنے کے بعد راجہ صاحب مذکور نے بڑی دھوم سے اعلیٰ حضرت کی
 عیافت کی اور کثرت باریابی سے اعلیٰ حضرت کے مزاج میں دخل پیدا کیا اور میر عالم کی تجا
 سو، مزاجی پیدا کر دی اور آپ بھی ان سے بددماغیاں کرنے لگے۔ میر عالم سمجھ گئے کہ ہیت رام
 نے دیوانی کی ہوس میں بندگانعالی کو مجھ سے بدگمان کر دیا ہے وہ پیشکاری سے خیر از
 ہوئے تو اس خدمت کے پلنے سے ان کے خیالات اور بلند پروازی کرنے لگے اور وہ حصول
 دیوانی کی سرگرمی کے ساتھ کوشش کرنے لگ گئے حضرت معصومت منزل نے ان کو (راجہ)

حکم دیا کہ دستی آئین کے لئے نظم و نسق ممالک محروسہ اور ترتیب اخراجات افواج کا ایک تفصیلی تختہ و نقشہ مرتب کر کے پیش کریں مہیت رام نے حسبِ حکم فرد نقشہ و تختہ ملاحظہ میں گزرائی علیحضرت نے اس کو پسند فرمایا اور اس کے بعد میر عالم سے اور زیادہ ناخوش ہو گئے اس کی اطلاع میر عالم کو ہوئی کہ ایسا کوئی تختہ مہیت رام نے ملاحظہ میں گزرا نا ہے جس کے دیکھنے سے علیحضرت اُن سے خوش ہوے اور ان سے ناخوش۔ میر عالم کو اس نقشہ کا معلوم کرنا ضروری تھا کہ آخر وہ کیا تھا۔ راجہ چند لال کو جو ان دنوں اُن کے پیش دست اور ہوا خواہوں میں تھے اشارہ کیا کہ بہر صورت اس سے آگہی حاصل کریں راجہ چند لال کو اپنے ایک سرپرست مدارالہام کے احکام کی متابعت کرنا لازم تھا دوسرے یہ کہ پیشکاری کی خدمت کے متوقع ہونے کی وجہ سے خود مہیت رام سے ان کو حق مخالفت پیدا ہو گیا تھا ان وجوہ کی بناء پر انھوں نے کریم بیگ خاں (جو اس زمانے میں مہر خانہ مبارک کے داروغہ تھے اور وہ کاغذات انہیں کی تحویل میں تھے) کو فراہم کیا اور دس ہزار روپیہ کا لالچ لائے ویکر اس تختہ اور نقشہ کے مطالب معلوم کئے اور اس کے بعد اس کے مضامین سے میر عالم کو اطلاع کی۔ انھوں نے اس سے آگاہ ہو کر مناسب خیال کیا کہ گذشتہ محالات کڑپہ وغیرہ لیکر باریاب ہوں لیکن تبیل اس کے کہ ملاحظہ میں اُن کو پیش کریں مغفرت منزل کا فرج حد اعتدال سے گزر گیا اور سوء اتفاق سے میر عالم کو اس کے پیش کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اور علیحضرت کی تلخ کلامی سے متاثر ہو کر بے نیل مرام واپس ہوے اور سیدھا رینڈی کی سائل گئے جہاں اُن کو مشورہ ملا کہ تاوقتیکہ تمام کاروبار حسبِ درخواست نہ ہو جائیں میر عالم رینڈی

میں رہیں۔ اس کی اطلاع پر حضور نے بھی کوئی درستی نہیں کی بلکہ کاروبار حسب سابق چال رکھے
 میر علی کا استعفاء | اس واقعہ کے چوتھے روز مغفرت نزل نے ماما چچا اور ماما بڈن کو
 میر عالم کی فہمائش کے لئے بھیجا میر عالم حضور کی تلخ کلامی سے آزرہ خاطر تھے کہلوایا کہ غلام
 دیوانی کی کاراجرائی نہیں ہو سکتی سرکار مختار ہیں جس کو چاہیں اس خدمت سے سرفراز فرمایا
 رزیدنٹ نے اسیلان مذکور سے استعفاء کے دفع دخل کے طور پر یہ کہا کہ اگر حضور کو میر عالم کی
 پرورش و پرداخت منظور ہے تو ان کے معروضہ کو قبول فرمائیں اسیلوں نے دریافت کیا
 کہ وہ کیا ہے سدہنام نے کہا کہ اگر باریابی کی اجازت ہو تو میں خود سرکار سے عرض کر دگا
 اسیلوں نے یہی معروضہ کیا دوسرے دن سدہنام باریاب ہوئے اور معروضہ کیا کہ
 ہسپت رام کو شاہ پور روانہ فرمائیں اور فشی اسمیل یا رجنک کو (ترتیب تختہ و فرد نقشہ میں
 جن کا زبردست ہاتھ تھا) ان کی جاگیر بھیج دیں اور مہر خاص کو مہر عالم کے ساتھ منظور
 فرمائیں اور ایسے ہی چند اور شرائط پیش کئے آخر اپنے اور انگریزوں کے تعلقات پر اور
 میر عالم کی خدمتوں پر نظر تعمق ڈال کر ان شرائط کو منظور فرمایا۔ اس موقع پر مورخ مذکور نے
 ان دفعات کو بھی بیان کیا ہے جو میر عالم نے الملحضرت کی خدمت میں پیش کئے تھے۔
 خود بدولت نے ان پر شرح منظوری کر دی تھی یہاں ہم ان دفعات کو مجنبہ لکھتے ہیں۔

دوازدہ دفعات میر عالم

۱۔ میر عالم مختار دولت آصفیہ وکیل مطلق سرکار مابدولت و اقبال و از طرف سرکار
 عظمت مدار آریل کمپنی انگریز بہادر وکیل مطلق شدہ اند۔

۲ مهر خاص با مهر میر عالم بهادر مختار دولت آصفیه وکیل مطلق هر دو سرکارین عظمی داشتن سرفرازی یافته.

۳ بدون مشاوره و مطارحه میر عالم بهادر مختار دولت آصفیه وکیل مطلق هر دو سرکارین عظمی و چه ظاهراً و چه باطناً روانگی عنایت نامه جات مهری و یاد تخطی بکسبت نخواهم فرمود.

۴ راجه بهیت رام را از قلع و قمع از سرحد ممالک محروسه بدر نخواهم کرد و ابنتگان راجه مذکور را در بلده نخواهم داشت.

۵ اسمعیل یار جنگ منشی را در جاگیر رخصت فرموده و نورالامرا بهادر را با طلب نخواهم فرمود.

۶ نیزالسلک بهادر را بوقت سواری در خواصی نشانیدن سرفرازی خواهد یافت

۷ جمعیت سواران و پیادگان و لطیفان را بوجوب قرارداد اندازه میر عالم بهادر مختار دولت آصفیه وکیل مطلق هر دو سرکارین عظمی حکم نونگه داشت نخواهم فرمود

۸ چه ظاهراً و چه باطناً با معاندان سرکار عظمت ما را آئیریل کمپنی انگلیز بهادر عنایت مهری و یاد تخطی روانه نخواهم فرمود.

۹ بدون کارپردازان هر دو سرکارین عظمی احکام تیاری لوازمات توپخانه صادر نشود.

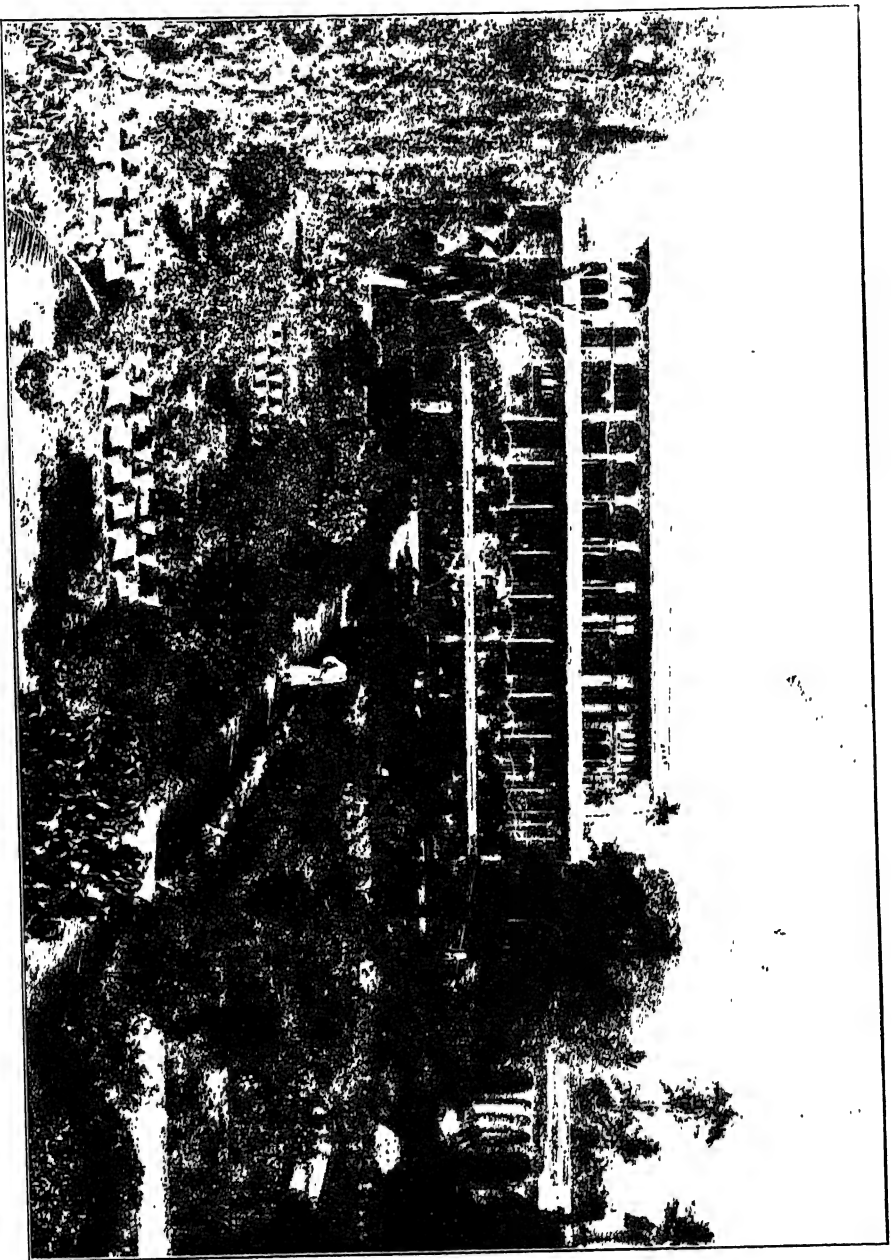
۱۰ مخالفان کارپردازان هر دو سرکارین عظمی را باریاب نفرموده و معروضه شان قرین صدق تصور نفرموده خواهد شد.

وال وقتیکہ برائے سیر و شکار از دولت خانہ بیرون بلدہ متوجہ شوم ہمراہ سواری کارپردازان سرکارین را بدارم و جائے فرود گاہ خیمہ مبارک ہر دو و کلایان سرکارین عظمیٰ را از باریابی سرفراز کنم و تا بہ بودن آنجا ہمراہ خود بدولت بدارم۔

۲۱ بدون اطلاع مختار دولت آصفیہ وکیل مطلق ہر دو سرکارین عظمیٰ از دولت خانہ برآمدن و ارادہ سیر و شکار بیرون بلدہ نخواہم فرمود۔

دوازدہ دفعات میر عالم کا
فائدہ کمپنی کے حق میں

ممکن ہے کہ یہ دفعات صحیح ہوں اگر ایسا ہی ہے تو ہم یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ ان کی ترتیب میر عالم کے منشا سے نہیں ہوئی بلکہ تاسس سد نہام نے اپنی صوابدید سے ان کو مرتب کر لیا ظاہر ہے کہ سوائے پہلے فقرے کے میر عالم کے لئے کوئی فقرہ مفید نہیں ہے چھٹا فقرہ جو غیر الملک کی خواص کی نسبت ہے وہ امتحان ان کے لئے رکھا گیا ہے جس سے ایک غرض یہ ہے کہ میر عالم خوش ہوں اور دوسری غرض یہ ہے کہ غیر الملک پر احسان رہے جو آئندہ اپنی نوبت پر اس کا خیال رکھیں اس کے باقی تمام فقرے کسی نہ کسی طرح کمپنی کے حق میں مفید ہیں۔ اس میں میر عالم متعلق ایک نئی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ کمپنی نے اپنی جانب سے اون کو وکیل مطلق قرار دیا۔ اور اس اعتبار سے جو کچھ مسائل کہ اس میں طے ہوئے وہ سب منجانب کمپنی بھی گویا مسلم قرار پائے اس واسطے کہ میر عالم کی حیثیت منجانب کمپنی وکیل کی تھی اگر اس وقت یہ کمپنی کے وکیل مطلق قرار نہ دئے جاتے تو ان دفعات کا کوئی فائدہ کمپنی اٹھا نہیں سکتی تھی ما بہ البحث معاملہ چونکہ میر عالم اور حضرت مغفرت منزل کے مابین تھا اس لئے اس وقت



بارہ ندری کے محل کی تصویر جو میو عالم کے باغ میں واقع ہے

میں کسی شخص ثالث کا مثلاً رزٹرنٹ کا شریک ہو جانا اور اپنے متعلقہ کچھ اقرار حاصل کرنا۔ پسندیدہ نظروں سے دیکھے جانے کے قابل نہیں تھا ان امور کی بناء پر ظاہر ہو سکتا ہو کہ ان دفعات و وازدگانہ کی ترتیب و تدوین تکمیل میر عالم کے ایام سے نہیں بلکہ کارپرداران کمپنی کی تدبیروں سے وقوع میں آئی۔ لیکن ان کا اثر میر عالم کی ذات پر ریاست میں اچھا نہیں پڑا اس واسطے کہ اس سے امرائے ریاست اور دوسرے عام اشخاص یہ سمجھنے لگے کہ یہ دفعات دراصل میر عالم ہی کے قرار داد ہیں جس سے ان کی دولت خواہی پر بڑا اثر پڑا اس قول و قرار کے بعد مہپت رام کو قلعہ شاہپور کی طرف روانہ کر دیا گیا اور منشی خاں اسماعیل یا رخنہ کو اپنے جاگیر میں رہنے کا حکم ہوا اور کریم بیگ خاں داروغہ مہر خانہ کو قلعہ گولکنڈہ میں بھیجا گیا۔ لیکن جب مہپت رام قلعہ مذکور کے قریب پہنچے اس امر کی اطلاع پر کہ انھوں نے فوج جمع کرنی شروع کی ہے یہاں سے بھی فوج بھیجی گئی۔ راجہ نے معذرت کی اس پر ان سے مطالبہ کیا گیا کہ اس نقشہ قرار داد جمعیت کی نقل بھیجیں جو انھوں نے ملخص میں داخل کیا ہے لیکن وہ افشاء راز کا عذر کر کے اس سے باز رہے اور سراسیمہ و پریشان ممالک محروسہ سرکار عالی سے باہر نکل گئے جب مہپت رام کا اخراج ہو گیا تو میر عالم راجہ بھڑکانی ہوئی آگ سے بے فکر ہوئے۔

میر عالم باغ میں جشن
ساگرہ مغفرت نزل

اعلیٰ حضرت جب میر عالم سے صاف ہوئے تو اس خوشی میں میر عالم نے
سن ۱۲۲۰ھ کا جشن ساگرہ اپنے اہتمام اور اپنے خرچ سے ترتیب دیا بارہوی

(واقعہ پنجہ موسیٰ) میں اعلیٰ حضرت نے غیافت کی خود بدولت رونق افروز مہاں سرا ہوئے اس شریک

ترتیب میں میر عالم نے سات لاکھ روپے صرف کئے۔ اس لحاظ سے اس زمانہ میں جو کچھ تیاری ہوئی ہوگی اس کا قیاس کر لیا جاسکتا ہے ہم اس کی تفصیل سے اپنے مطلب کو طول دینا نہیں چاہتے۔ اسی جشن میں اعلیٰ حضرت نے مہبت رام کے عوض راجہ چند دلال کے بھائی راجہ گویند بخش کو لشکر پر مامور فرمایا میر عالم نے بہت سے جواہر گراں بہا نذر گزرائے اور اس موقع پر ان کے بعض اقارب خطاب سے سرفراز ہوئے چنانچہ:-

(۱) حسن علی بیگ کو جو میر عالم کے سببی رشتہ داروں میں تھے اور ان کی نظر بندی کے زمانہ میں ان کے شریک رنج و راحت رہے تھے حسین یاور جنگ خطاب ہوا انھیں کو میر عالم نے اپنی عرض بیگی کی خدمت دی۔

(۲) ان کے خیلرے بھائی میر عباس علیخان نظام یار جنگ حسام الملک خطاب اور منصب پنہزار ہی سہنار سوار و علم و نقارہ و نوبت سے سرفراز ہوئے۔

سفارت سرکار دولت دار کی گورنر جنرل کے دربار میں موقوفی
میر عالم دیوانی سے سرفراز ہونے کے بعد اپنے چچیرے بھائی سید عبداللطیف شوستری (مصنف تحفۃ العالم) کو جو ان دنوں بمبئی میں تھے اور اکثر انگریزوں سے ملاقات رکھتے تھے طلب کیا اور ان کے یہاں آنے کے بعد ان کو گورنر جنرل کے پاس اپنی نیابت پر مامور کر کے کلکتہ روانہ کیا مگر سال ڈیڑھ سال کے بعد راند وہ واپس ہوئے ان کی واپسی پر یاد اللہ بن شرف الدولہ اس خدمت پر مامور ہوئے اور لاٹھڑا

یاد اللہ بن شرف الدولہ - میر احمد یار خاں - تہور جنگ شرف الدولہ شرف الملک کے چھوٹے بیٹے تھے جو رکن الدولہ کے بھائی تھے جو سفارت سے واپسی کے ایک روز بعد ۱۲۳۲ھ میں انتقال کیا اور تین لاکھ چھڑے۔ میر احمد علیخان - میر رضا علیخان - میر عزیز بن علیخان

اس شکایت کی بنا پر کہ وہ (یاور الدولہ) معینہ اوقات میں لارڈ صاحب کے دربار میں حاضر نہیں ہوتے۔ وہاں سے واپس طلب کر لئے گئے جن کے بعد پھر کوئی اس خدمت پر یہاں کے مامور کر کے بھیجا نہیں گیا اور خدمت تخفیف ہو گئی ممکن ہے کہ سرکارین میں باہمی کوئی سمجھوتہ کی نسبت ہو گیا ہو لیکن صاحب تیارخ رشتہ الدیخانی لکھتے ہیں:-

”واضح ہو کہ بعد یاور الدولہ کے تاحال کوئی ایلمی سرکار دولت مدار سے پھر مقرر نہ ہوا اور کو سرکار دولت مدار نے ہر چند کہ ممانعت نہ تھی مامور نہ فرمایا۔“

بہر حال یہ امر مسلم ہے کہ یاور الدولہ کے بعد کوئی سفیر یہاں سے انگریزی دربار میں مامور نہیں کیا گیا میر محمد سعید سعید الدولہ میر عالم سے قرابت قریبہ رکھتے تھے اور اکثر ان کی رفاقت میں بھی رہے میر عالم کی سفارش پر اعلیٰ حضرت نے ان کو خلعت و جواہرات مرحمت فرمائی اور سراج الدولہ والا جاہ کے پاس چینا پٹن (مدراں) کو اپنی نیابت کے طور پر روانہ فرمایا تھا انھوں نے کچھ عرصہ کی حضور باشی سے اعلیٰ حضرت کے مزاج میں دخل پایا اور اکثر باریاب ہونے لگے بعض مقدمات کلیات میں اعلیٰ حضرت انھیں کے ذریعے میر عالم کو تاکید و تہدید کرتے تھے پھر ان کے اور رشتہ میں میر عالم سے چھوٹے تھے اس وجہ سے انھیں ناگوار ہوا تو ان کو سرکاری شکری سرکردگی سے سرفراز کر کے برابر اور اورنگ آباد روانہ کرنا چاہا مگر اعلیٰ حضرت نے اجازت نہیں دی اور فرمایا کہ ہم نے ان کو اپنے رفع ملال اور خوش مزاجی کی خاطر اپنے یہاں رکھا ہے تم ہم سے جدا کرنا چاہتے ہو یہ نہ ہو سیکے گا۔ البتہ ہم ان کو نیابت صوبہ داری حیدر آباد پر سرفراز کرتے ہیں وہ اپنے فرائض منصبی کے پورا کرنے کے بعد ہر روز حاضر دربار ہوا کریں۔

۲۰ سالہ کے آخر آخر میں کمپنی کی افواج کے ڈریس میں بعض جزئی

تبدیلیاں کی گئی تھیں جس کی وجہ سے کمپنی کی اکثر دیسی افواج براہِ گنجنہ ہو گئیں اور یہ خیال کیا کہ انگریزی کمپنی والے ڈریس کی تبدیلی کے ذریعہ سے رفتہ رفتہ اُن کو اپنے مذہب میں ملائینا چاہتے ہیں اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بلاری، والا جاہ آباد، بنگلور، سندھ دی دگ اور شکر دگ کی افواج میں بدامنی پھیل گئی اور حیدر آباد کی افواج میں بھی آثارِ بغاوت نمایاں ہوئے چنانچہ ۱۱ جولائی ۱۸۵۷ء مطابق ۳ صفر ۱۲۷۵ء کی شب میں فوج کے ایک عہدہ دار نے کرنل مانٹ ریو کو فوج کے اس بدگمانی کی اطلاع دی اور یہ بدگمانی بعض لغو افواہوں سے زیادہ وثاق ہوئی جاتی تھی جیسے یہ افواہ اڑ گئی کہ یورپین بارکس میں ایک باؤلی ہے اس میں ایک خزانہ کا پتہ لگا ہے جس کا نکلنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ چند آدمیوں کے سر اُس خزانہ پر قبضہ رکھنے والے جن کے بھینٹ نہ چڑھائے جائیں اور یہ قرارداد کر لی گئی تھی کہ یورپین فوج کے بعض سپاہیوں کے سر رات کے وقت حاصل کئے جائیں اُسی شب زینبی کے قریب ایک بے سری لاش کے پائے جانے سے آدمیوں کی جرأت اور بڑھ گئی۔ ۱۲ جولائی کی شب کو کنٹونمنٹ کے پیچھے کچھ آدمی جمع ہوئے طلایہ کے برسر میدان تیار رہنے کے حکم جاری کئے گئے، لیکن ان کے خدمات کی نوبت نہیں آئی۔ اس فوجی اہل چل کے باعث حیدر آباد کے عوام میں یہ افواہ پھیل گئی تھی کہ انگریزی فوج خدا نخواستہ سرکارِ عالی کے خلاف تیاریاں کر رہی ہے جسکی اطلاع سربراہ کا ران دولت کو ہوئی تو مغفرتِ نزل نے اپنی خاص فوج بے قاعدہ کو تباری کا حکم دیتے ہوئے میرِ عالم سے اس کی اصلیت دریافت

فرمانی۔ میر عالم نے دریافت حال کے لئے رزٹرنٹ کو لکھا جس پر رزٹرنٹ نے افواہ کی بے بنیادی کا اظہار اپنے خط مورخہ ۳۔ صفر ۱۲۸۱ھ میں کیا اگرچہ کہ اس میں واقعہ کی صورت کا اظہار نہیں ہے تاہم اس سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ حیدر آباد میں جو کچھ افواہ تیار کی گئی تھی محض بے بنیاد تھی یہاں ہم رزٹرنٹ تاس سد نہام کے اس رقعہ کی نقل کر دینا مناسب سمجھتے ہیں تاکہ اڑائی ہوئی افواہوں کی غلطی ثابت ہو جائے۔

”از رونے اخبار ہنگامہ کہ دیشب در شہر برپا گشت بد ریافت رسید تجب فراوان و تاسف بے پایان لاحتی گردید و یقیناً محل تجب است کہ خاطر مبارک حضور پر نور از ہنجیں افواہ بے بنیاد نامکن متوہم شدہ بقدر دقیقہ ہم و ایں مقدمہ بے اصل اندیشہ و مال را کار نفرمودہ رغایا و سکنہ شہر ازیں رگنہ در بحر تفکر و تخیل انداختہ اجتماع مردم نمایند و محل تاسف بہر اینست کہ خیال ایں جنس حرکات دور از اتحاد و یکگانگت و اعتبار و اعتماد کہ بسرکار کمپنی و افواج انگریزی است بخاطر مبارک مناسب نیست چرا کہ افواج انگریزی در اینجا محض متعین برائے حفاظت شہر و حرارت ممالک محروسہ و تنبیہ اعداء و درونی و بیرونی خصوصاً جہت صیانت مند و ذات حضرت حضور پر نور است پس از ہنجیں فوج کہ حقیقتاً لازم سرکار و بچان و دل مطیع و فرمانبردار باشند خیال توہم و وحشت کجا گنجایش دارد و نیز از چندے اکثر اخبار استماع می یابد کہ بعضے مقصد غرض گو و مفتریان قابو جو سبی و کوشش ذہن نشین خاطر مبارک حضور پر نور می نمایند و غرض اصلی و مقصد دلی آہنا ہندام بنیان اتحاد و یکگانگت است و ایں صورت لازم اقتادہ کہ ایں ہمہ اربع بالمشافہ بر حضور پر نور گذارش شود تا شکوک و اوہام از خاطر مبارک بدر رفقہ اطمینان تمام و

خاطر جمعی لاکھام چل آید و ناگذاش ایں مقدمات خاطر مبارک حضور پر نور از اقبال لاطیل
مفسدان تموش و متوہم شدہ محل اطمینان باشد کہ ایں ہمہ افواج محض برائے نگاہبانی
و آسایش مکنت شہر و حراست ذات مبارک حضرت حضور پر نور است پس حضرت ہمہ وقت
و ہر آن بہ اطمینان مشغول عیش و عشرت و مصروف دولت و نعمت بودہ کام روئے زمانہ
وزمانیاں و عقدہ کشائے مشکلات جہان و جہانیاں باشند وہیں آرزوئے دلی است کہ
حضرت بدولت تا زمان دراز برسد جاہ و جلال بہ ہزاراں مستر و انبساط ظل گستردہ
سایہ افکن ہو اخواہان قریب و بعید باشند و ابابستی بخاطر اشرف و اقدس راہ نیابد۔

راجہ چندولال کی خدمت پٹنلی | راجہ ہسپت رام کی علیحدگی کے بعد سے پیشکاری کی جائد
تقریر طلب تھی ۱۲۲۱ء میں میر عالم نے راجہ چندولال کو اس خدمت کے لئے منتخب کیا لیکن
راجہ سورج پرتاب و نت نے جو دفتر ال کے مختار اور میر عالم کے پیش دست تھے ان کو
اس تجویز سے باز رکھا چونکہ میر عالم چندولال سے خوش تھے اور ان کو اپنے پاس ہی
رکھنا چاہتے تھے اس لئے انھوں نے چندولال کو اپنے اور حضور کے درمیان وکیل مقرر
کیا اور جب سورج پرتاب فوت ہوئے تو چندولال کو (۲۲۔ صفر ۱۲۲۱ء) پیشکاری کے
عہدہ پر ترقی دلائی۔ ممکن ہے کہ میر عالم کو اپنے اس انتخاب سے باز رکھنے کے لئے سورج پرتاب
نے راجہ چندولال کے خلاف کچھ کہا ہو اور باوجود ان سے خوش ہونے کے سورج پرتاب نے

طہ منالال کے بیٹے تھے اور ابتداً راجہ خوش حال چند کے دادا ساگر ل کے محور یک زمرہ میں ملازم تھے رائے مذکور کی وفات
بعد ان کے لڑکے خدمت سرفقری صوبہ حیدر آباد و فتح آباد پر مامور ہوئے اور ان کے زمانے میں سورج پرتاب و نت ہی اجرا کار
و مقرر تھے جب راجہ چندولال راجہ راجہ راجہ کے ہمراہ پونہ سے آکر مامور ہوئے تو سورج پرتاب و نت کا اخراج ہوا حتیٰ کہ اسطرح جاہ کے
انتقال سے دو تین سال قبل پٹنلی کے گئے اسطرح جاہ کے انتقال کے بعد دیر طہ سال تک قزاقی کی خدمت کجاہ کرتے رہے حتیٰ کہ میر عالم کے
عہد دیوانی میں لاؤد انتقال کیا ۱۲

اُس فہمائش سے وہ متاثر ہوئے ہوں اس لئے راجہ چند دلال سے صفائی کے لئے اس سے بہتر میرے عالم کو اور کوئی امر معلوم نہیں ہوا کہ اُن سے کوئی اقرار نامہ حاصل کر کے اپنے پیدائشہ سوڈن کو رفع کریں اسی بناء پر انھوں نے راجہ چند دلال کے دو اقرار نامے اس موقع پر حاصل کئے۔ یہ راجہ صاحب مذکور کی فراخ حوصلگی اور عاقبت اندیشی کی تین دلیل ہے کہ ایک صاف و صریح اقرار میں انہیں ذرا بھی پس و پیش یا باک نہیں ہوا۔ اُن اقرار ناموں کو لفظاً لفظاً معلوم کرنے کے لئے مناسب یہ ہے کہ اُن تحریرات کے فوٹو ملاحظہ کئے جائیں جو انہیں صفحات میں موجود ہیں۔

انتظام ڈاک | ممالک محروسہ سرکار عالی میں ڈاک کا انتظام سب سے پہلے ان کے عہد وزارت میں ہوا حیدر آباد سے کلکتہ چنایا پٹن (مدرس) اچھلی بندر۔ پونہ بمبئی وغیرہ مقامات کو اور اُن مقامات سے حیدر آباد کو مرسلت ہو سکتی تھی۔ ٹپہ کا انتظام سطح رکھا گیا تھا کہ ان مقامات کی راہوں میں ہر دو کوس کے فاصلہ پر دو دوسرے مقررہ جو خطوط لیجاتے تھے سرکاری مرسلتوں کے علاوہ خانگی خطوط بھی جاسکتے تھے اُن پر ایک خاص محصول لیا جاتا تھا اور ایسے محصول کی آمدنی سے ٹپہ کے ملازمین کی ماہوار ادائیگی تھی صاحب خزانہ رسول خانی کہتے ہیں کہ ریڈنٹ سدھام نے اپنے عہد میں روانگی خطوط ادا اور ملازمان ٹپہ کا تعلق اور ٹپہ کی آمدنی کے انتفاع کے حقوق انگریزی کمپنی سے متعلق کر لئے ہیں اس کی تحقیق نہیں کہ ٹپہ کے متعلقہ حقوق پہلے علاقہ سرکار عالی سے وابستہ تھے اور بعد میں کمپنی نے اُن پر قبضہ کیا۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ اس زمانے میں ٹپہ کا سلسلہ اُس کا

تعلق سمیٹی۔ مدراس اور کلکتہ کے مابین منجانب کمپنی قائم تھا۔ اس کو سرکار عالی سے کوئی واسطہ نہیں تھا صرف سرکاری مراسلت کی حد تک سرکار عالی کو اس سے حق انتفاع حاصل تھا جس کا حق اب بھی قائم ہے ظاہر ہے کہ سلسلہ جس کا قائم کیا ہوا ہوا اور اس پر جس کی نگرانی ہو وہی اس کی آمدنی سے انتفاع کا حق رکھتا ہے ایسی صورت میں نہ نہام کی کوئی زیادتی تھی اور نہ میر عالم کی کوئی غلطی۔

ریاست آصفیہ کا سب سے پہلا ڈاکٹر [حیدر آباد میں ڈاکٹری کی تیارخ اگر لکھنا چاہیں تو اس کی ابتدا خاندان آصف جاہی سے بہت پیشتر قطب شاہیہ دور تک پہنچتی ہے لیکن اس کو سرکاری حیثیت نہیں ملی تھی حتیٰ کہ سرکار آصفیہ میں میر عالم سند وزارت پر مشتمل ہوئے انھوں نے جہاں رفاہ عام کے اور کام کئے وہیں عوام کی حفظان صحت کے خیال سے ایک ڈاکٹر مسمیٰ پور کو دو ہزار روپیہ ماہوار سے مامور کیا۔ اس ماہوار میں اخراجات ادویہ و آلات بھی شامل ہیں یہ سب سے پہلا ڈاکٹر ہے جو ریاست آصفیہ میں سرکاری ملازم ہوا ہے میر عالم کی وزارت سے قبل اور اس کے بعد بھی یہ رزیڈنٹ کے اسٹاف میں تھا چنانچہ جب کہ کیا رز نے علیحدگی فوج فرانس کے عہد نامہ کی شرط علیحدہ کو غفراں باب کے ملاحظہ میں پیش کیا تو اس وقت ان کے ہمراہ یہ ڈاکٹر بھی تھا اور اس موقع پر رزیڈنٹ کے ہمراہیوں میں سے مسٹر بالکم کو بیغہ اور سرترپج کی سرفریزی ہوئی اور ڈاکٹر پور کو صرف سرترپج عنایت ہوا۔

۱۲۲۰ء اور ۱۲۲۱ء میں حیدر آباد میں غلہ کی گرانی ہو گئی غریب غربا کو فاقوں کی نوبت پہنچی۔ میر عالم نے اس خیال سے کہ نرخ اجناس کچھ تو اترے گا غلہ پر سے



ہیرِ عالم کے تالاب کے بند کی تصویر پتھلی طرف سے

محمول اٹھالیا۔ مگر اس سے نرخ میں کوئی فرق نہیں آیا اور سیٹھ ساہوکار نیسے اور بقال
گراں فروشی سے باز نہ آئے۔ اس پر میر عالم نے یہ تدبیر کی کہ ہزار ہاروپے کا غلہ دور دراز
مالک سے منگوایا اور یہاں بطور خود ازاں نرخ پر فروخت کر نیکا انتظام کیا۔ اس کے بعد یہیں
غلہ فروش نرم پڑے اور غلہ سستا ہوتا چلا (واقعی گورنمنٹ کا ناخن تدبیر جب تک اس قسم کی
عقدہ کشائیاں کرتا نہ رہے مغلوں کا حال اور متوسط لوگ امن چین کی زندگی بسر نہیں کر سکتے
اسی گرائی کے زمانہ میں انھوں نے اپنی تعمیرات کے کام کھول دئے تاکہ مزدوری کی کثرت ہو
اور غربا آسانی سے اپنا آذوقہ کما سکیں۔

انتظامِ مملکت اور قحط دیوانی | میر عالم کے عہد میں انتظامِ مملکت بطور عملداری یا بطور تعہد ہوتا
تھا۔ یعنی اضلاع اور تعلقے ایک سربستہ رقم پر مقبر اشخاص کے سپرد ہوتے تھے جن پر لازم تھا
کہ وہ مقررہ رقم خرچہ اوقات معینہ پر داخل سرکار کر دیا کریں۔ اس رقم میں سے اخراجات دیوانی
و مال بشع مقررہ وضع ہونے کے بعد باقی رقم خالص آمدنی متصور ہوتی تھی۔

صاحب تیارخ گوہر شاہوار اور صاحب خزانہ رسلو خان اس امر پر متفق ہیں کہ میر عالم
اپنی خدمت دیوانی کے متعلق سالانہ پینتیس لاکھ روپے بشع رسانی پاتے تھے۔ سہانی کے
معنی یہ ہیں کہ جو رقم تعہد خزانہ سرکار عالی میں داخل ہوتی اس میں سے بحساب فی روپیہ تین
حق خدمت دیوانی وضع ہو کر دیوان وقت کو ملتے تھے یہ پینتیس لاکھ پورے کے پورے میر عالم
کی تنخواہ میں شمار نہیں ہوتے تھے بلکہ یہ جملہ رقم تمام اخراجات انتظام دیوانی سے متعلق ہوتی
تھی۔ اس میں شک نہیں کہ نسبت عہدِ اسطو جاہ کے اخراجات دیوانی میں تقریباً گیارہ لاکھ

اضافہ ہوا۔ جو نتیجہ ہے ملک کی آمدنی کی توفیر کا۔ اس واسطے کہ حق خدمت دیوانی کی شرح ان کے عہد میں بھی وہی تھی جو ان سے پہلے تھی اب ملک کا محاصل بڑھا تو اسکی مجموعی مقدار میں بھی اضافہ ہوا اس اضافے سے خلق اللہ کا فائدہ بھی بہت ہوا بہت ساری اجرائیاں مستحقین کو مدد معاشی و دیکھیں قابل افراد کو خدمتوں سے لگایا گیا۔ میر عالم کے مخالف جنوں بھی اُس کو تسلیم کرتے ہیں چنانچہ صاحب تاریخ گو ہر شاہ ہوا رگو ان کا مخالف ہے لیکن کہتا ہے کہ ” ہزار ہا بیوہ رازویو میہ پرورش کردہ و چہار صد آسامی منصبداران فرین دستخط کرڈ بہر حال یہ سدانی کی رقم پینتیس لاکھ ہر طرح میر عالم کے قبض و اختیار میں تھی جس کے اندر تصرف کے لئے کسی منظوری یا حکم کی ضرورت نہیں تھی۔“

بیج۔ جے۔ برگس نے اپنی کتاب دی نظام میں یہ بیان کیا ہے کہ میر عالم کو برٹش گورنمنٹ سے سالانہ چوبیس ہزار روپے کا پنشن ملتا تھا۔ لیکن اس نے یہ نہیں بتایا ہے کہ پنشن کس میں مقرر ہوا تھا اور کب۔ انگریزی کمپنی کا ایسا ہی ایک اور پنشن ان کے پیشرو مدار الملہام ارسطو جاہ کو بھی ملتا تھا جس کی مقدار ایک لاکھ روپے سالانہ تھی اور جو سنہ ۱۸۰۷ء کے صلح نامہ کی تکمیل کے بعد ان کے نام جاری ہوا تھا۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ میر عالم کو یہ وظیفہ ان کی اُس خدمت کے عوض میں ملا کرتا تھا جو مابین سرکارین حیثیت وکیل وہ ادا کرتے تھے۔

نیرنگان نادر شاہ کا درود | میر عالم کے آخری زمانہ وزارت میں سلطان محمد جعفر مرزا اور سلطان مرزا نادر شاہ ایران کے پوتے بعض وجوہ کی بناء پر خراسان سے حیدر آباد آئے میر عالم نے ان کے درود کی اطلاع سرکار میں دی اور ان کے لئے سفارش کی جس پر اعلیٰ حضرت نے

ان کو ایک پاکیزہ محل اترنے کے لئے مرحمت فرمایا اور علی بیگ خاں کے ذریعے ضروری اخراجات کے واسطے بارہ ہزار روپے بھیجے اور چھ ہزار کی جاگیر عطا فرمائی۔ اس کے علاوہ علاقہ دیوانی سے باستصواب راجہ چند لال ماہانہ چار سو روپیہ منصب جاری فرمایا۔

آلِ اولاد

میر عالم کے تین محلات تھے جن میں سے پہلی بیوی شہزادہ بیگم کے بطن سے ایک لڑکا مسمیٰ سید رضی اور دو لڑکیاں نفیسہ بیگم و صاحب بیگم پیدا ہوئیں دوسری بیوی رینس بیگم سے کوئی اولاد نہیں ہوئی ان کو میر عالم نے بر بناء وصیت ایک باغ موسوم بہ زیل باغ بہہ کر دیا تھا۔ غفراں منزل کے عہد سلطنت میں بیگم صاحبہ موصوفہ نے کچھ قرضہ سرکار فتح صاحب سے حاصل کیا تھا جس کی ادائی کے ضمن میں یہ باغ علاقہ مذکور میں منتقل ہو گیا۔ تیسری ایک حرم تھیں جن کے بطن سے ایک لڑکی خیر النساء بیگم پیدا ہوئیں جو محمد تقی خاں سے منسوب تھیں میر عالم کے صاحبزادے سید رضی ^{۹۰} سالہ میں پیدا ہوئے ^{۱۲۰۳} سالہ میں غفراں باب نے ان کو میر دوران خطاب سے سرفراز فرمایا۔ انھوں نے اپنے لڑکے کو علاوہ علوم متداولہ کے زبانِ انگریزی

۱۔ علی بیگ خاں گیلانی تاجر تھے۔ میر عالم سے موافقت ہونے پر انھوں نے کلکتہ کو روانہ ہونے سے قبل ارسطو جاہ کے پاس سفارش کر کے ان کے نام ایک سو روپیہ ماہوار چاہی گرائی اور اپنی مدار لہامی کے زمانے میں دو سو سوار مغلیہ کی جمعیت اور توپ خانہ سرکاری کی دوا وغہ گری سے سرفراز کیا۔

۲۔ جاگیر داران کڑا تال انھیں کی یادگار ہیں۔ ✓

کی بھی تعلیم دی تھی امرائے حیدر آباد میں یہ پہلے امیر ہیں جنہوں نے انگریزی تعلیم حاصل کی، مدراس کی فوج کے ایک عہدہ دار مسٹر الگزٹڈر سے میردوران کی بہت گہری دوستی تھی جن کی باہمی خط و کتابت کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انگریزی زبان جانتے تھے لیکن اس کی پوری قدرت نہیں پائی تھی چنانچہ عہدہ دار موصوف نے اپنے ایک خط میں ان کو لکھا ہے ”اپنے خط میں انگریزی کے مقابل اس کا فارسی مطلب بھی لکھا کیجئے تاکہ مجھے سمجھنے میں آسانی ہو“ میر عالم نے ان کی شادی سر رینگ پٹن کی مہم سے واپس آنے کے بعد ۱۲۱۳ھ میں بہرام الملک کی لڑکی نور جہاں آریگم سے کی جو ان کی حقیقی بھانجی تھی اس شادی کے لئے میر عالم ارسطو جاہ کے مکان میں منتقل ہوئے تھے۔

میر صاحب اپنے صاحبزادے کو سفر میں اپنے ہمراہ لجاتے تھے چنانچہ میسور کی چوٹی جنگ میں بھی یہ ہمراہ تھے اور بندوبست ملک میں بھی میسور کی چوتھی جنگ میں کچھ عرصہ میردوران انگریزی عہدہ داروں کے پاس مدراس میں تنہا بھی رہے ہیں میسور کی آخری جنگ کے اختتام کے بعد اعلیٰ حضرت سے رائیدرگ اور اس کے ساتھ کچھ اور مواضع عوض جمعیت میں میردوران کو جاگیر میں ملے جس کے متعلق جاگیرت میر عالم کے باب میں ہم نے تفصیل سے بیان کیا ہے اس سرفرازی کی مبارک باد میں ان کے دوست احباب نے بہت سے تہنیت نامے لکھے جن میں سے پورنیا کا خط (موسوئہ میر عالم) قابل ذکر ہے جس کا ایک حصہ

لے انگریزی کمپنی نے میٹروسلطان کی شہادت کے بعد میسور کی سلطنت پر حیدر علی کے مغرور کردہ راجہ کے پوتے کرشنا راج ادو بار کو گدی نشین کیا اوس وقت وہ صرف تین سال کا لڑکا تھا اس لئے اس کے ولی اور دیوان کی حیثیت سے پورنیا کو انگریزی کمپنی نے مامور کیا جس کا اظہار بیوگان چکا کرشن راج اور چام راج (مساتان پچی امنی و دیواجی امنی) کے خط نمبر ۱۲ مورخہ ۱۲۱۳ھ بقیر صفر ۱۲۹ھ

ذیل میں صبح کیا جاتا ہے :-

”رائیدرگ وغیرہ محالات کہ از پیشگاہ حضور پر نور سجا گیر صاحب مشفق مہربان میسرور ہمارے
تفویض یافتہ موجب کمال سرور و ابتہاج موخر گردید نظر بر توجہات گرامی و موالات صمیمی گویا
جاگیر نیازمند است آل الطاف منظر مدام و حضور لامع النور می باشند بمیر دوران بانی و مؤثر
کہ توجہات دلی مصروف دارند.....“

میر عالم کی دونوں لڑکیاں یکے بعد دیگرے نیرالملک علی زماں خاں فرزند غفور
سے بیاہی گئیں پہلی لڑکی نفیسہ بیگم کی شادی ۱۲ ربیع الثانی ۱۲۸۹ھ میں یکم جنوری ۱۸۷۲ء
کو ہوئی غفران مآب نے شادی کے لئے اپنا دولت خانہ گلشن محل نوشہ کو دیا خود بدولت
شریک بزم ہوئے اور دست خاص سے دولہا کو ستر پیچ - جینہ - کلغی - طرہ - مرصع دستبند
باندھا۔ دوسری بیچ الثانی کو اپنے محلات مبارک کے ہمراہ میر عالم کے مکان میں تشریف لائے
اور دولہن کو جو ہر گراں بہا عنایت فرمائے اور میر عالم نے ایک کشتی جو اہر اور کئی خوان بلبو سات بندر
کئے۔ اٹھائیسویں محرم ۱۲۸۹ھ کو میر عالم کی ان صاحبزادی کا وضع حمل ہوا اور اس کے دو گھنٹے
بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ غفران مآب نے بغرض تعزیت ارسلو جاہ کو ان کے گھر روانہ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) سے ہوتا ہے جو گورنر جنرل بہادر کو لکھا گیا تھا اس کے ایک حصہ کا ترجمہ یہ ہے۔

”آپ نے میسرورگی حکومت چارے لڑکے کو سرفراز فرمائی ہے اور پورنیا کو دیوان بنایا ہے جو ہماری خوشی کا باعث ہوا
ہماری حکومت منتزع ہو کر چالیس برس ہو گئے اب آپ نے اپنی عنایت سے ہمارا ملک پھر ہم کو دیدار اور پورنیا کو پہلا
دیوان مقرر کیا ہے جب تک ہمدرد ہاں و درخشاں ہیں ہم آپ کی سلطنت کے خلاف نہ ہوں گے.....“
پورنیا ایک ہوشیار اور لائق برہمن تھا اور ۱۲۸۹ھ تک اپنے سفوضہ خدات انگریزی رزلیڈنٹ باری کلوز کے ساتھ ادا کرتا رہا۔

فرمایا نومولود کا نام خود بدولت نے عبداللہ رکھا۔ کپیل بہادر بندہ تین لاکھ کی جاگیر میں انہیں کو سرفراز ہوا تھا۔ (۱۲۱۹ء) میر سید محمد نام ایک صاحب نے تواریخ اوصاف میر کے نام سے ایک کتاب مدون کی ہے اس میں جعفری تخلص کسی شاعر کی ایک تاریخ اس جاگیر کی سرفرازی کی نسبت لکھی ہے جس کی رو سے سن سرفرازی جاگیر کپل ۱۲۲۲ء ظاہر ہوتا ہے اور خزانہ رسول خانی سے ۱۲۱۹ء میں اس کی سرفرازی ثابت ہوتی ہے جعفری کے تاریخی اشعار یہ ہیں :-

میر الملک با بخت ہایوں بیا بد اقتدار روز افزوں

بنور چشمش عبداللہ صاحب عنایات الہی ہست مقبول

بہار تازہ یابد از ترقی بباغ زندگی آں سرو فزوں

بہ اوصد ملک بخت خچو کپیل بود دوار تاد دوران گردوں

شنو تاریخ جاگیر از دل شہاد کہ "ایں ملک خوش کپیل ہایوں

اس سے سن سرفرازی بارہ سو بائیس معلوم ہوتا ہے جو واقعہ کے خلاف ہے اس کے بیان کو ہم قابل اعتماد اس وجہ سے نہیں سمجھتے کہ اس نے تاریخ ایک مورخ کی حیثیت سے

۱۔ یہ وہی جعفری ہیں جنہوں نے مذہب اخلاق میں ایک کتاب موسوم بہ حجۃ البالیۃ لکھی جو اردو زبان کی نظم میں ہے اور اس کا سن تالیف مصنف نے اس مصرع سے (رکھا تھے جعفری اس کا نام) ۱۲۵۵ء ظاہر کیا ہے یہ اسی مصنف محمد پیری کی کتاب ہے ۱۲

نہیں بلکہ ایک شاعر یا مداح غیر الملک کی حیثیت سے لکھی ہے ایسی صورت میں اس کا فرض یہ نہیں تھا کہ تیاری کی تحقیق کرتا اس جاگیر کے متعلق باب آئندہ میں ہم نے طرحت کی میر عالم نے اپنی دوسری لڑکی صاحب بیگم کو ۲۱۹ لکھ میں غیر الملک کے عقد میں دیا، ان سے دولٹ کے ہوئے (۱) محمد علی خاں شجاع الدولہ (۲) عالم علی خاں سراج الملک عالیجناب میر یوسف علی خاں نواب سالار جنگ بہادر انہیں محمد علی خاں شجاع الدولہ کے پرپوتے ہیں۔

جاگیرات

۱۔ میر عالم کی جاگیرات میں ایک جاگیر ان کی آبائی تھی جس کا نام پیلوا دی تھا اور محض دو ہزار چھ سو چھیاسٹھ روپے اور وہ پرگنہ پیٹنچرو میں واقع تھی یہ جاگیر غفران آباد میر عالم کے والد کو عطا کی تھی ان کے انتقال کے بعد وہ ان کے نام پر منتقل ہوئی ان کے بعد ان کے حب وصیت یہ موضع ان کے نواسے عبداللہ صاحب شجاع الدولہ کی ملکیت میں آیا اور پھر وہ سراج الملک کے پاس منتقل ہوا ممالک محروسہ سرکار عالی کے بندوبست (۱۹۰۹ء) تک بھی یہ موضع برابر جاگیر ہی میں شامل تھا۔ لیکن جب روٹرن (۱۹۳۸ء) ہوا تو اس وقت یہ جاگیرات سے خارج ہو کر شریک خالص ہو گیا یہ وہ زمانہ ہے کہ نواب لائق علی خاں سالار جنگ بہادر کے انتقال کے بعد ان کا تمام اسٹیٹ زیر انتظام کورٹ آف وارڈز تھا۔ اب یہ تعلقہ کلہگور کے مواضع میں داخل ہے اس شمول و خروج کے متعلق ہماری تحقیق و تلماش نتیجہ خیر نہیں ہوئی۔

۲۔ میسور کی تیسری جنگ کے صلح نامہ کی رو سے جو علاقہ سرکار نظام کے حصہ میں آیا اُس میں سے ان کو کیل کا علاقہ جاگیر میں ملا جس کے انتظام پر میر عالم نے عبدالعزیز کو مامور کیا تھا انھوں نے آس پاس کے زمینداروں کی دست درازی کی اطلاع اپنے ایک خط مورخہ ۱۷ جمادی الثانی ۱۲۰۳ھ میں برجنگ کو کی جس میں وہ لکھتے ہیں :-

”دیں ولا بتکرار بدریافت می رسد کہ مفسدان خیرہ سر تعلقہ متعلقہ آل مہربان برویہات تعلقہ نظام گڈھ عرف کوئل دست درازی و بار حایائے آنجا و رتقا اذیت پر دازی می باشند از آنجا کہ تعلقہ مذکور از حضور در جاگیر نواب صاحب علی القاب نواب میر عالم بہادر مقرر و اس معنی از خارج بسع شریف ہم رسیدہ باشد.....“

اس سے ظاہر ہے کہ اسی زمانے میں ان کو کیل سرکار نظام سے جاگیر میں مل چکا تھا اس کے بعد ۱۲ اراکٹو برست ۱۲۰۳ھ ۲۲ جمادی الاول ۱۲۰۵ھ کے عہد نامے کی پانچویں دفعہ کے اعتبار سے منجملہ اور اضلاع کے یہ بھی انگریزی افواج متعین کی تنخواہ میں سرکار انگریزوں میں ضم ہو گیا لیکن اسی عہد نامہ کی چھٹی دفعہ کی رو سے دریائے تنگبھدر اس حد سرکارین قرار پائی اور اس وجہ سے انگریزی سرکار نے بعض دوسرے اضلاع کے اس کو واپس کر دیا اس کے بعد (۱۲۰۹ھ) اُس زمانے میں جبکہ میر عالم اور مہیت رام میں باہمی مخالفت تھی سکندر جاہ نے اس کی سند میر عالم کے نوٹسے عبداللہ صاحب شیخ الدو کہ نام عطا کی لیکن ۲۱ مئی ۱۸۵۳ء ۱۲ شعبان ۱۲۶۹ھ کے عہد نامہ کی دفعہ ششم کے بموجب علاقہ دواہ کے ساتھ کیل پھر انگریزی سرکار میں منتقل ہو گیا اس کے بعد جب مختار الملک کے

ہند میں بروئے عہد نامہ ۱۸۵۳ء علاقہ برار سرکار عالی سے انگریزی سرکار میں منتقل ہوا تو اس میں سراج الملک کی جاگیر کے آٹھ موضع بھی انگریزی میں جاتے رہے جن کے معاوضہ میں مختار الملک کی خواہش اور ان کے انتخاب پر علاقہ کیل سرکار انگریزی سے اُن کو جاگیر ملا اور اب تک بھی اسی طرح نواب سالار جنگ بہادر کی جاگیرات میں داخل و شامل ہے۔

۳۔ میسور کی چوتھی جنگ میں جو حصہ سرکار نظام کو ملا اس کے بند و بست کے لئے میر عالم نامزد ہوئے تھے اسی زمانے میں ان کے صاحبزادے میر دوران کو عوض جمعیت (جس کی تعداد پانسو سوار اور دو ہزار جوانان بارتھی) میں تعلقہ رائیدرگ وغیرہ جاگیر میں ملا چنانچہ اس کا ذکر میر عالم نے اپنے ایک خط میں کیا ہے جو انھوں نے ۲۷ رجب ۱۲۱۲ھ کو لارڈ کلیمف گورنر مدراس کو لکھا ہے اس کی اصل عبارت یہ ہے :-

”دیں ولا از پیشگاه حضور پر نور بر خوردار کا مگار میر دوران بہادر را در عوض جمعیت پانصد سوار و دو ہزار جوانان بارتعلقہ رائے درگ وغیرہ محالات تفویض یافتہ و مخلص حسب الحکم حضور پر نور بر بناء انتظام و انساق ملک ایں طرف دریائے کرشنا شرف و توی یافتہ بتاریخ بیت و سیوم رجب المرجب عبور دریائے مذکور بعل آمد.....“

اس سرفرازی کے بعد میر عالم نے اعلیٰ حضرت سے معروضہ کیا کہ اگر حکم ہو تو فوج کے سردار انگریز مقرر کئے جاتے ہیں جس پر ارشاد ہوا کہ یہ ہماری عین خوشی ہے اس پر جب اس خطہ ملک کے بند و بست کے لئے روانہ ہوئے تو انھوں نے جنرل ہارلی کو ایک خط (مورخہ ۱۹ شعبان ۱۲۱۲ھ) لکھا جس میں انھوں نے بعض انگریزی سرداروں کے اپنے پاس

تقرر کی تحریک کی لیکن جہاں تک ہم کو معلوم ہے اس پر کوئی عمل نہیں ہوا اور انگریزی گورنمنٹ نے ۲۱ اکتوبر ۱۸۵۷ء کا ہند نامہ طے کر لیا جس کی دفعہ پنجم کے اعتبار سے رائے درگ اور اس کے ساتھ کے چھ تعلقات انگریزی سرکار میں مفوض ہو گئے اور اس جاگیر سے میر علی خان کے صاحبزادے بھی اسی طرح محروم ہے جس طرح خود اسطو جاہ یا سلیمان جاہن حق میں غفران مآب نے اس علاقہ کی سند لکھ دی تھی جو میسور کی چوتھی جنگ میں ان کے حصہ میں آئے جس کا ذکر تقسیم ملک میسور کے ضمن میں کیا گیا ہے۔

ان کے علاوہ اور کئی موضع ہیں جن کا داخلہ میر علی خان کے وصیت نامہ میں ملتا ہے چنانچہ ۱۔ ایک موضع موسوم بہ چٹکل جمعی ^{۱۸۵۷} انھوں نے اپنی لڑکی صاحب بیگم کو دیا تھا ۲۔ ایک موضع قاضی پلی نام جمعی ^{۱۸۵۷} اپنی بہنویر جہاں آرا بیگم کو دیا تھا۔ ۳ و ۴۔ دو موضع موسوم بہ کون پلی و محمد شاہ پور جمعی ^{۱۸۵۷} اپنی ایک اور لڑکی خیر النساء بیگم کو دئے تھے۔

۵ تا ۸۔ اپنی بیوی زریب النساء بیگم کے نام چار موضع جمعی ^{۱۸۵۷} دئے تھے۔ ان سب مواضع کے ساتھ ”بوجہ سند حضور پر نور“ کے الفاظ تحریر ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قبل وصیت نامہ ان مواضع کے متعلق اعلیٰ حضرت کی منظوری اور ان کی سند حاصل کر لی گئی تھی۔

اسی باب میں میر علی خان کی جملہ جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کی تفصیل اور اس کی تقسیم بعد الموت کا

بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے وَہیٰ ہذا۔

لے ان مواضع کے نام وصیت نامہ مذکور سے صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکے ۱۲

انھوں نے ۷ رزقۃ الحرام^{۱۲۲} بحسری کو ایک وصیت نامہ مرتب کیا تھا جو قاضی شریعت اللہ خاں کی ہمر سے مزین ہوا اور اس کی ایک نقل رزیدنٹ کے پاس اور ایک دفتر قضاۃ میں داخل کر دی گئی اس کی رو سے ان کی تمام جائداد کے و رزیدنٹ تاس سد نہام تھے۔ ریاست میں اور امراء و رؤساء کے ہوتے میر عالم نے رزیدنٹ ہی کو وصی بنایا اس کی کوئی وجہ سوائے اس کے نہیں معلوم ہوتی کہ وصیت نامہ اس زمانے سے بالکل ہی قریب میں مرتب ہوا ہے جبکہ مہیت رام اور میر عالم میں جھگڑا تھا اور مہیت رام کی طرف سے یکسوئی نہیں ہوئی تھی اور میر عالم سے علحضرت ابھی صاف نہیں ہوئے تھے۔ اس جھگڑے میں رزیدنٹ مذکور نے میر عالم کے ساتھ جو سلوک کیا تھا اس کا اظہار ہم نے اپنے موقع پر کر دیا ہے اس وجہ سے ممکن ہے کہ انھوں نے رزیدنٹ کو اپنا موتمن قرار دیکر وصی گرداننے کو مناسب تصور کیا ہو۔ بہر حال ان کے موصی اہم چھ تھے ایک زوجہ دولڑکیاں ایک نواسہ (عبد اللہ صاحب) ایک بہو اور ایک داماد۔ اور وقف جائداد کی نسبت یہ وصیت تھی کہ پنچہ شاہ کی دو کانات اور مسجد و سرکے وقف فی سبیل اللہ کی گئی ہیں ان کے متعلق جو جب وقف نامہ مصدقہ عمل ہو۔ باقی جائداد میں جاگیرات کے علاوہ طلا، ونقرہ و جواہر اور دیباغ ایک مکان اور ایک تالاب بھی تھا۔ جنہیں سے عبد اللہ صاحب کو ایک لاکھ کا زرو جواہر اور زیب النساء یکم کو

۱۲۲ قاضی شریعت اللہ خاں موسوم بجمہوریہ سفال قاضی القضاۃ افتخانی شاہجہاں پوری محمد غفران مآب میں وارثانہ حیدر آباد ہوئے پہلے درس تدریس اور پھر افتاء اور اس کے بعد الٰہیہ میں خدمت تھنائے بلند پر مامور ہوئے۔

ایک لاکھ کئے ریورات وجواہر اور ایک باغ اور ایک لاکھ کازر وجواہر اور حویلی معہ دو گانا اور جلو خانہ صاحب بیگم کے حق میں اور پچاس ہزار کی مالیت کازر نور جہاں آرا بیگم کو اور پچیس ہزار کا خیر النسا بیگم کو اور تالاب داماد کے حق میں ہبہ ہوا تھا۔

عمارات و آثار

میر عالم کی وزارت چار سال چھ مہینے چار دن رہی اس قلیل عرصے میں اپنے بقائے نام کے بہت کچھ اسباب انھوں نے مہیا کئے خیر خیرات کی تعمیرات کے کام لوگوں کے ساتھ اچھے اچھے سلوک کئے۔ یومیۃ ماہواریں جاری کیں۔ ایسے ہی کام بقائے نام کے موجب ہوتے ہیں ان کی تعمیرات کی تفصیل ذیل میں بتائی جاتی ہے جس سے معلوم ہو گا کہ ان کو اس سے کس قدر دلچسپی تھی جو جو عمارتیں انھوں نے بنوائیں اس زلزلے کی بہترین عمارتوں میں شمار ہوتی تھیں عام لوگ ان کو عجوبہ روزگار سمجھ کر دیکھتے مساجد اور سرائیں (۱) میر عالم نے حیدر آباد سے چنیٹن مدراس تک اور ازنگ آباد پونہ اور ممبئی تک کے راستوں پر مسافروں کے لئے سرائیں اور مسجدیں بنوائیں اور باؤلیاں کھدوائیں جن میں سے اکثر آج تک بھی قائم ہیں جیسے نانڈیر اور نلگنڈہ کی سرائیں ان کی تعمیر کی شکل ایک ہی وضع پر ہے یعنی مغربی سمت میں ایک چھوٹی سی مسجد اور اس کے شمال و جنوب میں سرائے پنہ شاہ کو چوکھنڈی کی تصویر سے اس کا نقشہ معلوم ہو سکتا ہے

باغ کی تعمیر (۲) ۱۲۲۱ھ میں حیدر آباد کی شمالی سمت میں شہر نیاہ سے ملحق

رود موسیٰ کے جنوبی کنارے پر ایک وسیع باغ معہ عمارات غالباً تعمیر کروایا جاتا تھا۔ بارہ درمی کے نام سے مشہور ہے اس کی تعمیر میں تین لاکھ روپیہ صرف ہوا اور اہتمام تعمیر علی بیگ خاں اور ابوالحسن خاں اور بخشی اسماعیل خاں کے سپرد تھا۔ میر عالم نے اپنی بارہ درمی کی تعمیر کے لئے افسر اللہ ولد کی حویلیاں لے کر ان کو اس میں شامل کر لیا اور اس کے معاوضہ میں ان کی جاگیر میں اضافہ کیا اور ان کے بھائیوں (غلام حیدر خاں حسین علی خاں) کو تنخواہ مقرر کر کے راجہ چند دلال کے رسالہ خاص میں داخل کیا اس بارہ درمی میں بالاحمل اور پائین محل کے نام کے دو محل تعمیر ہوئے۔ حمام خانہ بارہ درمی اور جلوخانہ بھی اس میں بنائے گئے۔ باغ کی وسعت نئے پل کے قریب سے محلہ دارالشفافہ تک ندی کے کنارے کنارے ہے۔

جب یہ مکان اور بلوغ تیار ہو چکا تو اس میں میر عالم نے اعلیٰ حضرت کی سالگرہ کا جشن ترتیب دیا حضور مہمان ہوئے مراجعت کے وقت وہ تمام جو اہر جو میر عالم نے منسوخ سررینگ پٹن میں اعلیٰ حضرت کے حصہ میں وصول کئے تھے بندگان عالی کی نذر کئے۔ ان

لے یہ قوم کے متنبولی تھے۔ داراجاہ کے زمانہ میں سلطان ہوئے ٹیپو سلطان کی جنگ میں داراجاہ کی زناقت کے باعث ترقی پائی اور ان کے انتقال کے بعد یہ اپنی جمیعت کے ساتھ میر عالم کے پاس حاضر ہوئے انھوں نے بخشی کو عمارات کی دواؤں وغیرہ کی ادجمیعت بھی حسب سابق بحال رکھی۔ ان کی جمیعت کی تنخواہ کے عوض میں تعلقہ پائینا پٹھان کے تفویض ہوا۔

سلطہ نامہ علی نامی ایک منصب دار تھے ان کے یہ فرزند تھے صوبہ برار میں ان کی جاگیر تھی اول مس الامر کی زناقت میں رہتے تھے ان سے الگ ہو کر میر عالم سے ملاقات پیدا کی۔

سلطہ یہ پل افضل الدولہ آصف جاہ پنجم کے عہد کی عمارات سے ہے جو دہلی دروازہ کے متصل تعمیر ہوا ہے وجہ الدیخان معنی نے اس کی تاریخ تعمیر لکھی ہے جس کا مادہ ہے "مرآت مستقیم رود موسیٰ" اس سے تعمیر ۱۲۷۶ھ ظاہر ہوتا ہے۔ یہی مادہ پل کے دروازہ پر اب تک بصورت کتبہ موجود ہے۔

بادل ناخواستہ انھوں نے جو اس وقت تک نہ کور کے حوالے کئے اور اس نے میر عالم کو پہنچایا اور انھوں نے اعلیٰ حضرت کی نذر کئے۔

باغ میں جنگ | بارہ درمی میں اعلیٰ حضرت کے رونق افروز ہونے کے بعد میر عالم نے عام اجازت دیدی کہ جو شخص چاہے بارہ درمی کی سیر کو آئے اور انھوں نے اس باغ میں آٹھ لاکھ روپے اپنے پادرجیانہ کے داروغہ کو یہ حکم بھی دے رکھا تھا کہ جو لوگ کھانے کے وقت وہاں موجود ہوں ان کے لئے کھانے کے خوان بچھ دئے جایا کریں تیغ کی اس عام اجازت کی بناء پر ایک دن نیاز بھادر خاں اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ بارہ درمی میں آکر آئینہ خانہ کی متصلہ چھت پر تنگ بازی کر رہے تھے۔ شام شام کو سلطان میاں بھی اپنے چند سواروں کے ہمراہ سیر کی غرض سے آئے ان دنوں کسی بنا پر نیاز بھادر خاں اور سلطان میاں میں باہمی نزاع تھی۔ سیر کرتے ہوئے سلطان میاں اور ان کے ہمراہی آئینہ خانہ کی طرف نکلے اور چاہتے تھے کہ اس کی بھی سیر کریں اس میں داخل ہونے کا ایک ہی راستہ تھا نیاز بھادر

لہ نیاز بھادر خاں۔ بہادر بیگ خاں ابن نیاز بیگ خاں کے فرزند ہندوستان کے باشندے تھے اور حیدر آباد میں پیدائش روزگار کے لئے بات خود کئے اور پہلے ذوالامرا کے رسالہ میں اور پھر عاشور بیگ خاں کے رسالہ میں ملازم ہوئے اور عاشور بیگ خاں کے انتقال کے بعد ان کی لڑکی سے شادی کی اور اس قربت کے ذریعے سے عاشور بیگ کے رسالہ پر (جو ایک ہزار سوار اور ساڑھے تین سو جوانان علی غل پر مشتمل تھا) سرفرازی پائی۔

لہ سلطان میاں۔ افغان قوم کے پرنیادے تھے ہندوستان کے علاقہ کنڈیلہ کے باشندے تھے خواں صاحب کے عہد میں حیدر آباد کے پہلے تجارت کرتے تھے پھر حبس اور سلاطین کی عیش و فراہ کوئی کی دوسری لڑکی سلطان میاں کے لڑکے کو دلا گیا جس سے منسوب ہوئی تو ان کو (سلطان میاں کو) پہلے دو سو سوار کی سرفرازی ہوئی اور ان کی تنخواہ میں پرگنہ اکل کو رخصتا ہوا اور پھر پانچ سو سوار تک اضافہ ہوا۔

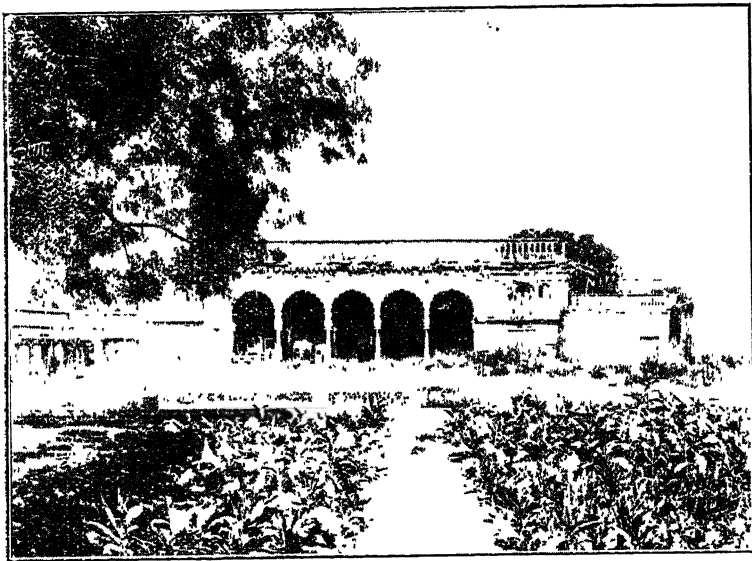
نے خیال کیا کہ ”سلطان میاں مجھ سے لڑنے آیا ہے“ معاً اس نے دروازہ بند کر لیا۔ اس پر سے جانبین میں تند قلمخ گفتگو ہوئی اور بندوق و قرائین کی دواں چلی۔ اس کے بعد دروازہ کھلا۔ اور شمشیر پر ہاتھ پڑا تلوار کی کھپا کھپ سے جانبین میں کئی ایک زخمی ہوئے دو ایک مرے بھی مغرب تک جنگ رہی آخر نیا زبہا درخاں موقع پا کر پائین محل کے پورے کی عریض دیوار پر سے ندی میں کود پڑے اور کوٹھی میں داخل ہو گئے۔ یہ واقعہ ایسا ہوا کہ اس بعد سے میر کی عام اجازت موقوف ہو گئی اور بارہ درمی کا دروازہ عوام پر بند ہو گیا۔

میر عالم نے بارہ درمی کے محل کے بالا خانہ کی پیشانی پر نادر قلم خاں سے کچھ اشعار لکھوئے تھے یہ اشعار بہت معنی خیز ہیں اور میر عالم کی خاص طبیعت اور جدت کا پتہ دیتے ہیں اس ہم ان کو یہاں نقل کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

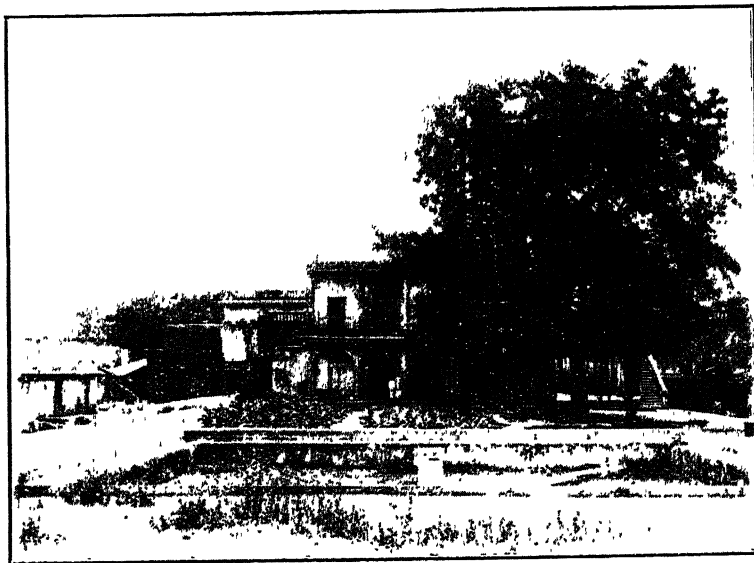
مقصود زکاخ و صفہ و ایوان نکاشتن کا شانہ ہائے سر فلک بر فراشتن
گلہائے رنگ رنگ و درختان دیوہ در باغ و بوستان سرشوق نکاشتن
دانی کہ چہیت تا بمراد دل اندر آں یک لحظہ دوستی بتواں شادداشتن
ورنہ چگونہ مردم حاسنل بنا کنند از گل عمارتے کہ باید گزاشتن

مکاناست | (۳) اپنے رہنے کا مکان بنوایا تھا جس کے متعلق مورخین وقت کا خیال ہے کہ اس زمانے میں میر عالم کے مکان کے عسبی خوشنما اور وسیع عمارتیں بہت کم تھیں اس کے

۱۔ محمد علی عالمگیری کے بیٹے محمد باقر نام و نامزد مل خاں خطا تھا اچھے خوشنویس تھے اور شہزادہ خوشنویس محمد دلی کے شاگرد تھے خط تعلیق میں اتنی شوق بہم پہنچائی تھی کہ پون سو طریقے سے تعلیق لکھتے تھے ان کی سرکاریں دو سو روپیہ ہوا پر ملازم خطاخن بھی خوب لکھتے تھے سندسیدیں ان کا انتقال ہوا۔

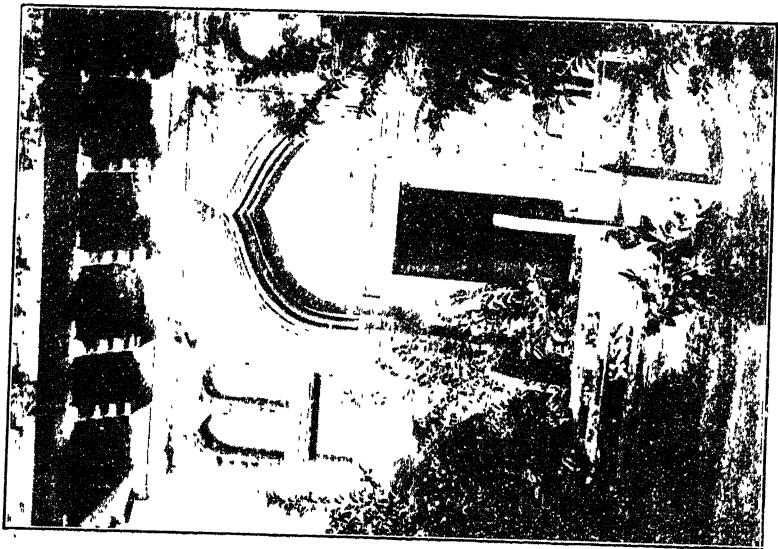


میرتالہ کے مکان کے شمالی حصہ کی تصویر



میرعالم کے مکان کے جنوبی حصہ کی تصویر

تصویر نمبر ۱۵ - واقعہ انارہ مدرسہ موم



مدرسہ عالم کے ہم پر کے کتبہ کی تصویر



کئی حصے تھے زمانہ مکان کا حصہ میر عالم کی منڈی کے شمالی رخ پر واقع تھا اور منڈی کے شمال رخ پر واقع تھا اور اُس کے شمال مشرقی گوشہ میں پھاٹک ہے وہ اس زمانہ حصہ کی دیوڑھی کا دروازہ تھا زمانہ مکان میں شمال رویہ اور جنوب رویہ دو بڑے والاں اور در والاں اور پیش والاں تھے شمال رویہ حصہ کے اوپر بالا خانہ بھی تھا اور مشرقی اور مغربی سمت میں بیوتات تھے والاؤں کے درمیان ایک وسیع صحن تھا جس کے درمیان ایک بڑا مربع حوض تھا اب اس مکان کی حالت خستہ ہو گئی ہے جا بجا مہندم ہوتا جا رہا ہے جس وقت ہم اس کو دیکھنے گئے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بعض غربا اس کے مختلف حصص میں فروکش ہیں اور صحن میں جو کھیا ریاں بنی ہوئی تھیں ان میں تماکو کی کاشت ہوئی ہے زمانہ مکان کے مغربی سمت میں دیوان خانہ خاص تھا اب میں میر عالم برآمد ہوتے اور مشتاقان ملاقات سے ملتے جلتے تھے اور درباریوں کا آداب مجری بھی اسی میں ہوتا تھا۔ اس مردانہ مکان کا دروازہ منڈی کے شمالی سمت میں واقع ہے۔

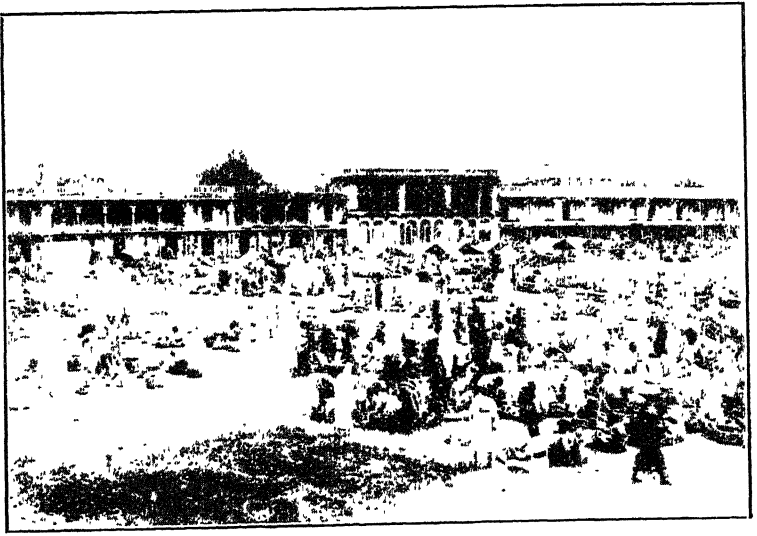
ایک حصہ مکان مرغ خانے کی باولی کے پاس واقع ہے جو عاشور خانہ کے نام سے موسوم ہے جہاں علم مبارک استاد ہوتے تھے اور یہیں جن حیدری بھی منایا جاتا تھا اسی مکان کے جنوب مشرقی سمت میں ایک اور حصہ مکان ہے یہ بھی انہیں کا بنایا ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اون کی زندگی میں اون کی صاحبزادی کے لئے مخصوص تھا اب اس مکان کی حالت نہایت اتر ہو گئی ہے اگرچہ یکہ پندرہ بیس سال پیشتر نواب شجاع الملک کی

بگیم صاحبہ نے جو عالیجناب نواب فخر الملک بہادر کی صاحبزادی ہوتی ہیں اپنی بود و باش کے لئے اس کی تعمیر و تعمیر کی تھیں لیکن اس کے بعد سے اب تک اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی اسی وجہ سے یہ مکان قریب ہے کہ مہندم ہو جائے۔

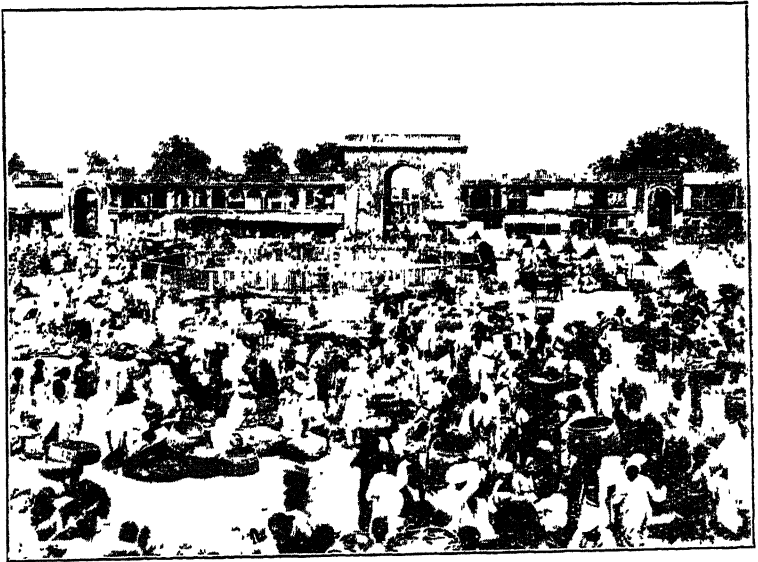
بہر حال میر عالم کے مکان اور باغ کی تمام عمارات کی شان اور وضع قریباً ایک ہے جس سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ یہ خاص وضع میر عالم کو بہت مرغوب تھی۔

منڈی کی تعمیر (۴) اپنے مکان سے متصل ایک بڑی منڈی تعمیر اور قائم کی جس کا نام منضرت منزل کے خطاب سکندر جاہ پر سکندر گنج رکھا گیا تھا لیکن اس نام سے مشہور نہ ہوئی اس میں جو مسجد موجود ہے وہ بھی انھیں کی تعمیر کردہ ہے مسجد کی درمیانی کمان کی پیشانی پر ایک سیاہ پتھر کا کتبہ لگا ہوا ہے جس میں خط نسخ سے ”و یبقی وجہ دہک ذوالجلال والادوار“ کندہ ہے اس کے تحت ۱۲۲۰ھ لکھا ہوا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اس مسجد کی تعمیر اسی سن میں ہوئی۔ لیکن اس عربی فقرے سے بارہ سو چوبیس اعداد حاصل ہوتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فقرہ تاریخی نہیں ہے۔

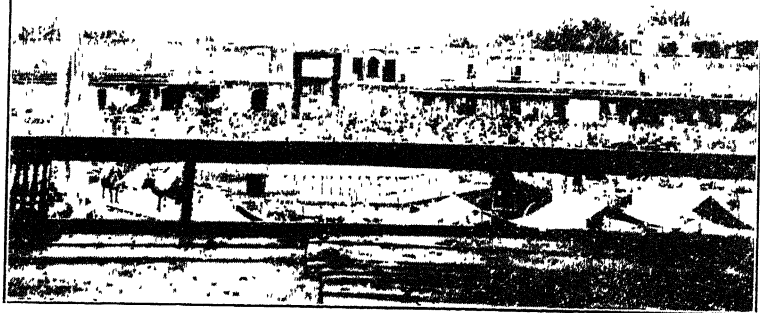
یہ منڈی اب ”میر عالم کی منڈی“ کہلاتی ہے اس کی چار سمتوں میں چھ کمانیں ہیں جن سے مغربی دو کمانوں میں سے ایک کمان ایرانی گلی کے راستہ پر واقع ہے اس میں کر ایرانی گلی پتہ شاہ۔ کالی کمان۔ گلزار حوض کو جا سکتے ہیں اور دوسری مغربی کمان کو پیچم کے راستہ پر ہے۔ جس میں سے مچھلی کمان کو راستہ نکلتا ہے۔ شمال رو یہ پھاٹک میر عالم کے دیوانخانہ خاص کا دروازہ ہے۔ مشرقی دروازوں میں سے صرف درمیانی دروازہ



مہر عالم کی مندی کے جنوبی رخ کی تصویر



مہر عالم کی مندی کے مشرقی رخ کی تصویر



میر عام کی مندی کے شمالی رخ کی تصویر



میر عالم کی مندی کے مغربی رخ کی تصویر

ساکل کہتے ہیں) موضع کو تو الگوڑہ کے قریب ایک بند ساٹھ ہزار روپے کے خرچ سے بنایا گیا۔ اور اس سے ایک نانہ نکال کر عید گاہ کے قریب کی نشیبی زمین میں پہنچایا گیا۔ اور اس کی شمالی اور جنوبی بلندیوں کو ایک کٹہ کے ذریعے سے ملا دیا گیا۔ تالاب کے کٹہ کی شکل فی الجملہ ایک بڑے سے نصف دائرے کی ہے جو ایکس چھوٹے چھوٹے نصف دائروں پر مشتمل ہے اور ہر دو نصف دائروں کے مفصل پر آگے کو بڑھی ہوئی ایک بندش فضیل کبج کی سی ہے تالاب ۸ میل محیط ہے اور کٹہ کا طول ایک ہزار ایک سو بیس گز ہے اس کٹہ کی تعمیر میں تین لاکھ روپیہ صرف ہوا مہتمم تعمیر ایک انگریز انجنیر ہنری رسل نامی تھا جو فرنگی عمارت کا داروغہ تھا۔ نواب عماد الملک بلگرامی اور سی و لٹ نے اپنی تاریخ میں یہ بیان کیا ہے کہ اس تالاب کی تعمیر ان فرانسیسی انجنیروں کے ذریعے ہوئی جو گورنمنٹ کی ملازمت میں تھے ممکن ہے کہ ان کا استدلال گلزار آصفیہ پر ہوں واسطے کہ اس کا بیان بھی یہی ہے لیکن ہم اس بیان کو تسلیم نہیں کرتے اس کی وجہ یہ ہے کہ میسور کی چوتھی جنگ کے قبل ۱۸۱۳ء میں جو صلح ہوئی اس کے ذریعے فرانسیسی فوج اور تمام فرانسیسی عہد دار جو فوج میں گورنمنٹ کے ملازم تھے برطانت اور ممالک محروسہ سرکار عالی خارج کر دئے گئے تھے اور تالاب کی بناء ۱۸۲۱ء میں پڑی اس واسطے یہ صحیح نہیں ہو سکتا کہ اس کی تعمیر فرانسیسی انجنیروں کے زیر اہتمام ہوئی۔ اس تالاب اور کتوے کی تاریخ تعمیر اور اس کے تعمیر کنندہ انجنیر کا نام اس کتبہ سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے جو اس کی تعمیر کے

ختم پر تیار کر کے کو تو ال کوڑے کے بند کے پاس ایک بلندی پر نصب کیا گیا تھا اور ختم تعمیر حمایت ساگر تک بھی یہ وہیں موجود تھا لیکن جب حمایت ساگر میں پانی روکا جانے لگا نواب سالار جنگ بہادر نے اس خیال سے کہ کہیں یہ کتبہ بھی غرقاب نہ ہو جائے اس کو وہاں سے نکلوا کر اپنے باغ واقع تالاب میر عالم کے مکان کے سامنے فرش زمین پر رکھ دیا ہے۔ یہ کتبہ سنگ سیاہ کی دو سطروں پر مشتمل ہے جن کا مجموعی طول و عرض ۴ x ۳ فٹ ہے اس کی تحریر انگریزی زبان میں اور ۹ سطروں میں ہے جس میں بند کے بنانے اور بنوانے کا نام اور تاریخ آغاز و اختتام کا ردج ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ انگریزی کمپنی کے مقبوضات علاقہ مدراس کے ایک انجینئر سیس تیج رسل کے زیر نگرانی اس کی تعمیر کی اصل کتبہ کی صورت حال منسلکہ فوٹو سے معلوم ہوگی۔

تالاب کے کٹ کی پجھر | جب اس تالاب کے کٹ کی تعمیر مکمل ہو گئی اور تالاب میں پانی جمع ہونے لگا تو پتھروں کے جوڑوں میں سے پجھر ہونے لگی اور اس پجھر کے ساتھ چونہ بہنے لگا۔ جس سے قیاس ہوتا تھا کہ مکان کے پتھر چونہ کی گرفت سے چھوٹ کر پانی کے زور سے حل جائینگے میر عالم نے انجینئر کو لکھا کہ یہاں کے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ چونہ بہنے سے پتھر

علحدہ ہو کر کٹ ٹوٹ جائیگا۔ اس نے جواب دیا کہ تالاب کی ریگ ابھی کمانوں کی دروازوں (روزوں) میں بیٹھی نہیں ہے اور ریگڑ اور چونہ کھل مل کر ان میں چپکا نہیں ہے اس لئے یہ زیر بن جائیگا دو سال کی مدت میں تالاب پورا بھر جائیگا تو پھر کٹ میں ایسی کوئی پجھر نہیں رہیگی اگر دو سال کے اندر اندر کٹ ٹوٹ جائے تو انگریزی کمپنی اس کی ذمہ دار ہے وہ اس کی تعمیر کا پورا پورا خرچ

دیدگی اس انجینئر نے اس کے ساتھ یہ بھی لکھا تھا کہ اگر کٹہ کی مزید مضبوطی کا خیال ہے تو بہتر ہوگا کہ اس کا پچھلا عمیق حصہ مٹی سے پاٹ دیا جائے اور اس کام کے لئے تخمیناً ایک لاکھ روپیہ اور صرف ہوگا۔ پھر ہزار سال تک کٹہ کو کوئی دھوکا نہیں۔ دو سال میں جب تالاب بھر چکا تو پھر کے ساتھ چونا آنا بھی بند ہو گیا۔ میر عالم کو موت نے ہلکت ندی کہ وہ کٹہ کے پیچھے مٹی ڈلو کر اس کو اور پائدار کر دیتے اب بھی ہم دیکھتے ہیں کہ کٹہ کے بیرونی رخ پر پتھر میں بد بھربائی جاتی ہے بایں ہمہ کٹہ کی مضبوطی میں کوئی فرق نہیں آیا ہے کٹہ کی بڑی خوبصورتی اور عمدگی یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی چادر جسے النگ بھی کہتے ہیں علیحدہ نہیں بنائی گئی ہے تالابوں میں بالعموم کٹوں کے ایک طرف ذرا بلندی پر چادر بنائی جاتی ہے تالاب میں اس کی مقررہ مقدار سے جتنا زیادہ پانی آتا ہے اس کے ذریعہ نکل جاتا ہے۔ اس تالاب سار کٹہ ایسا بنایا گیا ہے جو از اول تا آخر چادر کا کام دیتا ہے۔ کٹہ تک پانی اس میں جمع رہ سکتا ہے اور اس سے جتنا زیادہ ہوتا ہے کٹہ ہی پر سے بہ کر دوسری طرف نکل جاتا ہے جس سے فاضل پانی کا کوئی زیادہ بار کٹہ پر نہیں پڑ سکتا۔ اسی وجہ سے اب تک بھی اس کٹہ میں کوئی خرابی یا کمزوری کہیں نہیں پائی جاتی۔ کو تو ال گورہ کے کتوے کے جس نالے کے ذریعہ سے اس تالاب میں پانی کی آمد تھی وہ حمایت ساگر کی تعمیر کے زمانے

سے لاکھوں سالوں میں ہونے لگی تھی جس سے بلکہ حیدر آباد کا بہت بڑا حصہ متاثر ہوا تھا۔ اس کے بعد اسدولطیفانی کے مسئلہ پر سربراہ کاران دولت نے غور کی ان میں بعض تجاویز طے پائے جن میں سے ایک یہ تھا کہ موسیٰ ندی اور عینی ندی میں سے ہر ایک پر ایک ایک بند قائم کر کے خزانہ آب تعمیر کیا جائے پہلے موسیٰ ندی پر عثمان ساگر نام سے ایک تالاب تعمیر ہوا اس کی تعمیر کے ختم ہونے کے بعد قلعہ گو لکنڈہ کے جانب جنوب اور حیدر آباد کے مغرب میں بارہ میل فاصلے پر اس تالاب کی تعمیر کا آغاز لاکھوں سالوں میں جو اس کا نام شاہزادہ ولی عہد نواب میر حیات علی خان علی گاہی

بند ہو گئی ہے اس لئے تالاب کے پانی کی مقدار گھٹنے لگ گئی ہے۔ آج سے چھ سال قبل اسی تالاب کا پانی کٹ کے بالکل برابر رہتا تھا اب ہم دیکھتے ہیں کہ کٹ سے کوئی دو ڈھائی گز سے زیادہ نیچے اتر گیا ہے۔ اس تالاب سے ایک نانہ کالکر رکن الدولہ کے بم (حوض) سے اوپر غازی بندہ کے قریب ایک بڑا بم تیار کر کے اس میں اس نانے کو بچھا گیا اور اس بم سے ایک نہر نکال کر شہر کی طرف لائی گئی اور اس سے چھوٹی چھوٹی نہریں نکال کر مکانوں اور باغوں میں جگہ جگہ پہنچائی گئیں اس بم کی تعمیر کی تاریخ اس کتبہ سے معلوم ہوتی ہے جو اس کی دیوار پر ایک پتھر میں کندہ کر کے نصب کیا گیا ہے کتبہ میں **بِسْمِ اللّٰهِ جَعِيَ** **وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ جَعِيَ** دو سطروں میں لکھا گیا ہے اور ان کے نیچے **۱۲۲۱ھ** لکھا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تالاب کے کتوے اور بم کی تعمیر کا ایک ہی سال ہے اس کتبہ کو بھی نواب سالار جنگ بہادر نے یہاں سے نکلوا کر اپنے باغ واقع تالاب میں منتقل کر دیا ہے کتبہ سنگ سیاہ کا ہے جو طول و عرض میں 2×2 فٹ ہے بم کی حالت فی الجملہ خستہ ہے اب اس سے پانی کی تقسیم کا کام بھی نہیں لیا جاتا ہے مولوی نور الاصفیا صاحب کا ایک فارسی قطعہ تاریخ ہمیں دستیاب ہوا ہے جو تعمیر نہر سے متعلق ہے اس کے جملہ میں شعر ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے) نام نامی پر حایت ساگر رکھا گیا۔ اس کی تعمیر میں بیا نوے لاکھ اہتر ہزار روپے سک عثمانیہ کی لاگت آئی اور اس کے پناہ دین سات موانع سالم اور گیارہ موانع کا کچھ کچھ حصہ غرق ہوا جس کی جملہ مقدار پانچ ہزار پانسو چھیالیس یک چھپس گنتہ ارامنی ہے اس کی تعمیر سات سال میں مکمل ہوئی۔

۱۔ حضرت سید شاہ نور العالی کے بیٹے اور حضرت سید قزالدین اورنگ آبادی کے پوتے تھے اپنے عہد کے شاہیر علماء و فضلاء تھے شمس الملوکی طوط سے راجہ چند لال کے پاس وکیل تھے اور جاگیر و تعلقہ داری سے سرفراز و خیر و خوش خلق آدمی تھے وہ ۱۲۵۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ عید گاہ قدیم کے قریب موضع مانتا پیٹھ میں ان کا ایک خوشنما باغ تھا اسی میں وہ اور ان کے والدین مدفون تھے

اور پانچ تاریخیں ماڈے اس میں انھوں نے جمع کئے ہیں جن میں سے دو تعمیہ میں ہیں اور دو مرکب ہیں اور ایک ماد مصرع میں ہے ان سے اس نہر کی تعمیر کا سن ۱۲۲۰ ہجری معلوم ہوتا ہے یہاں ہم اس قطعہ کے جملہ مادہ ہائے تاریخی کے اشعار نقل کر دینا مناسب تصور کرتے ہیں۔

چوں بسوئے او شد مخدود گفت اینکشف
منقسم بر قلب اہل بلدہ فرخندہ کن
باز بہر جستجوئے سال مہیون و سعید
چار صد ہشتاد و ہشت آلف لکت ہا چار د
گر نباشد نیل طبعی تو سوئے تعمیہ
خیر جاری حسین ساجد آمد سال او
مصرع سالم اگر منظور باشد خوش بگ
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہر ۱۲۲۰ میں تعمیر ہوئی۔ ممکن ہے کہ شاعر نے
آخر تعمیر کار کے سن کو اپنی تاریخ میں لیا ہو۔

اس تالاب اور نالے کی تعمیر سے پیشتر بلدے میں پانی کی سخت قلت تھی کہ والدہ
کا بم بڑے بڑے امیر امرا کو پانی کی سربراہی کرتا تھا اور عام لوگ خانگی باؤلیوں سے
مستفیض ہوتے تھے اس تالاب کی تعمیر سے بلدے میں پانی کی افراط ہو گئی اور اسی بنا پر

میر عالم کے انتقال کے بعد اُن کا نام اور یہ کام اس مقولہ کی صورت میں زبانِ ردِ عام ہو گیا۔ ”میر عالم مر گئے گھر گھر پانی کر گئے“ تا حال (قبل تعمیر عثمان شاگر) حیدرآباد کے تمام باشندے اسی تالاب کے پانی سے سیراب ہوتے رہے۔

تصنیف و تالیف

میر عالم جہاں اپنی اور خوبیوں اور بھلائیوں سے متصف ہیں وہاں علمی دنیا میں مؤلف یا مصنف کی حیثیت سے بھی شہور میں یوں تو کئی کتابیں اُن کے نام سے موسوم ہیں لیکن ان میں سے بعض ایسی ہیں کہ نہ میر عالم کی تصنیف ہیں نہ تالیف بلکہ ان کے اصل مصنفین نے ان کی خوشنودی خاطر کے لئے ان کے نام سے منسوب کر دیا ہے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ میر عالم علم سے خود دلچسپی رکھتے تھے اور علم دوست

تھے یہ اُن دو تالابوں میں کا ایک ہے جو سندھ و بلخانی کی تجویز کے تحت تعمیر ہوا ہے۔ عثمان شاگر اور حمایت شاگر کے پلان سرٹی و شوشور یا بی اے ایم ای سی ای سیٹرٹنگ انجینئر علاقہ بمبئی نے مرتب کئے اور اس کو نواب علی نواز صاحب سی۔ بیٹ چیف انجینئر و معد تعمیرات و آبپاشی نے اپنی نگرانی میں سٹریٹی و لال سیٹرٹنگ انجینئر کے ذریعہ عہدہ عقل میں لا کر کام انجام کو پہنچایا۔ یہ تالاب بلدہ حیدرآباد سے تقریباً بارہ میل شمال مغرب گوشہ میں اُس مقام پر واقع ہے جہاں پہلے موضع گڑھ کی بنیاد تھی اور اُس موضع میں ندی پر ایک قلعہ زمانہ کا کوہ بھی موجود تھا۔

اس کی تعمیر سنہ ۱۳۳۰ میں آغاز ہوئی اور سات سال میں ختم ہوئی۔ اس کا نام اعلیٰ حضرت بندہ گانگالی نواب میر عثمان علی خان غلام ملکہ و دولہ کے نامی نامی پر عثمان شاگر رکھا گیا۔ اس تالاب سے آبرسانی کے لئے نل بھی نکالے گئے جس کے نلوں سے حیدرآباد اور اس کے مضافات کے اکثر مقامات کے باشندے فیض یاب سمجھتے ہیں اسکی تعمیر میں آبرسانی کے انتظام کی لاگت کو ملاکر جلد ایک کروڑ اسی لاکھ روپے کے عثمانیہ کے مصارف ہوئے اس میں چھ مواضع سالم اور چھ مواضع کی کچھ کچھ غرقاب ہوئی ہے جس کی جملہ مقدار چار ہزار دو سو ستاسی ایکروٹ گز ہے۔

اصحاب کو نیک علمی مشورے دیتے تھے وہ شرفارسی کے لکھنے میں جس طرح ماہر تھے اسی طرح فارسی نظم کے لکھنے پر بھی قادر تھے ان کی شکر کے نمونے ان کے منشآت سے ملتے ہیں اور نظم کے بعض نمونے ہم نے قبل ازیں حسب موقع بیان کر دئے ہیں ان کے علاوہ اور جو کچھ ہیں ان کا ذکر اسی باب میں مناسب مقام پر کیا جائیگا۔

میر عالم کی حتمی تصنیفات اب تک دریافت ہوئی ہیں۔ ان میں سے صرف تین چار ایسی ہیں جو حقیقتاً ان کی ذاتی محنت کا نتیجہ ہو سکتی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ مصباح العارفین | یہ ایک رسالہ ہے جو عبادت میں ہے۔ اس میں نماز شب کے طریقے میر عالم نے بیان کئے ہیں اس کتاب کے دیباچے کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پیشتر ایک کتاب نماز شب ہی کے بیان میں انھوں نے لکھا تھا لیکن وہ تحریر آداب و ترجمہ اذکار اور بعض تحقیقاتی مسائل کی وجہ سے کسی قدر طویل ہو گئی تھی اور عام فہم نہیں رہی تھی۔ اس لئے اس کو مختصر کر کے انھوں نے اس رسالے کو لکھا اور اس کے نقش اول کے مثل اس رسالے کو بھی ایک مقدمہ اور تین فیصلے اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا ہے چنانچہ دیباچے کی عبارت ذیل سے واضح ہوگا۔

”اما بعد چوں دریں ایام ساعتی چند از عمر سرمایہ طلب صرف نوشتن سطرے چند شد در بیان نماز شب و ہنگام تحریر آداب و تسبیح ترجمہ اذکار غنائ اشہب سلم بے اختیار از دست رفتہ بادی تحقیقاتی اذقاد کہ درخور فہم ہمہ کس نبود لاجرم مختصار فاتر رسید کہ ثانیاً اس رسالہ را بقسمے مختصر نماید کہ مثل باشد بر بیان آداب در کمال اختصار“

ترجمہ ضروری الفاظ ادعیہ واذکارہ..... وایں
مختصر مائتہ رسالہ اول مرتب انتہا بریک مقدمہ و فصل و یک خاتمہ۔“

اس رسالے کی تالیف ۱۸۲۱ء میں ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے انزو کا زمانہ بیکاری میں جہاں انھوں نے خدا پرستی کے اور کام کئے وہیں مذہبی رسائل بھی تصنیف یا تالیف کر کے سعادت حاصل کی۔

۲۔ زیارت عاشورہ | ایک مختصر رسالہ اور لکھا ہے جو زیارت عاشورہ کی ترکیب میں ہے اس کی وجہ تالیف تمہیداً یہ بیان کی ہے کہ زیارت حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے فضائل ہیں جن کا اظہار حیضہ تحریر و تقریر میں ممکن نہیں بعض زیارتوں کے اوقات احوال لکھنے کا خیال ہوتا کہ لوگوں کو سفر و حضر میں بھی زیارت کے لئے آسانی ہو اس رسالے کو پانچ فصلوں پر تقسیم کیا ہے جو یہ ہیں۔

۱۔ فصل اول۔ زیارت عام۔ ۲۔ فصل دوم اوقات زیارت۔ ۳۔ فصل سوم زیارت عاشورہ
۴۔ فصل چہارم زیارت اربعین۔ ۵۔ فصل پنجم۔ زیارت جامعہ صغیر۔
عبادات کے ان رسائل کے نسخے نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے میں موجود ہیں اور ہماری نظر سے گزرے ہیں ان کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ میر عالم پر مذہبیت غالب تھی اور ان مذہبی رسائل کے مدون کرنے کی مہلت ان کو اس وقت ملی جب کہ وہ گوشہ عزلت میں بسر کر رہے تھے۔

۳۔ شنوی میر عالم | میر عالم کو شاعری سے بڑی دلچسپی تھی بعض کتب سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عالم کا

فارسی دیوان مرتب و مکمل تھا لیکن وہ مفقود ہے ان کی شاعری کا نمونہ جو ہم تک پہنچا ہے فقط ایک مثنوی ہے جو غلام حسین خاں جوہر، صاحب تاریخ ماہ نامہ کے بیان کے مطابق ماہ لقا کے سراپا میں انھوں نے نظم کی ہے سلاست و صفائی بیان کے اعتبار سے مثنوی نہایت شستہ ہے۔ اس کی نسبت غلام حسین خاں جوہر اپنی تاریخ ماہ نامہ میں لکھتے ہیں۔۔۔ ”نظم مثنوی در وصف سراپائے آل سرد جو بیار دلبری در بحر مخبول بفضاحت محاور تصنیف فرمودہ اند چنانچہ اکثر اشتہار دارد۔“

اس مثنوی کے جملہ دو سوانیس شعر ہیں اس میں ماہ لقا کا سراپا ہے اور کچھ داستان حسن و عشق اس میں شک نہیں کہ یہ مثنوی اسی زمانہ میں مشہور ہو گئی ہوگی کچھ تو اس وجہ سے کہ زبان سلیس اور شستہ تھی اور کلام میں آمد و بے ساختگی اور موافق مذاق زمانہ تھی اور کچھ اس وجہ سے کہ میر عالم جیسے شخص کی کہی ہوئی تھی اور پھر ماہ لقا جیسی ہر دلغزیز کے لئے کہی

۱۔ ماہ لقا بائی راج کنور کی لڑکی تھی جس کی بہن ہتھاب جی رکن الدولہ میر موسیٰ خاں کے یہاں تھی اس کا نام چند ابائی تھا اور ماہ لقا تھا غفران مائے ہم پائگل سے پاس قشر عین لائے کے بعد اس کو اس خطاب درنور بنا دو گڑ پال سے سرزاد کیا تھا اور باری طوائف سے تھی حضور غنی جن اس کا مجرئی ہوتا تو سرکار سے ہر مجرئی کے ایک تہار روپے انعام پاتی تھی صاحب کمال شاعر اور حاضر جواب تھی اس کا دیوان مدون ہے اور شائع بھی ہو چکا ہے ۶۷ سال کی عمر میں ۱۱۸۱ھ میں فوت ہوئی۔

۲۔ غلام حسین خاں صاحب تاریخ ماہ نامہ شاعر تھے اور جو مجلس کرتے تھے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ علم عروض سے واقف نہیں تھے اور ابابود عدم و اقیقت کے وہ اپنے قارئین کو شاید یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ وہ علم عروض سے بھی واقف ہیں اور اسی غرض سے انھوں نے مثنوی مذکور کے متعلق لکھا ہے ”در بحر مخبول بفضاحت محاور تصنیف فرمودہ اند“ عروض میں کوئی بھراس نام کی نہیں ہے البتہ ضعیف مائے کاف تو ہوتا، یہ رکن کے اس تہیز کا نام ہے جو اس کے دوسرے ساکن حرف کو گرانے سے پیدا کیا جاتا ہے جیسے رکن فاعلن سے دو سر حرف ساکن (الف) گرا کر فاعلن بنا لیا جائے گا اس میں یہ زناوت واقع ہو اس کو رکن مخبرن کہتے ہیں مثنوی کہ ہم پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بحر جرج مسکن ازرب یا اخرم مقبوض محذوف میں ہیں جس کا شعرا کی تفسیق مفعول متفاعلن قولن، یا مفعولن فاعلن قولن سے ہوتی ہے جس کی اصل اڑے میں متفاعلن متفاعلن متفاعلن ہے۔

گئی تھی۔ ماہ لقا کو جب یہ ثمنوی ملی ہوگی تو خود اس نے شیخت کے لئے اس امر کی کوشش کی ہوگی کہ لوگ اس سے واقف ہو کر اس کی قدر کریں کہ یہ بھی ایک ایسے فرد و زکار کی مدد ہے یہاں ہم تسلیم کئے بغیر نہ رہیں گے کہ اس ثمنوی سے حقیقتاً ماہ لقا کے نام و نمودیں اور چارچاند لگ گئے۔
ماہ لقا اور میر عالم کا تعلق | اس امر کے متعلق کہ میر عالم اور ماہ لقا کے تعلقات کیسے تھے اس کے ہوا خواہ منشی غلام حسین خاں جوہر نے ان الفاظ میں خاص روشنی ڈالی ہے:-

الف ”میر عالم بہادر اکثر می فرمودند کہ تلیندے برسانی فہم و ذکاوت طبع و جدت مزاج در زمرہ تلامذہ خود مثل ماہ لقا ندیدہ ام باوصف این ہمہ متانت و اقتدار و فضیلت بہمدی و مصاحبت این ماہ لقاے زہرہ نوئے اختیار می داشتند و مصاحبت این گل گلزار رعنائی تخم انتعاش در زمرہ طمانیت می کاشتند۔“

ب ”چند ابائی (ماہ لقا) اکثر بمصاحبت (میر عالم) اختصاص یافت چوں مزاج میر عالم بہادر قدردان اہل کمال بود و در فصاحت و بلاغت و نظم و نثر گوئے سبقت از حسان و سبحان می ربود مصاحبت و مجالست این لطیفہ گوئے حاضر جواب را از جملہ انتعاش و شگفتگی گل خاطر پنداشتہ در احتضار طریق استبداد می داشت اکثر صحبت شعر و نظم و نثر در میان بود میر عالم بہادر اکثر بزبان فصاحت ترجمان می فرمود کہ جلس با تمیز و تلیندی باین جدت طبع و رسانی فہم مثل ماہ لقا کم دیدہ ہند۔“

صاحب ماہ نامہ کے اس کلام سے ایک امر یہ متنبہ ہوتا ہے کہ میر عالم شاعر ہونے کے علاوہ شاعر گری بھی تھے چنانچہ اس جملہ سے ”تلیندی رسانی فہم و ذکاوت طبع و جدت مزاج

در زمرہ تلامذہ خود شل ماہ لقانذیدہ ام" یہ معلوم ہوتا ہے کہ فن شغریٰ میں ماہ لقان کے علاوہ عالم کے
 اور شاگرد بھی تھے لیکن ان کے نام معلوم نہ ہو سکے اور نہ اصباح سخن کے طریق روشنی میں آئے
 اس ثمنوی کے آغاز میں ایک رباعی لکھی ہے اور اس سے پیشتر یہ مصرعہ بطور عنوان لکھا ہے ع
 افسون جنون عالم ستایں۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عالم تخلص کیا کرتے تھے تخلص
 عالم خطاب میر عالم کا جزو ہے جو ان کو اس وقت ملا تھا جبکہ ان کی عمر تقریباً ستیس سال تھی
 اور شاعری کا شغل اس سن سے قبل کا ہے اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ خطاب سے پہلے کچھ اور
 تخلص کرتے تھے اور خطاب پانے کے بعد انھوں نے اس کو بدل دیا اور عالم تخلص کرنے لگے
 اشعار ثمنوی | یہاں مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ثمنوی کے آغاز و اختتام کے چند اشعار
 نقل کئے جائیں تاکہ ان سے میر عالم کی شاعرانہ طبیعت کا کچھ اندازہ ہو سکے۔

اے ماہ سپہر روشنائی	سرتاپائے تو دلربائی
اے مردم دیدہ محبت	سرتا قدمت طلسم الفت
شکل تو بہ کلک دل مقصود	جسم تو بہ آب جاں مخمر
تصویر تو از فرنگ حسن است	نقش تو شریک رنگ حسن است
اے حسن تو دلربائی عشق	آئینہ خود نمائی عشق
تا حسن تو ناختم بدل زد	عشقت رہ عیش متصل زد
از شوق تو شد چہاں جہاں شور	از رگ رگ من عیاں چو طنبو
شور تو عیاں نہ برزبانم	سوز تو نہاں بہ مغز جاعم

از شعلہٴ حنّت لے دل آرا در عشق بہ سو ختم سہرا پا
لے جلوہٴ فروش و جان خرید لے غمزہٴ متاع و عشوہٴ بازار
تار وئے ترا بمن نمودند در ہائے بلا بمن کشودند

تارہ سخن بمن کشودی رہے بہ خموشیم نمودی
گفتار و خموشی تو با ہم در شعلہٴ فتانید با ہم
کز شمع زباں زبانہٴ فروخت یا قوت لبّت نجاشی سوخت

لے باد صبا توئی و فاسخ آگاہ خبر ز راحت و سنج
بیماری تو شفا لے جاں ہا غمخواری تو دوائے جاں ہا
از راہ و فادے گر آری بر منزل ماہ من گزاری
یک رہ ز کرم تو لے وفا گوش شرح حجب راں کہ کردہ گوش
رازے کہ بہ گوش دل شنیدی رازے کہ عیاں چشم دیدی
پنہاں پنہاں بہ گوش آں ماہ القصہ بگو و قصّہ کوتاہ

۴۔ رقصات میسر عالم | میر عالم کے خطوط کا ایک مجموعہ ہے جس میں وہ تمام خطوط جمع ہیں جو میر عالم نے یا تو خود اپنی طرف سے کسی کو لکھے ہیں یا غفراں مآب یا ارسطو جاہ کی طرف سے ان نشأت کو ان کے منشی خاص حسین علی خاں نے جمع و مرتب کر کے ”باغ و بہار“ تالیف کیا۔
۱۴۱۲ھ

رکھا ہے خطوط کو تین اقسام میں منقسم کیا ہے۔

قسم اول میں وہ خطوط ہیں جو حضرت غفران مآب کو یا حضرت غفران مآب کی طرف سے اور امراء و رؤساء کو لکھے گئے ہیں۔

قسم دوم میں وہ خطوط ہیں جو ارسطو جاہ کی طرف سے لکھے گئے یا خود ارسطو جاہ کو لکھے گئے۔
قسم سوم میں وہ خطوط ہیں جو میر عالم نے اپنے اعزہ و اوجا کو لکھے۔

اس کا ایک نسخہ خود ہمارے پاس موجود ہے رشتہ ۱۲۳۲ھ اس کی کتابت کی تاریخ ہے اور کاتب میر محمد کاظم ابن میر محمد تقی خاں بہادر ابن میر محمد رضا صاحب ہیں۔
اس نسخے میں کتابت کی غلطیاں بکثرت پائی جاتی ہیں۔

نواب عماد الملک کا خیال ہے کہ میر عالم نے اپنے رقعات و مکتوبات خود جمع اور مدون کئے اور انشاء میر عالم نام رکھا۔ اگر اصل رقعات کا نسخہ ہمارے پاس نہ ہوتا اور ہم عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے میں اس کو نہ دیکھتے ہوتے تو ممکن تھا کہ ہم نواب صاحب مذکور کے اس خیال سے متفق ہو جاتے۔ منشاء میر عالم کا نسخہ ہمارے سامنے موجود ہے ان کے مرتب حسین علی خاں کا لکھا ہوا دیا چہ اس کے شروع میں دو تصانیف صفحات پر مشتمل ہرآن کو یہ اثر تسلیم ہے کہ حسب الحکم میر عالم انھوں نے رقعات کے مسودات جمع کئے۔ چنانچہ ان کی عبارت یہ ہے:-

”ہر چند ایسے بے سواد و دارالانشاء سخن گستری و ابجد خوان دبستان دانشوری

حسین علی مخاطب بسخناب خانی قابلیت آں ندارد کہ ایسے گوہر ہائے گراں بہا

را در سلک ترتیب و ایں جواہر بے ہمتا را بہ کلک تحریر توانا آورد لیکن از آنجا کہ
 بمقتضائے پرورش و رعایت خداوندی نہال قامت عیقت استقامت
 بہ آبیاری تربیت آں نخل بند ریاض فضیلت نشو و نما یافتہ بامرغشی گری مامورست
 (بحکم المامور معدود) دست جرأت بہ اجتماع مسودات مسطور کشیدہ
 ہر سہ قسم منقسم ساختہ.....“

اس سے ظاہر ہے کہ خود میر عالم نے ان کی تدوین نہیں کی بلکہ اس کی تدوین ترتیب کا
 حکم انھوں نے اپنے فتنی حسین علی خاں کو دیا جنھوں نے بہ اعتدال امر اپنی کوشش سے ان کو
 جمع کیا اور خود اس پر دیباچہ لکھ کر کتاب کو مکمل کیا۔ یہ ضرور ہے کہ اس کی تدوین میر عالم ہی
 عہد میں اور انہیں کے حکم سے ہوئی لیکن اس سے یہ نہیں سمجھا جاسکتا کہ خود میر عالم نے ان
 کو جمع کیا۔ بہر حال رقعات کی زبان فارسی ہے جو اس عہد میں تعلیم یافتہ طبقہ کی اور دفاتر
 کی اور جملہ کاروبار کی تحریری زبان تھی۔ رقعات پر قدامت کا رنگ ہے استعارات اور
 تشبیہات گوناگوں سے اور تلازمات بدیہی سے اپنے مطالب کو خوشنما لباس پیش
 کیا ہے لیکن اس سے مضامین گورکھ دھند ابھی نہیں سنگٹے ہیں جن کا سمجھنا بوجھنا بہت مشکل
 باوجود استعمال صنائع و بدائع ان کی زبان میں سلاست ہے صنائع کی پرکاری کے ساتھ
 انہما مطلب برفرو کنا سے میں کرتے ہیں بعض ترکیبیں معینہ استعمال کرتے ہیں جیسے خاتمہ کا
 ”ایام عاطفت مدام باد“ یا خاتمہ پر دُعا کے ساتھ ”بالنون والصاد“ وغیرہ لغات غریب
 استعمال نہیں کرتے رقعات میں ایک دور قلعے عربی بھی دیکھے گئے جن سے معلوم ہوتا ہے

کہ وہ عربی زبان کے سمجھنے اور پڑھنے کے علاوہ اس کے لکھنے پر بھی قادر تھے اس مجموعے میں وہ خطوط نہیں ہیں جو میسور کی چوتھی جنگ میں اور اس کے بعد میر عالم اور گورنر خیرل ویزلی کے مابین آئے گئے ہیں یہ نواب سالار جنگ بہادر کے قلمدان خاص میں محفوظ کیا ان سے اس زمانے کے ایسے تاریخی واقعات پر روشنی پڑتی ہے جن میں میر عالم کا تعلق رہا ہے ہم نے ان تمام خطوط کو مفید معلومات کے ساتھ علیحدہ ترتیب کیا ہے۔ طرز تحریر معلوم کرنے کے لئے ہم یہاں صرف چند رقعے نقل کرتے ہیں:-

رفع از طرف غفران مآب بہ جراح سیوم بادشاہ انگلینڈ
 کوکب دولت و اقبال و اختر شوکت و اجلال بادشاہ خورشید کلاہ معدلت و شگاہ والا
 فرخندہ دودماں برآرندہ اریکہ رفعت و عظمت فرازندہ الویہ ابہت و حشمت مالک مالک
 نام آوری سالک سالک عدل گسری مہمد قوانین جہانداری مشید قواعد کامکاری تاج
 مناجار جمندی عاریع معارج سر بلندی کامکار کشور نامداری شہر یار اقلیم عالی تباری شعثہ افروز
 افسر واد رنگ رونق آموز دانش و فرہنگ جارج سیوم بادشاہ گریٹ برٹین وغیرہ ولایت
 قرنگ از وفق حصول امانی و آمال طالع و طالع باد

طیس
 اما بعد نگاشتہ کلک فصاحت می گرد کہ مشاہدہ محاسن اوضاع و اطوار کہ مقنا
 قلوب بالغ نظر ان کامل عیار راست آرند و مخالطت رعایائے ولایت فراست خیر انگریز
 باہل ایں دیار و حصول آگہی از اصابت قوانین و متانت آداب و آئین سلاطین آن سرزمین
 علی الخصوص انضباط و استحکام و لوازم مصادقت و موافق و ثبات و قیام و رسم و عادت و آفاق

در نظر دقیقه شناساں مراتب کمالات به بنی نوع انسان برآمد فضائل و بهترین خصائل
و تخصیص تذکار مکارم صفات و آثار ملکات آن شهریار کا نگار نامه دارد که در تهذیب ضوابط سیاست
و سروری و ترتیب روابط جهان بینی و معدلت گستری بصفت مزیت از امثال و اقربا بر آید
افواه جمهور مذکور در اطراف و اکناف این نه طاق لا جور دی رواق سمیت امتیاز و رجحان
سائر جهانداران معروف مشهور است همیشه خاطر تود و مظاہر را مائل تحریک سلسله محبت مواد
در اغلب تاسیس مبانی مودت و اتحاد است از آنجا که ہر امرے موقوف بر وقت خویش
می باشد دریں ولا امارت و ایالت مرتبت شہامت و سالت منزلت منبع الشان ہموالکان
مشرعین اعتماد الدولہ بہادر کہ بحسن معاشرت و نیک ذاتی اہالی اینجا را بمرتبہ از خود راضی و آستہ
کہ اکثر رؤسا و حکام بلاد ہندوستان از روانگی مشاائر الیہ افسردہ خاطر و دل گراں اند غرض
آن بادشاہ و الاجاہ نمودند و تشیتہ دارکان موالات بتاسیس بنیان مراسلات بواسطت آن رمز
و قایق فطانت آگاہی پردہ کشائے غوامض صداقت و ہوا خواہی مناسب نمود و بعض امور
قرار داد کہ بمزیت تشیتہ دایں اساس شہر محاسن مخصوص بود بمعروضہ مشاائر الیہ حوالہ نمودہ شد
تا بنیاد ایں بنائے عظمت اقتبا و نوایدے قرار گیرد کہ دست سونخ حدشان از داماں تخلیل بنیاد
کو تا ہی پذیرد و حکم تہاد و او تحابو ایک حلقہ انگشت الماس موافق رسم ایں دیار بربل
ہدیہ ابلخ یافت ترصد کہ قبول خاطر ملطف آثار بود ہموارہ ابواب مراسلات طرفین منقطع و قطع
اینکہ اتحاد و یک رنگی از جانبین مرعی و سلوک باشد زیادہ ایام دولت بحکم باد۔

۲۔ رقعہ از طرف نواب رستو جاہ بہادر بہ لارڈ کورنوالس بہادر

دریں ایام اختلافی کہ ازین نگلی ہائے تقدیر بواسطہ سوئے تدبیر حافظ فرید الدین خاں نطو
آمد نہ فقط موجب برہمی کار محاصرہ گورم کندہ شد بلکہ اس تخیل بہ بعضہ جہات از نزدیک قلمبند
بجا ہائے دور سرایت کردہ تعلقات و طرق و شوارع تا پانگل غبار آلودہ مکدر واقعہ طلبان
ہر چند از انتہای رایات فیروزی آیات مرشد زادہ بلند اقبال جمعیت مظاہر زیادہ بریک شبانہ
روز فرصت توقف نیافت مہذا تسکین اس آشوب کہ بیک ناگاہ پدیدار شد و فرشتانہ
جوش و خروش فرصت جو یان قابو طلب و تصفیہ راہ با و اطمینان متردین امتداد ایام
می خواست لیکن چوں متواتر از نوشتہ میر صاحب جلیل القدر عظیم الامر صاحب میر عالم بہادر
معلوم شد کہ آں مہربان بمقتضائے اتحاد غرم سرزنگ پٹن را بمحض انتظار وصول کوب
اجلال مرشد زادہ بلند اقبال و رسیدن مخلص رہین توقف داشتہ فوق الحدیثیم براہ اند
لہذا انتظام کار ہائے اس حدود را بروفق خاطر خواہ موقوف بروقت دیگر داشتہ بعد
بند و بست ضروری تیاریخ پانزدہم جمادی الاول از گورم کندہ نہضت بعمل آمد و در یک مہبتہ
مقام فلاں بہ نصب خیام بضرت ارتسام مرشد زادہ بلند اقبال رونق افروز گشت دوسہ روز
توقف ضرورتاً منظور و الا کند جاوہ اشتیاق رساترازاں است کہ بے ضرورت وقفہ
مانع تعذر کوچ تواند گشت انشاء اللہ تعالی المستعان۔ تیاریخ فلاں ازین جانیز ارادہ انتہای
مصمم بفضلہ تعالیٰ عنقریب شاہد اشتیاق پردہ از روئے حجاب می اندازد و سرور و صلت
بتلانی امتداد ایام مفارقت ہائے آنفاقی می پردازد زیادہ ایام شادمانی مدام باد۔

۳۔ رقص از طرف میر عالم بہادر بہ کرک پیٹرک۔

دریں آوان مسرت افتراں نوید بہجت افزائے غمیت آں ہریان بہ ایں نواح بہ تقرر
اقامت حضور پر نور نہ آں قدر موجب سرور خاطر محبت مآثر گردید کہ شرح شمع از آں مانند سخن
اخلاق آں ہریان مقدور خامہ طویل اللسان تواند بود و نسایم بہجت شمایم ایں خبر مسرت
نہ آں چناں باعث شگفتگی و خرمی دل دوستان گشت کہ عشر عشر آں رقم تو ان نمود چوں
شوق و آرزو مندی موصلت ہا زیادہ از احاطہ تقریر و مافوق اندازہ تحریر است۔ اللہ تبارک و تعالیٰ
بہ اسرع اوقات بخوبی و خرمی زمان ملاقات ہا را قریب الوقوع گرداند و گلشن تنائے دوست
را بہ آبیاری وصال آب و رنگ تازہ حاصل فرماید۔ زیادہ۔ زیادہ۔

۵۔ حقیقۃ العالم | اس کتاب کے متعلق تین امور مشہور ہیں۔

(۱) یہ میر عالم کی تصنیف ہے (۲) اس کو میر عالم کے نام پر سید عبداللطیف شمع سترنجی لکھا
(۳) یہ کسی اور کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔

پہلے پہل یہ سراج الملک کے عہد وزارت میں انہیں کے نام سے چھپ کر شائع ہوئی
اور پھر حسب ایمائے عالیجناب نواب فخر الملک بہادر کتاب دو مقالوں پر مشتمل ہو مطبوعہ
نسخوں کے پہلے مقالے میں ایک مقدمہ اور سات باب ہیں اور دوسرے مقالے میں چار باب
اس کے متعلق نواب عماد الملک سید حسن بلگرامی کہتے ہیں کہ حقیقۃ العالم کو میر عالم کے نام

سے نواب صاحب مذکور نے فخر الملک سرالاجنگ کے حیات کے کچھ واقعات انگریزی زبان میں لکھے ہیں جن کا ترجمہ ترجمہ جگر
کے نام سے شائع ہوا۔ نواز جنگ سید جہدی جن صاحب نے کیا ہے اس کتاب میں انہوں نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے۔

مرزا عبد اللطیف شوستری نے تصنیف کیا ہے نہیں معلوم کہ نواب صاحب ممدوح نے اس امر کا پتہ کہاں سے لگایا۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مرزا عبد اللطیف میر عالم کے ایک گہرے دوست تھے لیکن ہماری تحقیق میں سید عبد اللطیف شوستری میر عالم کے چچیرے بھائی ہیں ان کے دادا شیخ الاسلام سید نور الدین کے آٹھ لڑکے تھے۔

(۱) سید عبداللہ (۲) سید نعمت اللہ معروف بہ سید آغا ئی (۳) سید حسن (۴) سید محمد (۵) سید فرح اللہ (۶) سید مرتضیٰ (۷) سید طائب (۸) سید رضی سید طالب عبد اللطیف کے والد تھے اور سید رضی میر عالم کے والد۔ عبد اللطیف شوستری صاحب تصنیف ہیں انھوں نے ایک کتاب تحفۃ العالم بطور سفر نامہ لکھی ہے ممکن ہے کہ تحفۃ العالم اور حقیقۃ العالم کو ایک ہی کتاب سمجھنے میں غلطی ہوئی ہو یا یہ ممکن ہے کہ حقیقۃ العالم کو عبد اللطیف کی تصنیف باور کرنے میں اس وجہ سے غلطی ہوئی ہو کہ حقیقۃ العالم کا متداول نسخہ مطبع سیدی (حیدر آباد) میں مالک مطبع سید عبد اللطیف کے اہتمام سے طبع و شائع ہوا۔ جو شوستری نہیں بلکہ شیرازی ہیں نواب صاحب مرحوم کا خیال انھیں عبد اللطیف کی طرف مبادرت کر گیا ہو۔

اس کا ایک تہی نسخہ نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے میں ہمارے دیکھنے آیا جس کے دوسرے مقالے کی تہدید یہ ہے :-

دو ضحیٰ نمائند کہ اصنف عباد اللہ القوی سید محمد مدعو بہ میر البوزاب ابن سید احمد الرضوی
عالمہما اللہ بلطفہ الخفی واجلی حسب الحکم واجب الانقیاد عالیجناب سید کرم معدن احسان و کرم
وزیر عظم حضرت خلیفہ دوران سکندر زمان دامن ظل رحمۃ علی رؤوس العالم میر ابو القاسم طیب

نواب میر عالم اعلیٰ اللہ مقام چوں کتاب حدیقہ عالم متضمن دو مقالہ مقالہ اولیٰ در ذکر آثار
ملوک قطب شاہیہ نور اللہ مرقدہم و مقالہ ثانیہ در بیان احوال خیر مال سلسلہ عالیہ آصفیہ علیہ
دوہتم وغیرہ کہ در فہرستیں مقالہ مرقوم تالیف نمودہ بنام نامی آں وزارت انتساب منسوب
گردانیدہ مبضیہ مقالہ اولیٰ اک کہ متداول بین الایدی و مشہر بین الناس گردیدہ بخلاف مبضیہ
مقالہ دوشیش کہ جزیکہ دو نبود مشہور و مروج گردید و اکثر اغزہ از ادلی الالبصار در خواست
کنندہ و طلبکار مبضیہ اس مقالہ بودند تا اینکه دریں زمان فیض قرآن سن یکہزار و دوصد و سبت
و سوم از سنین ہجریہ و علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحبہ لہم و آں کہ ظہور ہر شے منوط بوقت
آنست چوں ہنگام شہرت در و اجش رسید خاطر فیض بآثر فیض رسان عالمیان و اہل فضل
بداں گرانید کہ مبضیہ از مسودہ منتشر الادراک کہ نزد مولف است منظم سلک ترتیم گشت تبعا زہ روح
چہرہ افروز گردد“

اس تمہید سے ظاہر ہے کہ حدیقہ العالم سید محمد معروف بہ میر ابو تراب کی تصنیف ہے
اور چونکہ انھوں نے اس کو حسب الحکم میر عالم تصنیف کیا ہے اس لئے اس کا انتساب انہیں کے
نام سے کیا اور اپنی کتاب کے دوسرے مقالے کے دیباچے میں بتفصیل اس کا اظہار کر دیا
مصنف کے نام کی اسی تبدیل و تحریف کو برٹش میوزیم اور انڈیا آفس کی فہرستوں کے
مرتبہ نویسوں نے بھی بتایا ہے چنانچہ چارلس برٹش میوزیم کی فہرست مخطوطات میں یہ لکھتے
ہیں کہ حدیقہ العالم کے قلمی نسخہ (محرز نہ برٹش میوزیم) کے مقدمہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ
محمد ابو تراب بن سید احمد الرضوی اس کے مصنف ہیں جو دوسرے مقالے کے دیباچے

لکھتے ہیں کہ پہلے مقالے کو جسکی مہید میر عالم کے نام سے موسوم ہے ختم کرنے کے بعد میں دوسرے مقالے کو شروع کرتا ہوں استسلی نسخے میں چارلس ریو اس کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ مطبوعہ نسخہ میں میر عالم جہاں اپنا ذکر کرتے ہیں تو اپنے آپ کو ”ایں خیر خواہ“ کے الفاظ سے بیان کرتے ہیں بخلاف اس کے اس قلمی نسخے میں جہاں میر عالم کا ذکر آیا ہے وہاں اُن کے نام کے لئے ضائر واحد غائب استعمال ہوئے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ اس کا لکھنے والا کوئی اور ہے اور گرانٹ ڈف نے اپنی تیاریج مرہطہ (جلد اول صفحہ ۴۲۸ کے فٹ نوٹ) میں بھی حدیقۃ العالم کے مولف کا نام محمد ابوتراب ہی بتایا ہے اور یہ لکھا ہے کہ اُس نے اس کتاب کو میر عالم کے نام پر معنون کیا ہے اور یہ کہ اس کے دو نسخے اس کے پاس تھے جن میں ایک نسخہ مسطور و لکیم نے اُسے دیا تھا۔ ہرمن ایچھے نے کتب خانہ انڈیا آفس کی فہرست مخطوطات میں اپنی مزید تحقیق یہ بتائی ہے کہ میر ابوتراب بن سید احمد الرضوی اپنی کتاب کی مہید میں یہ لکھتے ہیں کہ وہ میر اکبر علی خاں سکندر جاہ کے حکم پر شاہان قطب شاہی کی تیاریج لکھنے پر مامور ہوئے اور انھوں نے ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام قطب نمائے عالم رکھا اُس کا سن تصنیف ۱۲۲۱ مطابق ۱۸۰۶ء ہے اس کتاب میں بھی ایک مقدمہ اور سات باب اور ایک خاتمہ ہے جو حدیقۃ العالم کے جملہ ابواب کے ساتھ بعینہ مطابق ہے ہر چند ہم نے تلاش کی لیکن ہم اس کا پتہ لگانے میں قاصر رہے کہ اس کتاب کو میر ابوتراب نے سکندر جاہ کے حکم پر لکھا اور قطب نمائے عالم نام رکھا۔

قلمی نسخے کو اگر مطبوعہ نسخے کے مقابل رکھ کر پڑھا جائے تو جزوی لغوی اختلاف کے

قطع نظر یہ معلوم ہو گا کہ اکثر مستقل احوال و بیانات کا الحاق ہو گیا ہے لیکن قطعی طور پر یہ معلوم کرنا کہ الحاق کس زمانے میں ہوا یا کس نے کیا شکل ہے البتہ بعض الحاقات کے مطابقت سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ کسی نے نیر الملک کی دیوانی کے زمانے میں ان کی خوشنودی کے لئے بعض اضافے کر دئے چنانچہ مطبوعہ نسخے میں شیر خجگ اور درگا و قلی خاں سالار کا احوال صریح الحاق ہے قلمی نسخہ میں اس کا مذکور نہیں ہے اور چونکہ ان کا ذکر تن کتاب میں بے محل معلوم ہوتا تھا اس لئے الحاق کرنے والے نے یہ مہید لکھ کر احوال بیان کیا ہے۔ ”وچوں دریں مقالہ اکثر جا ذکر نواب حیدر یار خاں بہادر شیر خجگ و نواب گاہ قلی خاں سالار خجگ رحمۃ اللہ علیہا تقریباً در مطاوی کلام بزبان قلم آمد لازم شد کہ احوال ایس ہر دو امیر کبیر عالی شان کہ از اعیان دولت آصفیہ بودند معروض بیان آید۔“

خود اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اس کو اصل متن سے کوئی تعلق نہیں یہ اور اس کے بعد کے احوال فٹ نوٹ کی حیثیت سے داخل کتاب ہوئے ہیں اس کے علاوہ احوال مٹے بھی اسی طرح الحاق کیا گیا ہے۔

مطبوعہ کتاب کا دیباچہ نہایت شامدار ہے اور بڑی قابلیت کے ساتھ لکھا گیا ہے مقالہ میں شاہان قطب شاہی کی تاریخ ہے تفصیلی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لکھنے والے نے تاریخ قطب شاہی کو بہ تبدیل الفاظ نقل کیا ہے بعض مقام پر اختلافات روایات بھی نقل کئے ہیں لیکن تحقیق واقعہ کی نسبت کوئی بحث نہیں کی مقالہ دوم کے دیباچہ میں اس کے پانچ باب بتائے گئے ہیں لیکن پانچواں باب نہ کتاب مطبوعہ میں موجود ہے نہ قلمی میں۔ اصل کتاب کے

دیباچہ میں مصنف نے جہاں کتاب کی اجمالی تقسیم بتائی ہے وہاں یہ ذکر بھی کیا ہے کہ اس کے دوسرے مقالے میں احوال سلسلہ عالیہ آصفیہ دام اللہ یام دوتہم کا ذکر ہوگا اور خاتمہ میں محل احوال مؤلف۔ لیکن یہ مطبوعہ نسخوں میں مؤلف کا حال ملتا ہے اور قلمی میں۔ بہر حال کتاب میں قطب شاہی زمانے سے ٹیپو سلطان کی آخری جنگ تک کے واقعات ہیں اگر یہ میر عالم ہی کی تصنیف ہوتی تو ان واقعات تاریخ کی جن میں میر عالم کا تعلق رہا ہے بہ نسبت اس عہد کی اور تاریخوں کے کچھ تفصیل زیادہ ہوتی۔ ہم کو اس تاریخ سے میر عالم کے متعلق ترک آصفیہ سے کچھ بھی زیادہ معلومات حاصل نہیں ہوتے ایک بات اس میں البتہ یہ پائی جاتی ہے کہ مصنف ارسطو جاہ شے شکستہ دل نظر آتا ہے ایک دو مقام پر ان کی کفایت شعاری اور آئین پر اجمالی نظر ڈالی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میر عالم کو خوش کرنے کے خیال سے مصنف نے ارسطو جاہ کے خلاف خامہ فرسائی کی ہے جیسا کہ عبد اللطیف شوستری نے بھی اپنی کتاب تحفۃ العالم میں کیا ہے۔ کتاب کا دوسرا مقالہ ٹیپو سلطان کی آخری جنگ پر ختم کیا ہے ان کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے مصنف نے اس جملہ پر کتاب کو ختم کر دیا ”قصہ کو تاہم شیت ایزدی چناں بود چنین شد“

۶۔ وہ مجلس | یہ کتاب زبان اُردو میں ہے اور میر عالم ہی کے نام سے مشہور ہے یہیں واقعات کر بلا اُردو زبان میں نظم کئے گئے ہیں تقریباً ہر مجلس کے خاتمہ کے شعر میں میر عالم نام بطور تخلص کسی نہ کسی دعا کے تحت لایا گیا ہے۔ جس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ اس کے لکھنے والے میر عالم ہی ہیں اور ہر مجلس کے آخری شعر میں تخلص رکھا ہے لیکن ہم نے جب اس کو شروع

آخر تک تفصیل سے پڑھا تو معلوم ہوا کہ مجلس کے ختم سے دو تین شعر قبل ایک شعر میں بالآخر

محکم تخلص رکھا گیا ہے چنانچہ دوسری مجلس کے آخر میں (جو خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام) علیہ السلام کی رحلت کے بیان میں ہے) یہ اشعار ہیں۔

اے محکم عرض کر صد التجا سے جناب حضرت خیر النساء سے

کہ روزِ حشر یا خاتونِ کونین بچالینا مجھے تم بہرِ حسنین

جناب کبریا میں عرض ہوا سبحن سرسبز میرا جو ہے یارب

جو کوئی اس سے کہے نہیں ہی انھوں کی عفو ہو تو قصید ساری

کرم سے میرا عالم پر ہے سجاں صابِ حشر کو تو کیجو آساں

دسویں مجلس کے خاتمے کے اشعار یہ ہیں:-

عزاداروں کو کب محشر کا ہے غم حسین ابن علی ہے شاہِ محکم

یہی ہو عرض اے امت کے سردار رہوں دل سے تمھارا تعزیرِ دار

یہ ہوئے میرا عالم پر عنایت شفا دنیا میں عجبی میں شفا

بہر حال ہر مجلس میں تخلص محکم رکھا گیا ہے اور سب سے آخری شعر میں میرا عالم لایا گیا ہے اور جس

شعر میں میرا عالم ہے اُس میں کسی نہ کسی دینی یا دنیوی دعا کا التزام رکھا گیا ہے محکم کو میرا عالم کا

تخلص تصور کرنے میں تاہل اس وجہ سے ہے کہ جب تخلص تبادیا گیا تو پھر خطاب میرا عالم کے

اظہار کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اگر اس سے یہ مقصود ہوتا کہ لوگ یہ معلوم کر لیں کہ میرا عالم ہی تخلص

محکم ہے تو کسی ایک مجلس میں اس کا صریح اظہار ممکن تھا ہر مجلس میں دونوں اسماء کی تکرار سے

یہ پایا جاتا ہے کہ لکھنے والے محکم نے مجلس لکھی ہے اور میر عالم کی خوشنودی کے لئے ان کا نام ہر مجلس کے آخری شعر میں لکھ دیا۔

اخلاق و عادات

ابتک ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ ایسا نہیں ہے کہ اُس سے میر عالم کے عادات و خصائل پر روشنی پڑ سکے اگر کہیں کسی واقعے سے ان کے اخلاق و عادات معلوم بھی ہوتے ہیں تو بہت ناکافی ہیں۔ اس لئے ایسے ایک باب کے علاوہ قائم کرنے کی ہم کو ضرورت معلوم ہوئی جس میں میر عالم کے جملہ خصائل و عادات و طرز کلام و طرز روش اور خانگی ملاقاتوں پر تفصیلی علم ہو سکے۔ جو کچھ کہہ میں ملا۔ اگرچہ کچھ بہت کم ہے تاہم ان کی شخصیت کے مطالعہ کے لئے یہ بھی غنیمت ہے۔

یہاں اُس رسالے کا ذکر کرنا بے محل نہوگا جو میر عالم کے بعض خصائل کے بیان میں میر علی یحساں نے تصنیف کیا ہے چونکہ مصنف نے میر عالم کی صرف سات صفات کا ذکر کرتے ہیں کیا ہے اس لئے یہ رسالہ سب سے صفات میر عالم ہی کے نام سے موسوم ہو گیا۔ اس رسالے کی تہذیب میں مصنف نے لکھا ہے۔

”دریں ایام خمبستہ آغاز دفر خندہ انجام نقادہ خاندان مصطفوی سلالہ دودمان ترضوی
..... نواب میر عالم بہادر بتوجہات نمایان و عنایات فراوان پادشاہ جہان
بندگان عالی میر اکبر علیخان بہادر سکندر جاہ امر وزارت رامامور گردید اگر

جميع صفات حميده وخصائل پسندیدہ جناب عالمیاں مآبش بحریر درآید ورنظم کمر بہ ترتیب دیوانے باید بست و در نشر تصنیف تاریخی تو ان نشست لاجرم بمقتضائے مالایدرک کلمہ لایترک جزوہ سبعہ صفات خجستہ جناب بقلم نیاز رقم می انگارو۔

ہر صفت کے ذکر میں پہلے تعریف کی ہے اور پھر کچھ اشعار لکھے ہیں جو ان کی صفت کے متعلق خود مصنف نے نظم کئے ہیں اچھا ہوتا اگر ان میں سے ہر ایک کے تحت مدوح کالائیک واقعہ بھی نقل کیا جاتا جس سے کتاب زیادہ وسیع ہو جاتی اور حالات میر عالم پر زیادہ روشنی پڑتی اس میں مصنف نے میر عالم کے حسب ذیل صفات کا ذکر کیا ہے۔

(۱) سیادت (۲) سخاوت (۳) عدالت (۴) دانشمندی (۵) شجاعت (۶) حین

(۷) صیانت۔

یہاں ہم ان کے فضائل و خصائل پر صاحب سبعہ صفات سے کسی قدر زیادہ تفصیلی نظر ڈالیں گے۔

میر عالم خوش مزاج و آشنا پرست تھے۔ اسی وجہ سے وسیع الملاقات تھے۔ تنہائی کو پسند نہیں کرتے تھے۔ جو دن کہ مجبوراً عزلت میں ان کو گزارنے پڑے وہ ان کی زندگی کے نہایت تلخ ایام تھے بڑی خوبی یہ رکھتے تھے کہ کسی کے نقصان کے درپے نہیں ہوتے۔ جہاں تک ہو سکے فائدہ رسانی کو اپنا فرض اولین سمجھتے ان کے زمانے کے اکثر و بیشتر لوگوں کو ان کا ثنا خواں ہم اسی وجہ سے پاتے ہیں۔

جود و سخا | وہ طبعاً جواد و کریم تھے اُن کے باورِ چنانہ سے روزانہ دو سو مساکین

شکم سیر ہوتے تھے بارہ دری کی تعمیر کے بعد جب انھوں نے سیر کی عام اجازت دی تو داروغہ بادر چخا نہ کو یہ حکم بھی دیدیا تھا کہ اُن سیر کرتے والوں کو خان بھیج دیا کریں جو کھانے کے وقت باغ میں موجود ہوں۔ قحط کے زمانہ میں اپنے خاص حسیح سے دو ہینے تک فی کس (مرد ہو یا عورت یا بچہ) ایک سیر چاول اور چار پیسے روزانہ تقسیم کرتے رہے۔ تعمیرات کے کام جو پھیلائے تھے اس سے ان کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ ایام قحط میں غیر مستطیع لوگ محنت مزدوری سے اپنا پیٹ پال لیں۔ ان کا جو دو سنا اپنی خانگی حیثیت ہی میں محدود نہیں تھا بلکہ انھوں نے سرکاری خدمات جو ادا کیں ان میں بھی اپنی اسی صفت کو کام میں لا کر غریب غریب اور رعایا کے ساتھ حسن سلوک مرعی رکھا اسی وجہ سے بعض مورخین کا خیال ہے کہ انھوں نے کفایت سرکار کا لحاظ نہیں کیا اسی کو بُرا خیال کر کے صاحب تیاریخ گو ہر شاہوار نے ان پر دولت خواہ سرکار آصفیہ ہونے کا الزام لگایا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

”میر عالم“ ہزار بابوہ رازو میہ پرورش کردہ و چار صد اسمی منصب داران
مژین دستخط کردہ از تحریر دیوانی سی پنج لکٹ روپیہ سالانہ سرفراز بود لیکن احد
حرکات دولت خواہی سرکار آصفیہ عالیہ از ایشاں قابوئے جلوہ پھو زیافتہ“

(تیاریخ گو ہر شاہوار قلمی و قلع میر عالم)

ارسطو جاہ اور میر عالم کے
طرز عمل کا مقابلہ

گو ہر شاہوار کے مصنف کو میر عالم سے مخالفت کا حق یا اس کا کوئی
سبب سمجھ میں نہیں آتا یہاں البتہ جو اخراجات کہ سرکار پر انھوں نے

عائد کئے یہی اُس کے اس خیال کی وجہ معلوم ہوتے ہیں۔ اُس زمانہ میں اس کفایت پر کار کا لحاظ ہونا ضروری بھی تھا اس واسطے کہ ان کے قبل ارسطو جاہ دیوان تھے جن کی پالیسی ان کے بالکل خلاف تھی وہ چاہتے تھے کہ اجرائیاں انہوں جامد ادیں اور مال مضبوط کر لیا سرکار ہو اور خزانہ معمور۔ اور میر عالم کا اصول حکومت یہ تھا کہ نئی نئی اجرائیاں ہوں اور بالائستائ سے رعایا خوش دل ہو اور خیر خواہ سرکار بنے ایک قریب ترین زمانے میں اصول حکومت کا اس قدر تغیر عام نظروں میں ضرور قابل لحاظ ہے لیکن اس تغیر سے جو مفاد کہ گورنر نے حاصل کئے اُس پر ان کی آنکھیں نہیں نہچتیں اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ میر عالم کے کیا کرکڑ پر برا اثر ڈالنے میں مصنف تاریخ گوہر شاہوار نے بالکل سطحی نظر سے کام لیا ہے جو حقیقت اس کی غلطی ہے اس کو چاہئے تھا کہ اس موقع پر تنقیدی نظر ڈالتا۔ اگر ہم آجکل کے حالات پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ غیر ممالک کے کتنے ہی باشندے ہماری ریاست کے ذطایف و منافع خصوصاً اس مبارک عہد عثمانی میں مستفید ہو رہے ہیں اگر اسی کو معیار دولت خواہی قرار دیا جائے تو یہ سب نیکی اور عوام الناس کی بھی خواہی برائی میں مبتدل ہو جائے گی۔

ہم ذراست | میر عالم معاملہ فہمی اور رسائی طبیعت و فراست میں ممتاز حیثیت رکھتے اپنے اھیں اوصاف کی وجہ سے انہوں نے کلکتہ میں بڑی شہرت حاصل کی چنانچہ جس زمانے میں وہ وہاں سفارت پر گئے ہوئے تھے لارڈ صاحب کی عدالت میں ایک مقدمہ پیش تھا۔ جو تقریباً نو سال سے زیر بحث تھا تصفیہ نہیں ہوتا تھا۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک شخص نے جو اہرات سے بھرا ہوا ایک صندوق ایک سا ہوکار کے پاس رہن رکھا اور مرگیا اور مرگیا

وہ گماشتہ بھی جس نے رہن لیا تھا فوت ہو گیا۔ اُس راہن کے بیٹے نے اس کا قاتل ہن کیا تو دیکھا کہ صندوق کے ایک خانے میں تو جواہر ہیں اور دوسرے خانے میں پتھر اور دونوں خانوں پر اصل صندوق پر مہریں برابر لگی ہوئی تھیں جس سے چوری جانے کا شبہ بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن جواہر کے ساتھ پتھر کا رکھا جانا خارج از فہم تھا دعویٰ یہ تھا کہ جس خانے میں پتھر تھے اس میں بھی جواہر ہی ہوں گے جس سے مرہن انکار کرتا تھا لارڈ صاحب بھی اس مقدمہ میں کشش و پنج میں تھے انھوں نے اس صورت واقعہ کو میر عالم کے سامنے پیش کیا میر عالم نے مدعی و مدعی علیہ سے واقعات دریافت کئے دونوں نے واقعات صحیح صحیح بیان کئے اور صندوق کی مہروں کے وجود اور انہی صحت کو دونوں نے تسلیم کیا۔ اس کے بعد انھوں نے قیاس یہ قائم کیا کہ وہ پتھر جواہر کا وزن بتانے کے لئے رکھے گئے تھے چنانچہ جب جواہر پتھر کے ساتھ تولے گئے تو وزن میں نہ جواہر پتھر سے زیادہ ہوئے اور نہ پتھر جواہر سے بڑھے ان کی اس رسائی فہم کی کلکتہ بھر میں شہرت ہو گئی اور اس کے چرچے حیدر آباد تک بھی پہنچے اب بھی بعض پرانے اشخاص کی زبان پر یہ قصہ مشہور ہے اس واقعہ کو پہلے پہل میں نے اپنے والد کی زبانی سنا تھا۔ جنہوں نے اس کو مختار الملک سرسار جنگ سے منسوب کر کے بیان کیا تھا لیکن تاریخ خزانہ رسول خانی سے یہ واقعہ میر عالم سے متعلق معلوم ہوتا ہے اور اس کا مصنف میر عالم کے عہد سے قریب تر گزر رہا ہے۔

الحکام الدین نام - علاوہ سرکاری کے دو تم تعلقدار - اس خدمت کے وظیفہ پانے کے بعد فرمان جہاں بنیامی حضرت نزل اللہی آصف جہاں بنو اب
یر عثمان علیخان بہادر خلدنہ کو دولہ مجمل نظام پانچواں عالمگیر نے عین اللہ بنیامی کن مال متصرف اور اب بھی اس خدمت کو انجام دے رہے ہیں ان کو گورنر

”وہ (میر عالم) ایک غیر معمولی قابلیت کے آدمی تھے تمام ہندوستانیوں کے برخلاف انکی فہم و فراست یورپین دماغوں کے مماثل تھی کوئی معاملہ ان کے سامنے پیش کیا جا تو وہ معاً اسکی تہ کو پہنچ جاتے تھے اور وہ معاملات و کاروبار میں ضوابط سے ایسے ہی اجنبی تھے جیسے کہ معمولی روزمرہ کی زندگی میں۔ اس میں شک نہیں کہ وہ پبلک کارروائیوں میں بڑی قابلیتوں کے آدمی تھے لیکن اس کے ساتھ ہی وہ اُن خصال سے عاری تھے جو ذہنی قابلیت کی کمی کی تکمیل کرتے ہیں وہ حریص اور بے احساس کہینہ پرور اور بے رحم تھے نہ ان کو کسی کا احسان یاد رہتا تھا نہ وہ اپنے ضرر کو بھولتے تھے اگرچہ وہ اظہارِ کرم کے شائق اور ہردلعزیزی کے خواہاں لیکن ان کو اپنے بنی فوے سے نہ انفراداً ہمدردی تھی نہ اجتماعاً اُن کا عہدہ اور انکی قابلیت ایسی تھی کہ وہ اپنی گورنمنٹ کے لئے اتنا کچھ کر سکتے تھے جتنا کہ انکی گورنمنٹ کے کسی اور ملازم نے کیا تھا۔ بریس ہم انہوں نے بہت سی برائیوں میں اضافہ کیا اور ایک کو بھی کم نہ کیا۔ انھوں نے سارے ملک کے محال میں بہت زیادہ اضافہ کیا اور ایک خاص محصول فی روپیہ لگائے یا ۶ فیصدی تمام مالگزاری پر اپنے ذاتی فائدے کے لئے بڑھا دیا۔ نظام سے اختیارات اقتدار کے چال کرنے کی جدوجہد میں ان کا عہد حکومت گزر گیا۔ ان کے انگریز کرنے اور نقصان سلوک سے نظام کے تمام برے خصال مشتعل اور متحکم ہو گئے۔“

انتقال ہو گیا تو میر عالم نے ان کو اس عہدہ پر ترقی دینے کے لئے گورنر جنرل بارلو بارنٹ
 سفارش کی تھی جس پر لارڈ صاحب نے یہ عذر کیا تھا کہ ان کا سفارشی رقعہ پہنچنے سے پیشتر
 کیتان تاس سدھام کا تقرر اس عہدہ پر کر دیا جا چکا ہے اس لئے مجبوری ہے وہ کیتان
 کے نائب رہیں گے یہ خط ہنری رسل ثابت جنگ نے اس زمانے میں لکھا ہے جبکہ وہ ریڈ
 ہو گئے تھے اور میر عالم کا انتقال ہو کر عرصہ گزر چکا تھا۔ اس مخالفانہ تحریر میں بھی میر عالم کے
 خصائل حمیدہ پوشیدہ نہیں رکھے جاسکے چنانچہ ان کی فہم رسا اور وجود رسخا کی تعریف اس نے
 بھی کی ہے میر عالم کی برائیاں جو بتائی گئی ہیں ان میں ریڈنٹ موصوف نے محض سطحی نظر
 بلکہ معاندانہ طریق سے کام لیا ہے مثلاً سخاوت کی تعریف کرتے ہوئے یہ بتاتے ہیں کہ
 اس سے غرض صرف نمائش تھی فہم و فراست کی توصیف کرتے ہوئے اس کا بیجا اتعال
 بتاتے ہیں۔ حرص و کینہ پروری اور بے رحمی بے بنیاد ہے مناسب مناسب مقامات پر
 ہم نے ایسے واقعات پیش کئے ہیں جن سے ان کا استغناء، حلم اور عفو مزاجی ظاہر ہوتی ہے
 محفل کا اضافہ ایک بے معنی حجت ہے اس واسطے کہ حق خدمت دیوانی میں اسطو جاہ کے
 عہد کی نسبت میر عالم نے جو اضافہ کیا وہ اپنے حسن انتظام کی بناء پر کیا اس کا بار سرکار پرنسپل
 اور نہ اس خفیف اضافہ سے رعایا کا کوئی قابل شکایت نقصان ہوا بلکہ رعایا ان کے
 حسن انتظام سے خوش و خرم اور نہایت مطمئن تھی۔ میر عالم نے یہ اضافہ محض اپنے
 ذاتی مفاد کے لئے نہیں کیا بلکہ اس سے دیوانی سے متعلق جتنے محکمہ جات
 تھے یا انھوں نے قائم کئے ان سب میں یہ رستم صرف ہوئی اسی تناسب سے

ممکن ہے کہ میرے عالم نے بھی کوئی اضافہ انوس حاصل کیا ہو۔ اس زمانے میں انتظام مالگزاری تہجد پر قائم تھا ہر علداری ایک سرستہ رقم پر تہجد دار کو دیجاتی تھی ان کے حساب و کتاب اور اجرائی احکام کے ذمہ (مال دیوانی اور انشاء دیوان کے تحت تھے جن کے اخراجات کی سرستہ رقم دیوان حاصل کر کے اپنی صوابدید سے صرف کرتے تھے یہی انھوں نے کیا۔ نظام سے اختیارات حاصل کرنے کا جو الزام اس نے عائد کیا اس کے متعلق ہم نے میرے عالم اور مہیت رام کی مخالفت کے باب میں تفصیل سے بتایا ہے کہ انھوں نے اپنی ذات کے لئے اختیارات حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔

میسور کی تیسری جنگ میں ٹیپو سلطان سے صلح کرنے اور اس کے شرائط پر گفتگو کر کے کئی عرصے میرے عالم لارڈ کوڑوالس کے پاس بھیجے گئے تھے اس مجلس میں شریک ہونے کے بعد ایک خط لارڈ کوڑوالس نے اعلیٰ حضرت کو لکھا جس میں ان کے اکثر خضائل سے مجملہ بحث کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں ”انھوں (میرے عالم) نے اپنے طرز عمل سے ثابت کر دیا کہ آپ نے ان کا یہ انتخاب (مجلس) نہایت علاوہ کیا اور میرے خیال سباقی کو کہ آپ کی گورنمنٹ کے نہایت خیر خواہ ہیں مضبوط کر دیا ان کی دلی خواہش ہے ہم دونوں میں استحکام و ترقی محبت ہو اور اس وجہ سے مجھے ان کے آئسے نہایت مطمئن ہوا۔“

بہ استثناء اس کے کہ فوجی معاملات سے کم واقف ہیں اور امور میں یہ بہت قدر کے لائق ہیں۔“

اس فقرہ سے میرے عالم کے متعلق تین امور مستنبط ہوتے ہیں پہلے تو سرکار عالی کی خیر خواہی اور دوسرے اُس زمانے کے نظر کرتے سرکار دولت مدار کی بہبودی کے ذریعہ پر دوراندیشی (یعنی سرکار دولت مدار کی صلاح و فلاح اس زمانہ میں جبکہ ٹیپو سلطان اور مرہٹے زور وں پر تھے اسی طرح ہو سکتی تھی کہ انگریزی کمپنی سے اتحاد محکم پیدا کیا جائے) تیسرے یہ کہ فوجی معاملات

ناواقفیت اس میں شک نہیں کہ میر عالم میں یہ کمزوری ضرور تھی مگر اُن کی خوش تدبیریوں نے ان کی اس کمزوری کو چھپائے رکھا اور ان کی پالیسی سے اس ناواقفیت کا کوئی دھبہ ان کے دامن پر لگنے نہ پایا اور باوجود اس کے وہ میسور کی چوتھی جنگ میں سپہ سالار فوج رہے اور ان کی کارگزاری اچھی رہی۔ اگرچہ ایک موقع پر جس کا قبل ازیں ذکر آچکا ہے ان کی فوج نے آگے پڑھنے سے انکار کر دیا اور وہ معاً اپنی فوج کے خیال کو پٹانہ سکے تاہم انھوں نے ترکیبِ حکمتِ عملی سے اپنے حکم میں لایا اور پھر کبھی کوئی قابلِ شکایت موقع ان کی کمان میں نہیں آیا۔

بقید پری | وہ قبیلہ پرور تھے ان کے اکثر اقربا انھیں کے زیر پرورش تھے۔ کئی اعزہ انھیں کے مہربانی و توسل سے بڑے بڑے مداح و مناصب پر پہنچے۔ جن کا ذکر ہم نے اپنے اپنے موقع پر کر دیا ہے۔

ایک ناکارنا | میر عالم کلکتہ کی سفارت پر گئے تو ایک روز وہ لارڈ صاحب سے ملنے اون کے بنگلے گئے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس پر ہاتھی دانت کا کام تھا۔ جب یہ کوئچ پر بیٹھ گئے تو ہاتھ کی لکڑی پاس ہی دیوار سے لگا دی۔ لارڈ صاحب نے اپنے آدمی سے مخاطب ہو کر اپنی زبان میں کہا کہ میر عالم کے بلا علم و اطلاع ان کی لکڑی وہاں سے اٹھالے آدمی نے آنکھ بچا کر لکڑی وہاں سے اٹھالی۔ جب رخصت کا وقت ہوا تو میر عالم کھڑے ہوئے اور اپنی لکڑی کو دیکھنے لگے۔ لارڈ صاحب نے تجاہل سے پوچھا کیا دیکھتے ہو۔ میر عالم نے جواب دیا ہاتھ کی لکڑی لارڈ صاحب نے تھوڑی دل لگی کے بعد یہ کہہ کر کہ آپ کے ہاتھ میں یہ اچھی معلوم ہوگی ایک وارچینی کی لکڑی دی جس کے دستے پر دس ہزار روپے قیمت کے الماس جڑے ہوئے تھے

اس واقعہ سے دو امور متنبط ہوتے ہیں اول تو یہ کہ انگریزی کمپنی کے اعلیٰ اہمہ دار کی زیر مشق تھی کہ تحفہ تحایف دے دلا کر میر عالم کو اپنا بنائیں تاکہ نظام کے ساتھ اتحاد قائم کرنے میں وہ ان کے مدد و معاون ہو جائیں اور دوسرے یہ کہ میر عالم انگریزی زبان سے نا آشنا تھے کہ اس گفتگو کو وہ سمجھ نہ سکے جو لارڈ صاحب نے اپنے آدمی سے کی۔

حسن تدبیر | صاحب گلزار آصفیہ نے ارسطو جاہ کی ابلہ فربہ اور میر عالم کی حسن تدبیر کو ظاہر کرنے کے لئے ایک اچھا واقعہ لکھا ہے جو یہ ہے۔

میر عالم کی نظر بندی کے زمانے میں مدار الملہام وقت کے پاس اور دربار حضور میں کچھ عرصہ تک مستقیم الدولہ ان کے نائب تھے انھوں نے میر عالم کی طرف سے ان کی رہائی اور بلدہ آنے کے لئے بہت کچھ سعی کی تھی حتیٰ کہ ان کے مخالف حشمت جنگ کو بھی اپنا ہمزبان بنا کر ان کی سفارش ان سے کروائی۔ اس پر سے ارسطو جاہ نے خیال کیا کہ مستقیم الدولہ کو اگر اپنی طرف مائل کر لیا جائے تو پھر میر عالم کے ہوا خواہوں میں کوئی ایسا نہیں رہے گا جو ان کی ہمدردی کئے انھوں نے مستقیم الدولہ کو پیشکاری کا لالچ بتایا اور میر عالم سے برگشتہ کر کے اپنی طرف مائل کر لیا انھوں نے جب دیکھا کہ مستقیم الدولہ یہ رخ سے ہو گئے ہیں تو وہ سمجھ گئے کہ انھیں کوئی سبب باغ دکھایا گیا ہے پس انھوں نے بھی مستقیم الدولہ کے لئے ایک تدبیر کی۔ اس کا ذکر کرنے سے

لے تاریخ گلزار آصفیہ صفحہ ۳۱۱۔

۲۷ عوام میں یہ امر ذہن نشین ہو گیا ہے کہ پیشکاری کی خدمت اہل ہند کے ساتھ مختص ہے لیکن یہ غلط ہے اگر ایسا ہوتا ارسطو جاہ اس امر کا ذکر بھی نہ کرتے اسے قبل بھی بعض مسلمان ادا نے اس خدمت کو انجام دیا جو جن میں سے ایک عوض خان تھا

پیشتر یہ بتانا ضرور ہے کہ قبل نظر بندی میر عالم نے ایک مجلس میں یہ ذکر کیا تھا ”میرسے والد ایک سیفی کے عامل تھے جس دشمن کو مقہور کرنا چاہتے تھے اس سیفی کو پڑھتے اور روٹی اور حلو ا آدمیوں کو کھلاتے چالیس دن تک یہی عمل ہوتا رہتا۔ یہاں تک کہ چالیسویں دن یا اس کے اندر اندر دشمن نیست و نابود ہو جاتا۔ میں نے کئی بار والد سے کہا کہ یہ سیفی مجھے بھی بتائیں مگر انھوں نے نہ بتایا۔ اور کہتے رہے کہ تم جواں آدمی ہو ایسا ہنوکہ گرفتار بلا ہو جاؤ“ اس واقعہ کو اسطو جاہ نے بھی سُن پایا تھا اب میر عالم نے مستقیم الدولہ سے کہا کہ بھائی آجکل قحط پھیلا ہوا ہے لوگ بھوکوں مر رہے ہیں میرا خیال ہے کہ کچھ ثواب کا کام کیا جائے روزانہ دس پتلے چال خرید اور مرد، عورت، بچہ میں سے ہر ایک کو فی کس ایک سیر چاول اور چار پیسے تقسیم کر دیا کرو۔ اسطو جاہ جب مستقیم الدولہ کو اپنی طرف مائل کر چکے تو پیشکاری کے وعدہ کو ڈھیل میں ڈالا۔ یہاں تک کہ مستقیم الدولہ اسطو جاہ سے مشتبہ ہو گئے انھوں نے میر عالم کے حکم کے موافق خیر شروع کی۔ دو مہینے گزر گئے قحط کم نہیں ہوا۔ اس کے بعد میر عالم نے مستقیم الدولہ سے کہا کہ ابھی قحط دور نہیں ہوا ہے خام غلہ کی خیرات سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ پکا پکایا تقسیم کیا جائے دس پتلے گیہوں کا آٹا ملو اور آدھ آدھ سیر کی روٹیاں پکوالو اور روزانہ دو دو روٹیوں کے ساتھ پاؤ پاؤ بھر حلو ایک ایک شخص کو دیا کرو اور ہر ایک کو حکم کرو کہ وہیں اُسی وقت کھائے اور اللہ عزوجل کو صدق دل سے دعائیں دیتے جائے مستقیم الدولہ نے اس کی تعمیل شروع کی اسطو جاہ سمجھ رہے تھے کہ مستقیم الدولہ ان سے کچھ خلاف ہو گئے ہیں جب یہ سُنا کہ وہ روٹی اور حلو خیرات کرتے ہیں تو انھیں یہ گمان ہو گیا کہ وہ میر عالم کے والد کی سیفی ان کے لئے پڑھ رہے ہیں اور یقین کر لیا کہ

اس سے ان کو نقصان پہنچے گا۔ فوراً ہی ارسطو جاہ نے اعلیٰ حضرت سے معروضہ کر کے مستقیم الدولہ کی نسبت فرمان صادر فرمایا کہ یہ جس حالت میں ہوں اسی حالت میں اپنی جاگیر دگوال پہنچانے کے پاس نہیں رہیں اور بلا اجازت وہاں سے نہ نکلیں اور نہ کسی سے ملیں چوہدر جس وقت مستقیم الدولہ کے پاس پہنچے ہیں۔ وہ تان حلوے کی تقسیم میں مصروف تھے انھوں نے ان کو اپنے زنا خانے میں تک جانے کی ہمت نہ دی اور باہر کا باہر بالکی میں سوار کر کے ان کو سیدھا جاگیر بھیج دیا اور وہاں کی روزانہ اخبار کے لئے تین ہر کار سے مقرر کر دئے صاحب گلزار آصفیہ نے میر عالم کی حسن تدبیر کے ضمن میں مستقیم الدولہ کی علحدگی کا یہی سبب بیان کیا ہے لیکن دراصل اس کی یہ وجہ نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ ان کی وہی تند و تیز گفتگو ہے جس کی نسبت ویلزی نے اپنے مراسلہ نشان (۲۳) مورخہ ۸ جولائی ۱۸۹۹ء میں رزیڈنٹ کرک پیٹرک کو توجہ دلائی تھی اور لکھا تھا کہ ان کو کوئی تنبیہ کی جائے جس کا ذکر ہم نے قبل ازیں کر دیا ہے اس کی حقیقت میر عالم کی اس یادداشت سے ظاہر ہوتی ہے جو انھوں نے ۲۷ صفر ۱۲۸۲ھ کو رزیڈنٹ کے منشی کے نام لکھی تھی تاکہ وہ مستقیم الدولہ کے اپنے مقام سے کل کر یکایک میر عالم کے فرد گاہ میں در آنے اور پھر ان کو ان کے مقام رہائش پر واپس کر دینے کی اطلاع رزیڈنٹ صاحب کو کر دیں اس چٹھی کی اصل عبارت یہ ہے۔

”منشی جیو۔ از اتفاقات عجیبہ امرو زانیکہ مستقیم الدولہ بے اطلاع اس جانب بے عن حق و پر نور دفعۃً وارد باغ فرد گاہ ایں جانب گردیدہ مذہب بعضے قباحات ہاکہ بالمشافہہ مفصل اظہار خواہد شد بہاؤر مذکور ابے آنکہ ملاقات شود فہمائیدہ دردیہ بود و بوش روانہ

کر دے اور برائے اقباط ایشاں چند کس معین نمودہ شد برائے اطلاع صاحب عالیشان رقم زد
خامہ و داد گردید۔

اس رقعہ سے صاف واضح ہے کہ کسی خاص وجہ سے ان کا بلدہ میں آنا یا امرائے ان کا
ملنا جلنا ممنوع تھا اور اس امتناع کا اصلی باعث اتحاد انگریزی تھا۔ اسی بنا پر میر عالم نے چھٹی
تاکہ مستقیم الدولہ کے آنے اور واپس ہونے پر رزیدنٹ صاحب کو کوئی سو وطن نہ پیدا ہو۔ اس رقعہ
میں مستقیم الدولہ کی نظر بندی کی خاص وجہ پر روشنی نہیں ڈالی گئی ہے تاہم یہ علانیہ طور پر معلوم
ہو سکتا ہے کہ مستقیم الدولہ نے ریاست میسور کی تقسیم ملک و مال کے ضمن میں حسب ایمائے لڑ پٹا
رزیدنٹ سے جثیت وکیل جو گفت و شنید کی تھی اُسی کے باعث وہ خدمت سے علیحدہ اور
نظر بند کئے گئے یہ سب مراعات انگریزی کمپنی کے حق میں اس وجہ سے مرعی رکھی گئی تھیں کہ
اُن کے ذریعے باقاعدہ فوج امدادی ہیا کی گئی تھی اور انہیں کے ذریعے اپنے دشمنوں (فرانسیسی
مہٹے، یسوپ سلطان) سے نظام نے رستگاری پائی تھی۔

اطاعت آفتا | میر عالم اپنے آقا کے احکام سے سر مو تجاو ز نہ کرتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت
غفران مآب نے انگریزی فوج کو برخاست کرنے کا حکم دیا تو انھوں نے پیش اندیشی سے معرہ
کیا کہ یہ مصلحت وقت نہیں ہے۔ اس پر بھی برخاست کا حکم ہوا تو فوج کو خست کر دیا اور جب نظر بند
ہو گئے تو کبھی اپنے آقا کی شکایت نہیں کی اور نہ ان کے خلاف کسی امر کی تحریک کی۔ ایک دفعہ
مستقیم الدولہ (جولارڈ ویلزلی کی خواہش پر غفران مآب کے حکم سے اپنی جاگیر میں رہنے کے لئے
مجبور کئے گئے تھے) سکندر جاہ کے عہد میں (جبکہ خود بدولت بغرض سیر باغ قدسیہ میں نہضت افروز)

اپنی جاگیر سے بلا اجازت نکل کر میر عالم کے ڈیرے میں آگئے میر عالم اوس ڈیرے سے حضور پر نور
 نقشبۃ اعظم الملک کے ڈیرے میں چلے گئے اور تاکید کر دی کہ وہ یہاں نہ آنے پائیں اور حضور کے
 پاس معروضہ کیا کہ مستقیم الدولہ اس طرح بے اجازت آگئے ہیں علیحضرت نے کہا کہ وہ تھارے
 عزیز ہیں تم جو چاہو کرو۔ میر عالم نے یہاں قرابت کا بھی کوئی لحاظ نہ کیا اور سلطان میاں ہندو کو
 حکم دیا کہ پچاس سواروں کے ہمراہ مستقیم الدولہ کو ان کی جاگیر میں چھوڑ آئیں میر عالم کی نظروں میں اپنے
 آقائے نعمت کی وہ وقعت و عظمت جو ابتداء میں تھی آخر تک بھی رہی اور وہ چاہتے تھے کہ جس طرح
 آپ علیحضرت کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ اسی طرح اور لوگ بھی کریں گو وہ اہل کمبہنی کیوں نہ ہوں شہنشاہ
 کر نل کرک پیارنگ کی عادت تھی کہ دربار حضور میں جب جاتے تو خلوت مبارک کے دروازے کی
 غلام گردش تک اپنی عماری سے نیچے نہیں اترتے جس روز میر عالم خلعت دیوانی سے سرفراز
 یہ اور شہنشاہ جنگ دونوں ملکر حاضر دربار ہوئے۔ میر عالم اپنی سواری کے میانہ سے دیوانخانہ
 سرکاری کے دروازے پر اتر پڑے (اس دروازہ پر تمام اعلیٰ ادنیٰ امراء اور عہدہ دار معمولاً اپنی
 سواروں سے اتر جاتے تھے) تو شہنشاہ جنگ نے کہا خلوت کے دروازے پر اترؤ میر عالم نے
 کہا یہ ہمارے آقائے نعمت کی ڈیوڑھی ہے میرا مقدور نہیں ہے کہ میں اپنی حد سے تجاوز کروں
 تم مختار ہو جہاں چاہو اترو لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ یہ تھارے لئے بھی ٹھیک نہیں ہے کہ وہاں
 سے آگے بڑھو۔ اس پر شہنشاہ جنگ بھی اپنی عماری سے وہیں اتر پڑے اور پھر کبھی اپنے تھاکو
 آگے نہیں بڑھایا۔

خزم و قبایط
 میر عالم جو وقت سبیل سفارت لکائیے گئے تھے تو نواب آصف الدولہ رئیس لکھنؤ نے ان کے
 دعا بخت بینی

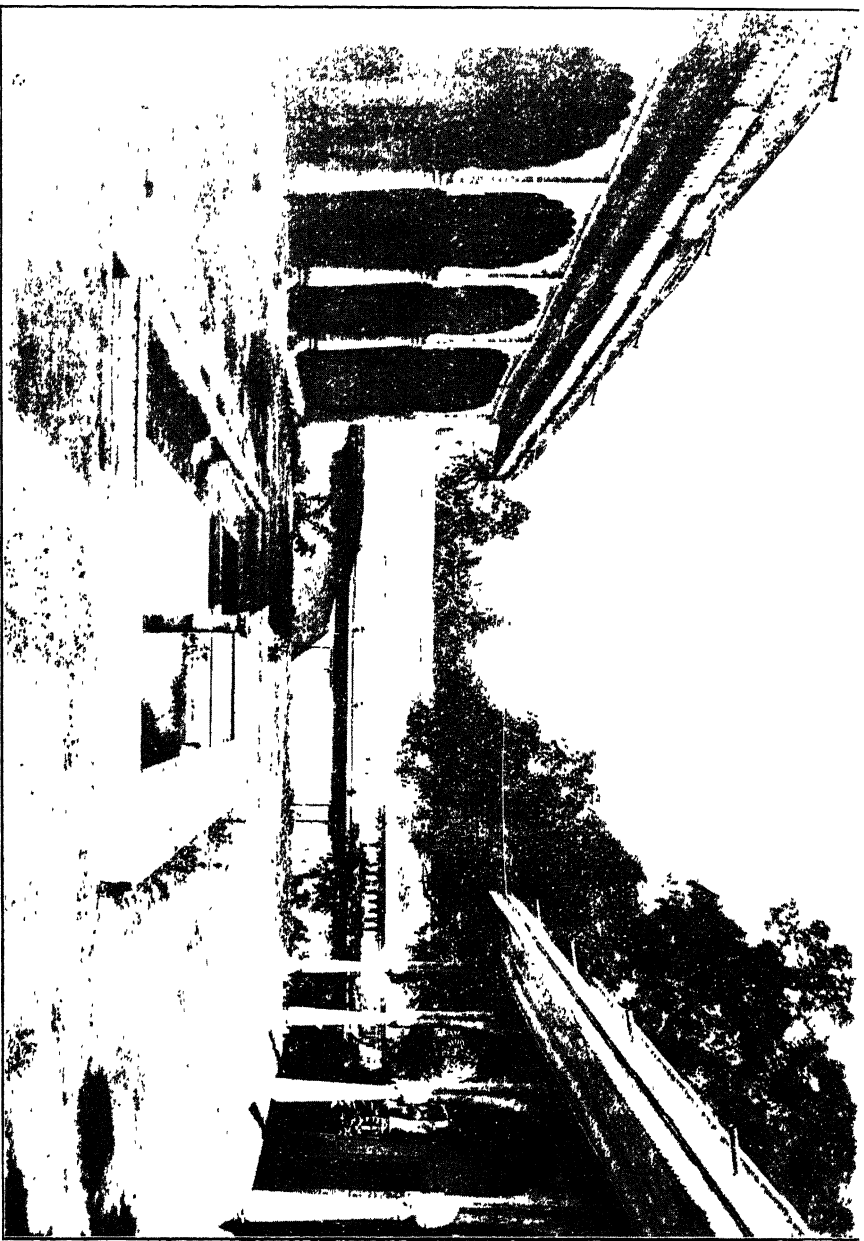
احوال سے مطلع ہو کر ضیافت کی ٹبری بھاری تیاری کر کے اُن کو دعوت دی کہ کلکتہ سے ادھر ہی تشریف لائیں اور یہاں سے حیدر آباد وٹیس میر عالم نے معذرت مانگی اور ان کو کہلا بھیجا کہ ہم سرکارِ دولت مدارِ آصفیہ کے نمک خوار ہیں بلا اجازت و حکمِ اعلیٰ حضرت کسی اور وٹیس سے ملاقات کرنا ہمارے مناسب حال نہیں ہے اس واقعہ سے میر عالم کا حرم و احتیاط و دوراندیشی و عاقبت بینی کا ثبوت ملتا ہے۔

خوش خلقی | میر عالم اتنے خوش اخلاق غیر اور فیض رساں تھے کہ اگر کوئی شخص متواتر دس پندرہ سال تک ان کے دربار میں آتا اور آدابِ مجربا جلاتا تو وہ اس شخص سے اس کی حاجت پوچھے بغیر نہ رہتے اور دریافت کے بعد اس کی حاجت روائی کر دیتے وہ ایسے لوگوں سے بھی سلوک کرتے تھے جو شریعت ہونے کی وجہ سے کسی کے آگے دست سوال نہیں پھیلا سکتے تھے۔

غیر معمولی خطاب | میر عالم نے اول تو سیدہ ہونے کی وجہ سے اور پھر خاندانی مجتہد ہونے کے باعث کوئی رسمی خطاب اپنے لئے قبول نہ کیا اسی لئے بندگانِ عالی نے ان کو ایک غیر معمولی خطاب سے مخاطب و سرفراز فرمایا۔

خوش اعتقادی | وہ بزرگانِ دین کے نہایت عقیدہ مند تھے ان کے نامِ ادب سے ملتے اور ان کے ذکر و اذکار کو نہایت توجہ اور تعظیم سے سنتے تھے ایک دفعہ میر عالم کو یہ اطلاع

ملی کہ ان کو میرِ عالم خطاب چار ہزاری منصبِ ہزار سوار و علم و تقارہ کے ساتھ تاریخ ۲۸ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ جلوسِ عالم (مطابق سنہ ۱۲۳۱ھ) مرحمت ہوا اور ۲۹ ذیقعدہ ۱۲۳۱ھ جلوسِ عالم (مطابق سنہ ۱۲۳۱ھ) کو میسور کی قسری جنگ کے بعد با محاذ پنجہزاری منصبِ ہزار سوار و علم و تقارہ و بالائی جہاں آباد سے سرگزئی ہوئی۔ اس طرح کا خطاب ان کے فرزند میر حسن کو بھی ملا تھا چنانچہ اسی ۲۶ ذیقعدہ ۱۲۳۱ھ کو وہ خطاب میر دوران اور سرگزئی منصبِ ہزار سوار و علم و تقارہ و بالائی جہاں آباد کے ممتاز و زہدانِ خطاب و مناسب کیا انہما را مستقام پر ٹیکہ طے سے سوچئے ہو سکا کہ ان کے متعلق بہت سی معلومات فراہم ہوں۔



مہر عالم کے مکان کے آس پاس کی تصویر جو عاشور خانہ کے نام سے مشہور ہے

ملی کہ ایک مفلوک الحال شخص کو حضرت مومنؒ نے ایک روپیہ دیا جس کی بدولت اس کو روزانہ دو روپیہ دست غیب میسر آتے ہیں۔ جس سے وہ خوش حال ہو گیا ہے انھوں نے دریافت کیا وہ کون ہے معلوم ہوا کہ میر شہسوار علی نام ایک سید بنرکپش ہیں جن کو اکثر ذی مقدور لوگ محرم کے ماتمی بنر لباس دیا کرتے تھے۔ جسے وہ سال بھر کی پوشاک بناتے تھے میر عالم نے ان کو پانچ روپیہ ماہوار مقرر کر دی تھی اس اطلاع پر انھوں نے سید صاحبؒ مذکور کو بلو ابھیجا اور تمام حال ان سے دریافت کیا انھوں نے کہا۔

”میں ایک وقت آدھی رات کو میر مومنؒ کے دائرے پر سے اپنے گھر جا رہا تھا دایرے میں اُس وقت کوئی شخص موجود نہیں تھا البتہ ایک بزرگ عربی لباس میں تہنا نشان و شوکت سے دروازے پر کھڑے ہوئے تھے انھوں نے دفعتاً مجھے آواز دیا ”میر شہسوار علی ایجا بیا“ میں نے یقین کیا کہ خود میر مومنؒ ہیں کمال اشتیاق سے گیا او عرض کی کہ پیر و مرشد آج کی رات غلام کے لئے گویا معراج کی رات ہے کہ آپ کا دیدار نصیب ہوا حضرت نے فرمایا کہ ”احوال شما از اخراجات چگونه است“ میں نے عرض کی کہ قبلہ عالم با وجود دوستی کے میر عالم صرف پانچ روپیہ دیتے ہیں اسی میں ہم آتش چاکر قدح قدح پی لیتے ہیں اس پر فرمایا کہ ”اگر شمار ایک روپیہ یومیہ باشد بیل“ میں نے عرض کی کہ حضرت بہت کافی ہے اس پر انھوں نے ایک روپیہ سلطان محمد قلی قطب شاہ کے زمانے کا اپنی جیب سے نکال کر مجھے دیا اور فرمایا کہ اس روپیہ کو ایک سرخ کپڑے یا کاغذ میں دھاگہ سے باندھ کر ایک قلعہ دار میں مقفل رکھو اور احتیاط ہے کہ اور کو

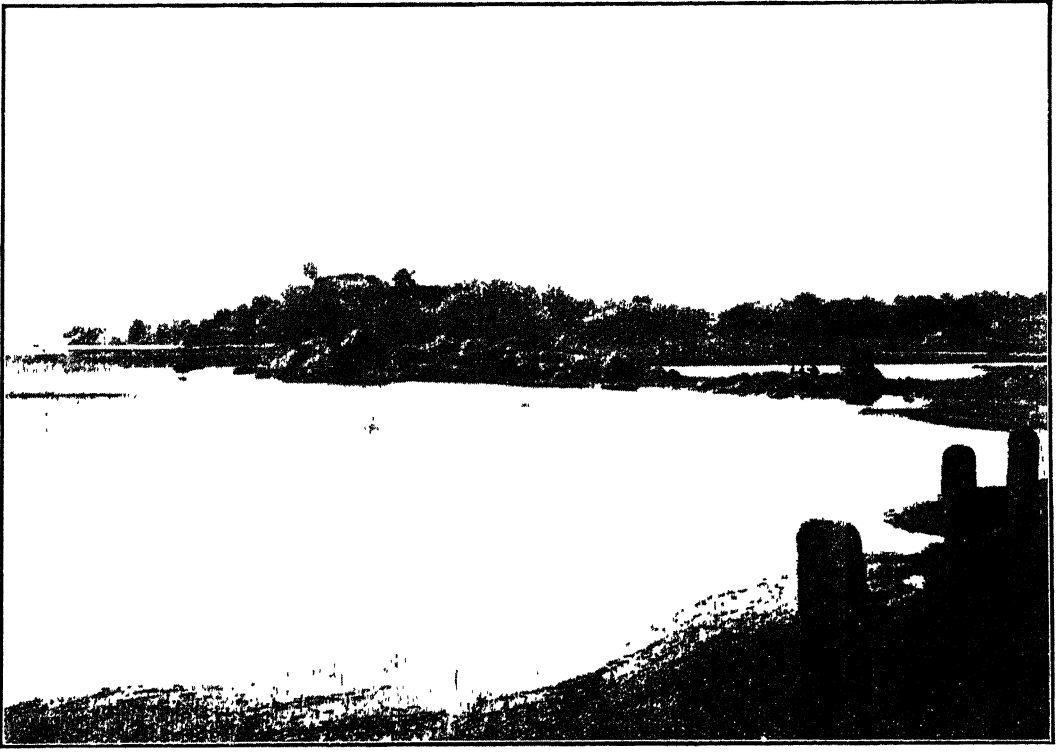
میں ملنے نہ پائے اس کے ساتھ تم کو دو روپے روز ملا کریں گے اُن کو تم ہر روز خرچ کر دیا کرو اور اس روپیہ کو حفاظت سے رکھو اگر یہ روپیہ تمہارے پاس سے چلا جائے تو پھر تم کو ایک جتہ بھی نہیں ملیگا۔

اس واقعہ کو میر عالم نے بڑی توجہ سے سنا اُس روپیہ کو دیکھا اور بوسہ دیا اور سید صاحب کو مبارک باد دی اور احتیاط سے رکھنے کی ہدایت کی شہسوار علی کی حیات تک وہ روزینہ برابر جاری رہا۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو وہ روپیہ خود بخود غائب ہو گیا۔ یہیں اس واقعہ کی صحت یا عدم صحت اور قرین عقل یا بعید از عقل ہونے سے یہاں کوئی بحث نہیں ہے ہم نے صرف میر عالم کی خوش اعتقادی بتانے کے لئے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔

وفات و مدفن

میر عالم دیوان ہونے سے پیشتر فساد خون کے مرض میں مبتلا تھے جس کا ذکر صاحب تحفۃ العالم نے بھی کیا ہے یہ مرض کہنہ ہو کر جذام کی شکل پکڑا جب یہ دیوان ہو چکے تو ان کے اس مرض میں اور ترقی ہو گئی اقسام کے علاج کئے۔ حتیٰ کہ ناگ سانپ تک دسوائے اور مرض کے زہر سے ڈسنے والے سانپ مر گئے لیکن ان کو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا۔ طب میں جذام کا بہترین علاج افعی ہے جسے کالا ناگ کہتے ہیں اس کا

لے حیدر آباد میں کس مرض کا نام عام طور پر ”میر عالم کا آزار“ مشہور ہے ممکن ہے کہ اسکی وجہ تسمیہ یہی ہو کہ میر عالم اس مرض میں مبتلا تھے اور انہیں کے نام سے یہ مرض منسوب ہو کر اسی عرف سے معروف ہو گیا۔



میر عالم کے تالاب کی تصویر



چو کھنڈی کی تصویر جو میر عالم نے اپنی قبر کیلئے پنجرہ شاہ
میں تعمیر کرائی تھی

گوشتِ مریض کو کھلاتے ہیں اس کا ماء اللحم پلاتے ہیں اس کا زہر مریض کے جسم میں پہنچا ہے اور کہتے ہیں کہ جذامی کو انھی دستانہیں اور اگر ڈس جائے تو وہ خود مر جاتا ہے اور مریض چنگا ہونے لگتا ہے بہر حال میر عالم نے علاج میں کسی طرح کی کمی نہیں کی لیکن دوا سے ان کے مرض میں تخفیف نہیں ہوئی آخر وقت موعود آ پہنچا اور ۲۱ شوال ۱۲۳۳ ۱۲۳۳ شنب جمعہ میں میر عالم اس دار فانی سے عالم بقا کو سد ہارے اور عالم میں اپنا نیک نام یادگار چھوڑ گئے۔ غلام حسین خاں جو ہر صاحبِ تاریخ ماہ نامہ نے تاریخِ وفات میں یہ رباعی کہی ہے۔ مادۂ تاریخ بہت اچھا ہے۔ رباعی

افسوس کہ آں میر و ظہیر عالم بانام نکورفت وزیرِ عالم
جو ہر زینینِ انتقالش گفتا حقا بہشت جائے میرِ عالم

صاحبِ مختار الانبار نے اپنی کتاب میں میرِ عالم کی وفات کا مادۂ تاریخ (داخل فردوسِ گردید) بیان کیا ہے ممکن ہے کہ یہ انھیں کی تصنیف ہو۔

انھوں نے اپنے دفن کے لئے پُنجہ شاہ میں جگہ مقرر کر کے وہاں سرے بھی تیار کروائی تھی اور حوض اور چوہترہ بھی بنوایا تھا اور خواہش وہیں دفن ہونے کی تھی مگر انتقال کے بعد وہ میر مومنؒ کے دایرے میں اپنے والد کے ہلویں دفن کئے گئے انتقال سے پیشتر وصیت کی تھی کہ قبر پر کوئی گنبد یا مقبرہ تعمیر نہ کیا جائے۔ اسی وجہ سے ان کی قبر پر شان و شوکت کی کوئی علامت نہیں ہے میر کے دایرے کے بڑے دروازہ کے اندر ہی جنوب مغربی جانب اور خود حضرت میر مومنؒ کی جالی کے شمال میں میر عالم

اور اُن کے پائین میں اُن کے صاحبزادے میردوران کی قبر ہے قبر پر نہ کتبہ ہے نہ اوکڑی مابہ الاتیاز جس سے یہ شناخت ہو سکے کہ یہ میر عالم ہی کی قبر ہے۔ بہر حال حالت ظاہری کے اعتبار سے دیکھنے والے کو یہ گمان تک نہیں ہو سکتا کہ یہ ایک ایسے مشہور اور قابلِ فزیر کی قبر ہوگی۔

ہم اس کو دیکھنے کے لئے میر کے دائرے کو گئے تھے ہمارے ذہن میں میر عالم کی قبر کی تصویر ایسی تھی کہ کوئی چوکنڈی یا جالی ہوگی اس میں نہایت نفیس اور مصفیٰ پتھروں کی قبر ہوگی اس پر کتبے بھی ہوں گے چوکنڈی اور جالی کوڑے کرکٹ سے پاک و صاف ہوگی لیکن جب ہم دائرے کو پہنچے تو میر عالم کی قبر کا مقام دریافت کرنے کے لئے کچھ وقت صرف کرنا پڑا جب وہاں کے واقف کار دو ایک دائرے کے مجاور ہیں نظر آئے تو اُن سے قبر کا ٹھیک نشان ہیں ملا۔ انھوں نے ہیں لیجا کر قبر کے سرہانے کھڑا کر دیا ہم نے دیکھا کہ میر عالم کی قبر معمولی سنگ رخام کی سلوں سے بنی ہوئی ہے اُپر طرف نہ کوئی چوکنڈی ہے اور نہ کوئی جالی قبر پر نہ کوئی کتبہ ہے ان کی قبر کے سرہانے گچ کا ایک چراغ دان ہے جو ان کی قبر کو بازو کی دوسری قبروں سے ممتاز کرتا ہے اُن کی قبر کے مشرقی سمت ان کے والدین کا آرام کر رہے ہیں۔ اور مغربی جانب پائین میں ان کے صاحبزادے میردوران سو رہے ہیں اور تمام قبروں کے آس پاس کچرا کوڑا پڑا ہے اور اطراف سیتا پھل کے درخت لگے ہوئے ہیں قریب میں اہلی کے اتنے درخت سایہ کنناں ہیں کہ دھوپ دن کے کسی پہر میں بھی نہیں آتی ہوگی ہماری خاص توجہ اور تلاش پر سے ہمارے رہنما مجاویں کو خدا جانے کیا

خیال ہوا کہ انھوں نے اہلی کے درخت کی ایک شاخ توڑ کر جلدی سے ہمارے سامنے ہی دوہا جا روب کشی کی اور کچرا صاف کیا ہم فاتحہ پڑھتے ہوئے اور دنیا کی بے ثباتی پر ذہنی احساسات حرکت میں لاتے ہوئے واپس آئے۔

اپنی مقرر کردہ جگہ یعنی پنجہ شاہ میں دفن ہونے کی وجہ یہ تھی کہ جب یہ نظر بند تھے اور ان کو غفراں مآب نے اپنے گھر آرہنے کی اجازت بایں الفاظ دی تھی کہ نہ یہ کسی سے ملیں اور نہ ان سے کوئی شخص ملے۔ رہیں تو گھر میں رہیں اور میرں تو اپنے ہڈواڑ میں دفن ہوں اسی سبب سے وہ میر مومن کے دائرے میں دفن ہوئے اس لحاظ سے بھی ان کو وہاں دفن ہونا تسخّن تھا کہ میر کے دائرے کی مٹی میں خاک پاک کر بلائے معلیٰ ملائی گئی ہے۔

اخبارات ہند اور میر عالم | اخبارات ہند کے حوالے سے ریونے اپنی فہرست مخطوطات برٹش میوزیم میں لکھا ہے کہ دیوان ہونے کے کچھ عرصہ بعد میر عالم نے اپنی خدمت سے استعفاء دیا اور ہجرت کر کے کر بلائے معلیٰ میں جا رہے اور وہاں اپنی بے حساب خیرات و برات سے ہندوستانی نواب کے نام سے مشہور ہو گئے اس کی تائید کسی اور تاریخ نویس نہیں ہوتی۔ یہ واقعہ ایسا نہیں تھا کہ اس کو مقامی موزین فروگزاشت کر جاتے اس واسطے کہ ایک دیوان کا استعفاء دینا اور ہجرت کر کے چلا جانا ایسا امر نہیں جو راز میں رہ سکتا یا عوام اس سے واقف نہیں ہوتے اگر ایسا ہوتا تو اس عہد کی جتنی تاریخیں ہیں سب میں اس کا ذکر ہوتا اور وجوہ استعفاء پر یا تو بحثیں ہوتیں یا خیال آفرینیاں اس میں شک نہیں کہ میر عالم نے ایک خاص موقع پر استعفاء دیا ہے جس کا ذکر قبل ازیں ہو چکا لیکن منہ طور

نہیں ہوا۔ بہر حال یہ امر صحیح نہیں ہے کہ میر عالم نے کر بلائے معلیٰ کی زیارت یا وہاں ہجرت کی ہم مقامی تاریخوں کے مقابلے میں اخبارات ہند کے بیان کو ترجیح نہیں دیکھتے اس واسطے کہ صاحب اخبارات ہند محمد رضا نجم بن ابوالقاسم طباطبائی نجم الدولہ افتخار الملک حاتم جنگ اگرچہ اسی عہد کے مورخ ہیں جس میں میر عالم موجود اور وزیر تھے لیکن وہ شمالی ہند کے باشندے اور بریلی کے کلکٹر تھے اُن کا بیان حیدر آباد دکن کی تاریخ یا اس عام واقعات کے متعلق اتنا صحیح باور نہیں کیا جاسکتا جتنا کہ خاص حیدر آباد کے مورخ کا اس صورت میں یہ امر البتہ غور طلب ہے کہ اخبارات ہند کے مصنف کو اس خیال کی وجہ تحریک کیا ہوئی۔ اس کی نسبت ہمارا قیاس یہ ہے کہ ایران سے ابھی میر عالم کے خاندانی تعلقات منقطع نہیں ہوئے تھے اور علاوہ اس کے اسی زمانے سے کچھ قبل انھوں نے ارسطو جاکي طرف سے احداث قلعہ نجف اشرف و تعمیر نہر حینی کا انتظام کر لیا تھا۔ ان وجوہ کی بناء پر میر عالم کا نام وہاں زیادہ مشہور تھا۔ اسی شہرت پر اس مورخ نے یہ باور کر لیا کہ خود میر عالم وہاں پر موجود تھے۔ لیکن اس واقعہ تعمیر و احداث کو صاحب مختار الاخبار نے اس طرح بیان کیا ہے کہ کر بلائے معلیٰ و نجف اشرف پر وہابیوں کے حملہ کی وجہ سے نقصانات عظیم عاید ہو گئے تھے جس کی اطلاع پر میر عالم نے آقا باقر طباطبائی کی معرفت ایک کثیر رقم اُن کی اصلاح کے لئے بھجوائی تھی جس سے وہاں کے قلعے کی تعمیر و ترمیم ہوئے اور اس کے برجوں پر توپیں چڑھائی گئیں۔ ہم کو اس واقعہ کے تسلیم کرنے میں عذر ہے اس وجہ سے کہ کر بلائے معلیٰ اور نجف اشرف پر وہابیوں کا حملہ ۱۲۱۶ھ میں ہوا اور اس زمانے میں

میر عالم معقوب اور مندوزی تھے اور اس قلعہ اور نہر کی تعمیر و احداث سے متعلق انھوں نے جو خط و کتابت میرزا محمد مہدی شہرستانی سے خود اپنی طرف سے اور اسطو جاد کی جانب کی ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ کام ۱۲۱۶ھ تک کیا گیا ۱۲۱۷ھ سے بھی پیشتر کا ہے۔ چنانچہ میر عالم کی ایک خط موسومہ مرزا محمد مہدی شہرستانی ساکن کر بلائے معلیٰ کے فقرہ ذیل سے تعمیر کی تخریب کا حال واضح ہو گا:-

”..... کیفیت معاملہ حاجی میر باقر از تقریر مشارالیه و تفصیل تجویز احداث قلعہ نجف اشرف و تعمیر نہر حسینی قدیم علی اشرف بہا الوف الصلوٰۃ و التسلیم کہ مطمح نظر توفیق انشاء اعظم موید من عبد اللہ شیر الملک معین الدولہ اسطو جادہ دام اقبالہ است مفصل زبانی خلاصۃ النجباء العظام آقا حسین و آقا کاظم پیرایہ ایضاً خواہد یافت امید کہ از مرقعہ ان لطف عمیم تصور نمودہ ہمیشہ بہ صدر ان رفاد نامہ جات و بدعاؤ حسن خاتمہ مختص و مخصوص می فرمودہ باشند“

بہر حال یہ واقعہ کوئی اصلیت نہیں رکھتا کہ میر عالم کر بلائے معلیٰ کو ہجرت کر گئے تھے یا کہ وہیں جا کر انتقال کیا۔

خدمت دیوانی کا سلسلہ | ان کی وفات کے بعد مدار الملہامی کے تقریریں بڑی حجت پڑی منجانب ریاست امرا میں سے دو امیر منتخب ہوئے (۱) شمس الامراء (۲) شیر الملک۔ لیکن شمس الامراء سے خوش نہیں تھے اس لئے یہ بارگراں اُن پر عاید نہیں ہوا گورنر جنرل مارڈنٹھون نے بذریعہ خطیہ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۸۵۸ء مطابق ۶ ذیقعدہ ۱۲۲۳ھ معفرت منزل کو میر عالم جیسے عیدم التیظ و ذہین اور دیانت و شخص کے گزر جانے پر اظہار افسوس کر کے اس طرف توجہ دلائی کہ ان کے سپاہیوں کی

تسلّی و استمالت فرمائیں چنانچہ ان کے پسماندوں میں سے ان کے داماد میر المملک کی تسلّی کے لئے سکندر جاہ کو یہ مناسب معلوم ہوا کہ دیوانی کی جائیداد پر ان کا تقرر کیا جائے اور اس جائیداد پر ان کو ترجیح دینے کی ظاہری وجہ سکندر جاہ نے یہ بیان کی کہ وہ اپنے خسر (میر عالم) کے عہد دیوانی سے امور دیوانی وسائل سرکار میں واقفیت حاصل کرتے آئے ہیں چنانچہ اعلیٰ حضرت کے خطاموسومہ رزیڈنٹ کپٹن سدھام کے مطالعہ سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔

اس تقرر کی اطلاع جب گورنر جنرل کو ہوئی تو انھوں نے اس کے خلاف ہمارا چند لالہ حق میں بڑے زور کے ساتھ سفارش کی کہ امور کلیات دیوانی کی خدمات وہ بجالائیں لیکن چونکہ ہمارا میر عالم کے ساختہ پرداختہ تھے اس وجہ سے ان کے متعلقین کی موجودگی میں مخفی نہ رہا کہ ان کا دیوان ہونا مناسب نہیں تصور فرماتے تھے اور علاوہ ازیں خود بدولت کو بعض اشخاص کی افہام و فہم پر ہمارا جہ کے طرز عمل سے سو فطن بھی ہو گیا تھا ان امور کو مذکور لکھ کر گورنر جنرل نے اپنے اس سفارشی خط میں ان کے ان خیالات کو رفع کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔

اس پر زور سفارش کا اثر یہ ہوا کہ میر المملک بہادر برائے نام مدارالہام رہے مغفرت منزل نے ان کے اختیارات کو محدود کر کے امور کلیات ہمارا جہ کے سپرد کئے گورنر جنرل کی اس سفارش اور ہمارا جہ کے تقرر سے ریاست کے حق میں جو کچھ اثر مترتب ہوا یہاں ہم اس کا اظہار مناسب سمجھتے کہ یہ ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ مَنْ سَكَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجَّى۔

”دریغ لا بتایج بیتہم خبر شمال المکرّم ۱۲۳۳ھ میرالو القاسم قصبہ آگہی انتقال نمود مذاذرا نجا کہ برائے تقدیم امورات سرکار جہاں شہسختی ضرورت بخاطر ماچان اقتضائی نماید کہ خانہ زاد خیر اندیش خیر المملک بہادر بر امور دیوانی سرکار دودھدار از عرضہ پنج سال از امورات کلیات سرکارین انکداموز و فراموشیوں آل شہامت حوالی پناہ خواہ بلا اشتیاء دولت خواہ قومی کارا بدولت اندلہذا انکار شرت ۱۲“

ضمیمہ الف

رقعہ ارسطو جاہ موسوی عالم

سلامت

میر صاحب جلیل المناقب عظیم الاوصاف

دو قطعہ مکتوب بہجت اسلوب یکے مرقوم شب بست و نہم ذی الحجہ ۱۳۱۳ ہجری
 متضمن کیفیت جنگ کہ سواران سرکار دولت مدار محنت و تردد ہا بعل آوردند و تردد
 صبح و شام آوردن منظر الدولہ و برادر لارڈ بہادر میردوران بہادر راہمراہ خود از چین پٹن
 بسیر رنگ پٹن و بہ اصرار نگاہداشتن بہادران معز بہ میردوران بہادر کہ بعد ملاقات لارڈ
 روانہ خواہد شد و نوشتن آن جلیل المناقب براہر روشن رائے بہادر بمشاوہہ جنرل ہارلین
 وغیرہ کہ پنج ہزار سوار جاگیر دار و پانچ گاہ وغیرہ خود نگاہداشتہ تتمہ سواران راجست
 حضور پر نور نمایند و با جمعیت پلاٹن و سواران کوچ نمودہ اند راہ گورم کندہ روانہ قلعہ
 شود و اینکه ایں لارڈ نہ مثل لارڈ سابق است و نہ ایں فوج انگریزی مثل فوج سابق
 پیشتر کہ ہمیشہ با حیدر علی خاں مقابلہ می شد گاہے از پنج یا ہفت پلٹن زیادہ بنود و اسحال
 نصبت پلٹن مع سیزدہ پلٹن سرکار ویں ہم حاضر بود و علاوہ ایں فوج و سانسرا انجام عزم
 لارڈ بہادر بتجربہ نئی گنجی کیفیت آن مفصل وقت ملاقات ظاہر خواہند نمود و بعل آدن ایں

تہ نامہ جدید در عجب وقت و دولت را دیے اندیشہ کہ ثانی آئینن ٹیپو سلطان تو ان گفت
یقیناً دولت خود را بر باومی و ہد و دولت باجی را دگر دریں صدمہ بشرط حسن تدبیر بالاجی
پنڈت و سخن شنوی اس جانب کہ از حال بنیاد آں گذاشتن شرط است بالمرہ برباد نشود
البتہ ضعیف و بے رونق کا ملحد و م خود نخواہد شد و سوالی کہ از راجہ رگھوجی بھونسلہ بعل آمدہ
البتہ حشمت جنگ بہادر ظاہر نمودہ باشند یعنی شہزادہ و یکدیگر راجہ مذکور با سرکار دولہدار
و کمپنی انگریز بہادر اگر راجہ مذکور بصاف دلی اقبال اس معنی نماید و آیندہ بر جاؤہ دولت
خواہی ثابت قدم بماند محفوظ خواہد ماند و اگر مثل سابق بر رویہ خاندان خود قابو طلبی
کنند نتیجہ خوب نخواہد دید و دریں باب اس جانب ہم آنچہ مناسب باشد بر اجہ مذکور خواهند
نوشت کہ فی الحقیقت اس سوال مبنی بر سلسلہ جنابانی اس جانب است کہ پیشتر مکرر در
باب گفتہ بودند باید کہ رگھوجی ممنون و مہربان اس جانب باشد و ویرا ہر نمودن جواب
سوال تقسیم غنیمت کہ ہر روز تکرار ہامی شود و اگر دریں مادہ چیزے از حشمت جنگ بہادر
ہم فرستائیدہ شود بہتر است معہ نقل خط ثانی مرقومہ ستم شہر شوال ثانی محرمہ شب نیم محرم
مشعر اینکہ بعد پنج شش روز باز نامہ و مسوخی بعل آمدہ یعنی دریافت موقوفی آمدن
لارڈ بہادر بموجب ممانعت ڈاکٹر اٹل و شروع شدن سوال جواب ہا با مسخر الدولہ ہا
و بمیان آوردن مذکور گورم کنندہ و رسانیدن بہادر مغز و زرد ویم خرطیہ لارڈ بہادر معہ
غایت نامہ موسومہ بہادر موصوف و گفتن اینکہ الحال اس مقدمہ بعض حضور رسید و در
پذیرائی یافت دیر و درنگ دریں کار مناسب نیست و نوشتن روز دوم و مرتبہ شفقہ

بانقول آن لهذا بطوری که تعلقه مذکور بجایگزین مسطور مقرر نموده شده از نقل سند موضح
 می گردد و اینکه لارڈ بہادر رانظربہ درستی کلیات و آن عظیم الاوصاف را مطمح نظر کفایت
 بہر کار دولتدار و میر قمر الدین خان بہادر سردار نامی و بہر خلاف اہل بتین معاملہ فہم و دانستن
 حلقہ بندگی حضور در گوش و غاشیہ طاعت بردوش و پیام نمودن آن عظیم الاوصاف
 بمفخرالدولہ بہادر بتیانخ غرہ محرم کہ اگر انفصال معاملات دریں جامی تواند شد پس وجہ
 توقف چہ خواهد بود اگر دریں جامی تواند شد روانگی مناسب تاکئے بہ انتظار می توان
 نشست و جواب دادن بہادر معز کہ در دور و ز جواب این معنی منقح گفتہ می شود یعنی نقشہ
 معاملات ہمیں جا قرار دادہ خواهد شد یا ملاقات بالارڈ ضرور خواهد گردید و رسیدن خطوط
 لارڈ بہادر با قرار داد نقشہ بنام بہادران معز و خلاصہ اینکه جنرل ہارلیس بہادر و کرنل کلون
 برادر خود و مفخرالدولہ و کپٹن مالکم بہادر را مختار معاملات ساختہ و نقشہ معاملات قرار دادہ
 فرستادہ اند انشاء اللہ تعالیٰ از امروز کہ بتیانخ چہارم شہر محرم است شروع سوال جواب
 خواهد شد و راجہ روشن رائے بہادر بعد رسیدن خط آن جلیل المناقب کہ برائے روانگی
 بیخ شش ہزار سوار بہ حضور پر نور نوشتہ بودند در جواب نوشتند کہ مردم سپاہ برائے
 روانگی حضور یک ماہہ پیشگی می خواہند و زرد خزانہ نیست کہ یہ آن ہا دادہ روانہ نمودہ
 شود و در جواب نوشتن آن عظیم الاوصاف کہ بار بردار باید فرستاد تا بہ لشکر رسیدہ بندہ
 روانگی افواج نمودہ باز بہ بتین معاودت کردہ آید راجہ معز بعد رسیدن این خطہ و دسہ کوچ
 متواتر نمود انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب از راہ گورم کندہ بہ تعلقہ گئی می رسند - روانہ نمود

چهار صد جوان بار تعلقه میرو راں بہادر بایک کپٹن برائے تھانہ قلعہ گورم کشدہ و مقرر نمودن
 قلعہ داری قلعہ مذکور بطریق صنبلی بنام سید حسین خان و برائے تعلقہ داری آنجا کہ براجہ روشن
 بہادر نوشتہ بود مدد و راجہ مغز محمد امین خان بہادر عرب را مقرر کردند الحال کہ تعلقہ مذکور بنام
 میر قمر الدین خان قرار یافته احتیاج تجویز تعلقہ دار نامند مگر تجویز تعلقہ دار گئی ضرور در صورت
 اجازت بنام ناگن گوراکہ بہ نسبت دیگران ناگزارد و کفایت شعار است مقرر خواهند نمود
 اطلاع نقشہ تقسیم ملک آنچہ مسموع شدہ باید دید کہ این نقشہ ہم قایم می ماند یا تغییر و تبدیل
 می شود و گفتن آن عظیم الاوصاف در مذکور است بہ اہل کونسل کہ اگر سپرٹیمو را برپا نمودن
 متضمن مصلحت دولت ہا و نیک نامی ہر دو سرکار است و خواہ مخواہ عمل می آید درین
 صورت بقرار نوکری در ہر دو سرکار کہ اگر در سرکار دولت مدار ہم عہدہ رود ہدایت تمام جمیعت
 ہمراہ رکاب با ہمراہ جمیعت سرکار حاضر باید شد و در تقدیم نوکری و جانفشانی دقیقہ نباید
 گذاشت و اگر کار جزوی از قبیل تنبیہ زمینداران مفسد و بکار گرد و جمیعت بر طبق حکم فرستاد
 ہمراہ تعلقہ داران سرکار بہ تنبیہ اشراہ پروازند و در سرکار کپنی نیز ہمیں دستور چنانچہ منفر الدولیا
 و مشیران دیگر جواب دادند کہ بند و بست این معنی بعمل خواهد آمد و کیفیت گرفتن قریب
 شش لک روپیہ بطریق دستگرداں از جنرل ہارٹس بہادر بدواز و ہم ذی حجب و رسانیدن
 براجہ راوشن رائے بہادر و تتمہ چار لک روپیہ بعد رسیدن خزانہ کہ قریب رائے کوٹ
 رسیدہ است و بیدارہ دولٹن متعاقب می رسد براجہ مسطور رسانیدہ می شود و کوچ کردن
 جنرل ہارٹس بہادر بہ نسبت چٹیل درگ مع نقل سند و اقرار نامہ میر قمر الدین خان بتاریخ

شانزدہم محرم یکجا وصول آورده مسرور خیریت باد مطلع مضامین مندرجہ ساخت و ہم از
 خطوط موسومہ مستقیم الدولہ بہادر کیفیت مرقومہ مشروحاً بوصفہ انجاسید چون قابل ملاحظہ
 و عرض حضور پر نور نبود ہذا ششم از آن معروض داشتہ نشد اگرچہ کیفیت تقسیم ملک و غنیمت
 ہنوز نسخ و منسوخ و پیترے قرار نگرفتہ دیدن گرفتہ قرار چہ قسم این معنی را یقینی تصور
 باید نمود بریں ہم یک لمحہ گو کہ بموجب نوشتہ سامی چیزے ازیں قرین صدق تو ان نمود
 پس پیچ نیست چرا کہ آن عظیم الاوصاف فواید نامہ جدید مطمح نظر دارند و نوشتہ اند بہ این
 نقشہ دریں معاملہ رو بہ کار بر عکس تصور می نمایند و مرا صاحب را چہ قسم سرخروئی از خودند
 خود خواہد گشت و ہم در ہم چشماں کہ نا تو اں ہیں اند و در ہر خریطہ موسومہ گورنر جنرل بہادر
 نہیں مندرج است کہ بہ استصلاح و استطلاع و اتفاق و صواب دید آن عظیم الاوصاف
 کہ از فقیر و طغیان کنونات و مرکوزات و از سراسر رخصتی و جلی حضور پر نور واقف و آگاہ اند
 بعل آید و گورنر جنرل بہادر مکرر قلمی نموده اند کہ سرسبزی و بہتری سود و بہبود و رونق مکرار
 دولت مدار را بعینہ بمنزلہ سود و بہبود سرکار کمپنی بہادر متصور دارند جو البش مکرر ہیں درج
 گردیدہ کہ بشاوردہ و استصلاح و استحسان آن جلیل المناقب موافق ارقام خود بعل خواہند
 آورد چنانچہ بقول خریطہ و در جواب آن بامترشدات مکنونات و مرکوزات سرکار سابق
 بر این بہ آن عظیم الاوصاف و ہم حب الاستدعا بہ حشمت جنگ بہادر اطلاع دادہ شد کہ
 ذہن نشین گورنر جنرل بہادر نمایند و حالا باز مکرر قلمی می گردد اگرچہ صاحبان کوسل پیش
 بموجب مرکوزات و مکنونات حضور کہ قانون روئے ماسلف و صلاح دولتی باشد

بعل آرد یعنی ضابطہ رؤسائے عمدہ در رودا چنین امور است کہ پیمانہ ہمارا
 طورے بفران غمیشت لیکن نوع کے آئندہ قابوئے فتنہ پیرائی نماندمی دارند چنانچہ در
 محالہ رو بکار ہم منظور والا ہیں است کہ خویش واقربائے مخصوصہ شیو سلطان مرحوم را
 در ذیل دو کس کہ عمدہ آن ہا باشند داشتہ یکے را در سرکار دولت مدار و یکے را در سرکار
 کمپنی انگریز بہادر جائے بفران غمیشت نگاہ دارند و بہ تجربہ و دریافت اوضاع و احوال
 آئندہ اگر قابل ترقی باشند ترقی خواهند یافت و منظور از یہ ہیں کہ آئندہ زمانہ حادث
 مثل وزیر علی خان و غلام محمد خان و ہیلہ طاقت فتنہ پیرائی باقی نماند بہتر والا آن ^{الناقب} جلسہ
 دست از استخوان و متر شدات حضور پر نور زداشتہ جواب صاف یہ اہل کونسل و مفکران دولہ
 بدہند کہ صاحبان بفضل آہی دانانند و حکم سرکار بہ استصلاح و استطلاع و استخوان و صواب
 و اتفاق و اشتراک و در آنچه سود و بہو و دوسرینری و بہتری در رفق و صلاح دولت باشد
 بعل آید صادر گردیدہ است و یہ تحریف نمی تواند شد و در احکام ہیں معنی برمی آید اگر
 اہل کونسل بگویند کہ گورنر جنرل بہادر دریں سالہ مختار اند جواب شافی ہیں باید داد کہ نظر
 بر اتحاد و غیرگی گورنر جنرل بہادر آں ہم یہ اتفاق و اشتراک و صوابدید و استصلاح ایں
 جانب کہ در آں مفید حال و آئندہ سرکار باشند کہ برخلاف آں تجویز شود چہ قسم بعل می تواند
 آورد و ملاقات من بالارڈ بہادر ہر جا کہ باشند ضرور و روانہ پیش الارڈ بہادر باید شد و ایں
 ہمہ مراتبات را ذہن نشین باید نمود و در صورت اصلاح و استخوان خود نظم و نسق و حصہ ساد
 چہ در غنیمت و چہ در ملک مع حصہ سپاہ خود کہ موافق قانون خود کار پرواز ان سرکار و

مختار اند بعل باید آورد و اگر در آن جا هم این معنی اصلاح و صورت پذیر نگردد و همین بگفت
 که تا این مدت نیک نامی کمینی مشهور آفاق در تمامی رؤسای هند بود تا اینکه خراطین
 مضمونات حاضر و موجود بر عکس آن تصویری شود پس صاحب هر چه خواسته باشد بکنند
 و آن عظیم الاوصاف رخصت شده باید آمد و یقین خاطر است که مواخذۀ این معنی البته اهل
 ولایت باز پرس خواهند نمود بلکه در اظهار هم این معنی بعل آید اولی است چنانچه همین مراتب
 به شمت جنگ بهادر هم از طرف خود گفته فرستاده شده که زبان زد خاص و عام چنین است
 و هم روز و نیم به منشی جی زیاده از آن گفته شد که همین مراتب بر آن عظیم الاوصاف نوشته
 می رود که اگر پیش از اطلاع مراتب پوست کنده احياناً بخيال مختاری خود بر عکس نوشته جا
 و اظهارات چشم پوشی نموده که دور از قیاس و فهمیدگی کوشلان است بعل آرد مناط اعتبار
 نخواهد بود چنانچه مراتب مذکور را شمت جنگ بهادر بگور زجنرل بهادر و بهادرالدوله بهادر زیاده
 ازین مفصل نوشته اند و گفته فرستادند که انشاء الله تعالی موافق مرکوز و مکنون خاطر اقدس
 گور زجنرل بهادر تا بمقدور بعل خواهند آورد و نیز در مقدمه گورم کنده که از مکنونات سرکار
 کم و زیاده شده است تعجب نمی نماید چرا که گور زجنرل بهادر در خطبه حضور پوریان جانب صاف نوشته اند که ملوک مرکوز
 و مکنونات سرکار بعل می آید چنانچه گور زجنرل بهادر در خطبه حضور پور نوشته اند که بلحاظ مراتب مجرب سرکار بعل خواهد نمود
 صاف ترقیم نموده اند بلکه بقیه رسم ها و تعلقات کمتر کورداشتن سرکار بود نوشته اند ازین معنی بسیار تعجب نمود چرا که خطبه
 جنرل بهادر در حضور پور از سال داشته اند در آن مندرج است که خود بمیر صاحب
 و جنرل هاریس بهادر ارقام نموده اند که مقدمه جاگیر خان مشاراً الیه را بلحاظ مراتب مجرب

و مرقوم آن والا قدر در اسرع از منته انفصال سازند و در خریطه آن عظیم الاوصاف که نقل
 آن برائے ملاحظه ترسیل داشته اند در آن مرقوم است که به تجویز بهترین نقشه انفصال
 آن بذریعہ تصفیه درخواست میر قمر الدین خان را در اسرع از منته پردازند چنانچه البته
 در مضمون هر دو خریطه بدو طور متصور می شود چنانچه همین قسم به شصت جنگ بهادر گفته
 فرستاده شد بهادر موصوف هم متحیر و متعجب اند که با وجود اطلاع دادن من مذکور است سرکار
 و رسیدن جواب از پیش گورنر جنرل بهادر به تفصیل تعلقات یعنی قلعه مه قصبه و سه تعلقه
 یعنی کار کالوه در انجوتی حسب الاستعداد در سرکار مانده متمه بجای گیر میر قمر الدین خان قرار
 می یابد که چنین بظهور رسیده پس تصور صاحبان سیر رنگ پٹن می نمایند این معنی هم نوشته
 می رود و یقین خاطر این جانب است که پسران و پسرانندگان پٹن سلطان را تا مقدر و
 موافق مکنونات سرکار دولت مدار و اظهار میر صاحب خواهند کرد و نصف ملک هرگز
 بر آن ها نخواهند داشت اغلب که پٹن هم سابق برای در کونسل مذکور می شده بود که
 تمامی ملک را سه حصه نموده یک حصه بر آن ها می دارند حالا آن هم مانده است این وقتیکه
 نظم و نسق درست نشود تقریر چنین شهرت که بخمال هر کس هر آنچه می رسد بگوید مناسبات
 نمی توان فرمود و یقین تصور دارند که گورنر جنرل بهادر صواب دید و رضامندی میر صاحب
 چنان عمل خواهند آورد که سرخروئی این جانب و میر صاحب در حضور پرغور زیاده از منتظر
 خاطر خواهد گردید یقین تصور داشته هیچ تا ملے دریں باب بخاطر راه باب نفرمایند
 از دریافت ارقام شریف که ملک هفت لک بهون بجهه سرکار اید در آن دو لک ^{بهون}

بابتہ گورم کٹھہ جاگیر میر قمر الدین خان نہار فستہ باقی ماند پنج لک ہوں اگر ملکہ کہ در آن وقت انہار زیادہ محاصل زبان زد بودہ باشد قریب دہ لک ہوں خواہد بود بنظر غور تا بل نمایند کہ بعد اخراجات قلعجات و عمالان و مستعدیاں و سہ بندی محال و غیرہ چہ قدر در سرکار باقی خواہد ماند کہ در آن توقع نگاہداشتن این پلاٹن ہا و این رجنٹ تریپ سواران نمودہ آید از وقتیکہ این خبر دریافت گردید در تاملات عمیق متحیر چہ قسم عہدہ برای اخراجات و کد ام رو بصاحب و این جانب در حضور خواہد ماند ملحقو این مراتب زیادہ از این جانب بہ آن عظیم الاد صاف مطمح نظر است باز ہم برائے اطلاع شمرہ از آن قلمی گردید چرا کہ پیش از مفتوح شدن قلعہ جنرل ہاریس بہادر نسبت فرستادن پیام بہ بیٹو سلطان زبانی کیٹن ماکمل بہا بریں مہنی کہ در صورت دادن دو کرد رو سپہ و نصف ملک صلح نمودہ آید از آن عظیم الاد صاف مشاورہ نمودہ بودند و آن جلیل المناقب نظر بر فواید و لتین تجویز یورش و مورچاہل جواب دادند بفضل الہی حسب دلخواہ قلعہ مفتوح گردید باید کہ زیادہ از آن فواید حاصل شود و اینکہ برعکس آن انہار از آن طرف گردد و دیگر اینکہ آنچہ آہنہا می خواہند کہ بجد و کد تمام لک ہوں از مال غنیمت حصہ پیاہ سرکار مع آن عظیم الاد صاف و میر دوران بہادر و غیرہ تجویز می کنند و در آن ارادہ آن جلیل المناقب این است کہ نصف را جوہر کہ بکفایت بدست می آید و نصف نقد بگیرند تعجب نہار تعجب رو نمود غنائیم معہ خزانہ و غیرہ کہ مکرر گورنر جنرل بہادر کروہا سیوائے تو شکانہ و آلات حرب و ضرب محفوظ است نوشتہ اند پس در ہمہ چیز حصہ مساوی باشد موافق قرار دلا و اگر بگویند کہ جمعیت ما زیادہ است و جمعیت سرکار کم

بقدر آن می دهم بهیچ باید گفت که پس شرکت مساوی کجا ماند و خلاف نوشت و خواند
بعل می آید پس چه قدر بدنامی طرف کمین عاید حال تواند شد زمینها زمینها را اقبال گرفت
مبلغ مذکور نخواهند نمود قطع نظر ازین دوستی هاشماتت دیگران تصور باید کرد و دیگر اینکه
اهل کمین می گویند که رویه سپاه ما این است که غنیمت حق سپاه است پس پسران بیوسلطان
و وابستگان آنها را که نصف ملک و خزانه و غیره می خواهند که بر آن با تجویز بجالی دارند چرا
نمی گویند که این حق ماست از یورش قلعه را مفتوح کردیم و آنها داخل سیران که حکم فرامیسان
دارند مگر بقدر قوت لایموت آنها بقدر مناسب تجویز باید نمود و تتمه در همه چیز حصه مساوی شود
و در آن در حصه سپاه خود اهل کمین فخر دارند و بدستور در حصه سپاه سرکار کارپردازان سرکار و تدار
موافق قانون خود مخیر اند چنانچه این مراتب هم بنشینجی و حشمت جنگ بهادر اطلاع داده شد
آنها ذمه گرفته اند که بهیچ مراتب بگورنر جنرل بهادر نوشته شده است ازین معنی مطمئن خاطر باشد
که بهیچ قسم عمل نخواهد آمد و این مراتب را ذمه خود گرفته اند که حصه سپاه سرکار حواله آن عظیم الاوصاف
خواهد گردید آئیده کارپردازان سرکار مخیر اند و از تعداد خزانه و جواهر و اثاثه و آلات حرب
و ضرب و غیره نقد و جنس کوپراک بهیچ باشد خود واقف گشتند و سرکار اطلاع ندادند این
که ام نیک طینتی و نیک نامی و حق پرستی است در عالم شرکت که حصه مساوی در همه چیز
باید آمد شرک یک نه کردن غیر از نفسانیت امر دیگر در نظر دور بیناں متصور نمی گردد و اینکه
منحرف الدوله بهادرانظار می کنند که امر جزوی کلی این مهم سپرد دلار و بهادر است جواب باید داد
که تا مهم بودن آن هم بهیچ استصلاح و صوابدید آن عظیم الاوصاف و نظریه عالم یگانگت

و دریافت مصنون خرایط گورنر جنرل بہادر باز ہم از سرکار بدین مضمون در ہمنہ خرایط درج گردیدہ کہ در ہمہ چیز بصوابید و استحسان آن عظیم الاموصاف محل آمد چنانچہ شصت جنگ بہادر قالیٰ معنی اندمخر الدولہ را ہم ہمیں مراتب پوست کندہ جواب باید داد کہ در آن جا زیادہ ازین مراتب شصت جنگ بہادر ابلاغ شدہ البتہ آگاہی دادہ باشند و نیز یہ اس جانب حکم رسیدہ لہذا اظہار نمودہ می شود و در صورتی کہ در ہمہ باب امتحان خاطر آن حلیل المناقب باشند اولیٰ والا ہیچ وجہ من الوجہ قبول نباید کرد۔

آنچہ در مقدمہ سخن شنوی اس جانب بالاجی نیڈت مرقوم خامہ و داد بود دریافت گردید ترقیم اس محنی کہ از قبیل الہام متصور گشت بیش ازین بہ بالاجی نیڈت نویسانندہ شدہ بود کہ قیام و استقلال خود و باعث رونق دولت باجی راؤ از چشم داشت نیدگانان و دوستی اس جانب متصور دارند پس سرکار نیدگانان بالیٰ نظر اصلاح و قلاح دوستی بہ اہل کمپنی نوشت و خواندہ فرمودہ اند بدون اطلاع کمپنی اگر نیز بہادر در پیش باب یکشادہ پیشانی چیز نمی توان نمود و اس قسم تا کہ پس بہتر آنست کہ مفید دولت و ابستہ موافقت بہ اہل کمپنی نمود بند و بست مقدمات خانگی وغیرہ خود محل آوردن اولیٰ است کہ باعث آسایش و رفاه خلایق و اتحاد سرکارین گردد چنانچہ دیں روز بہا بالاجی نیڈت از شیشادری نیڈت نویسانندہ نظر بر صلح سرکار و دولت مدار از چندے چنین مراتب و ہن نشین باجی راؤ می نمودند چنانچہ چیزے و براہ آوردہ ام و چیزے می آرم دیں روز ہا کہ کرنیل یا ملر بہا را باجی راؤ بہ تقریب شادی چہنا ایا برادر خود باز ضیافت نمودند وقت برخواست گفتند کہ بعضے مراتب بہ بالاجی نیڈت گفتہ شدہ است خواہند دریافت چنانچہ بوسے اظہار نیڈت مذکور

ازیں برمی آید به شمت جنگ ازین معنی آگهی داده شده بود منشی جی هم اظهار کردند که از انجا
ما هم چنین بد ریافت می رسد که رو براه و ته نامه جدید مطابق سرکار شاید محل خواهند آورد و
سوالی که اهل کپنی از رگهوجی بپرسیده نموده اند از اظهار شمت جنگ بهادر محبلی معلوم گردید آنچه
قرار گیرد به استرضای حضور پر نور خواهد شد چنانچه از سابق سلسله جنابانی این معنی به اهل کپنی بود و
دریں ماده به رگهوجی نوشته شده بود حالا باز شمت جنگ بهادر درخواست دارند که یک حکام
بنام رگهوجی متضمن استرضای حضور می خواهند نوشته داده اطلاع آن به آن غظیم الاوصاف
نموده خواهد شد پیش از دوسه روز خطایسر را می چند ریڈت متوفی رسیده خلص مضمون اینکه بعد از
محرم الحرام آنچه سوال جواب کپنی قرار می گیرد دریافت حاضر حضور می شوم - چون مستقیم الدوله بهادر
از قبیل ذکر از طرف خود به شمت جنگ بهادر منشی جی بمیان آورده بودند روز دهم که برادر منشی
میران الله پیش بهادر مذکور آمده اظهار کردند و برے ایشان قلمبند شده است نقل آن
بانقل حریطه گورنر جنرل بهادر به احتیاط ترسیل داشته شد موضوع می گردد عرض آنچه سوال
جواب خاطر خواه باشد زیاده از اطلاع اینجا در همه باب بعیل خواهند آورد -

در باب تجویز تعلقه داری گئی بنام ناگن گوڑا که مناسب ترقیم نموده اند به راجه روشن رائے نوشته پیر
مشا را ایہ باید نمود بعد ازین بعض حضور پر نور رسانیده خواهد شد -

تجویز جاگیر میر قمر الدین خان مناسب وقت و مضمون سند و چکله بسیار سخن از کمونات و مذکور است حضور
که دوسه تعلقه متعلقه گورم کنده بود تفویض خان مذکور گردیده کیفیت تکرار آن از نوشته شمت جنگ بهادر
از مفخر الدوله خواهند دریافت که قصبه کار و کالوه در انجوتی در سرکاری باید -
همواره از ترقیم خیریت سرور می نموده باشند زیاده چه تعلم آید والسلام بمیر دوران بهادر - سلام

شيخ الإسلام أبو عبد الله محمد بن يوسف بن أبي بكر بن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام بن عبد مناف بن قصي بن كلاب بن مرة بن كعب بن لؤي بن غالب بن فهر بن مالك بن النضر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن إلياس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان

سید عبداللہ نعمت آبادی سید حسین سید محمد سید فرج اللہ سید مرتضیٰ سید طالب سید منی

سید ابوالقاسم میر عالم

سید زین العابدین

میرزا بیگم غنویت بہرام الملک

سكينة بكم نسوب تقيم الله

میرزا علی پرویز خان	نقیس گمزنوب	صاحب گمزنوب	خیرالکرم گمزنوب
غوث خان جهانگیر	بیزر الملک	برغیر الملک	محمد تقی خاں
وخترخیز الملک			

عبدالمجید الدلو

سید باقر
میرزا خان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مرزا محمد علی دختر کلاں نموت دختر کوچه جنبه
مرزا محمد حسین ابن یحییٰ قلی خاں یحییٰ قلی خاں
مرزا محمد علی خاں فرید بن مرزا فرید بن مرزا
عمر اور عالم

منیر

عالم علیخان صاحب الدوا
غلام علیخان میرزا شنگ
ملاقل خان نذر خیر عزیزی خان
نورجهان آرا نگار
دقتر و گزینوب
میر کاظم علیخان

محمد علی بن شجاع الدولہ نے
وہ قریب کاظم علی بن فتح الدولہ

عالم علیہما السلام

غلام علیخان بہرامزادہ عاقل
نسب و تر شاہ یا حبیب کوچک

نواب حضرت عید خان صاحب
سیّدین العابدین

نور جہاں آرا بیگم
منوچہر میروان

دقت و دیگر مضمونیت
میر کاظم علی خاں

ترا بعلیناں سرالارحمتک شجاع الدولہ فتح الملکات

عماد السلطنة مير لائق علي خان
سالار جنگ مینر الدولہ مختار الملک

میر سعادت علی خاں غنیور جنگ
شجاع الدولہ منیر الملک

میر یوسف علی خاں سالار خاں

اشایہ

- آر آر پیرس - ۷۷،
 آر تھر ویلزلی - دیکھو کرنل آر تھر ویلزلی -
 آصف الدولہ کی طلبی - ۱۹۱،
 آصفیاء اول - ۷۲،
 آقا باقر طباطبائی کی عزت - ۱۹۸،
 ابو احمد خاں - ۱۴۷،
 ابو الفضل خاں - ۳،
 ابوالقاسم میر عالم ۲، بہن کی شادی ۶، ولادت ۱۲،
 ملازمت ۱۶، صدقہ عقدار ۱۷، کارگزاری ۲۲،
 سفارت ۲۲، سفر ۲۳، تحریک نیت سفارت ۲۶،
 (دیکھو میر عالم بھی)
 ابو المنصور خاں - ۲،
 ابو تراب جاصل - ۱۴،
 ابو تراب (میر) - ۱۷۳،
 ابو تراب خاں - ہمرکاب سیفر ۲۳، ہمرکاب سیال ۳۷،
 احتشام جنگ - دیکھو رکن الدولہ -
 احمد علی خاں - دیکھو علیجاہ -
 انجارات ہند - ۱۹۷،
 ارسطو جاہ - اعظم الامراء ۶، ماموری میر عالم میں ۷۷،
 کپیام ۳۳، سرفرازی ۵۰، تہذیبی ۵۲،
 شکایت ۵۲، تحریک معاہدہ ۲۳، عہد نامہ ۲۴،
 ہمرکاب کندرجاہ ۲۸، تکمیل عہد نامہ ۶۸، احتجاج
 شرائط ۶۹، تحریک ۷۶، عطائے جاگیر ۷۹،
 کاخط ۸۲، کو انعام ۸۵، کا اختلاف ۸۶، کی تحریر
 ۸۷، ۸۸، تقسیم کی نسبت ۸۹، نسبت غنیمت ۹۰،
 کا حکم ۹۱، کا احتیاط ۹۹، کا انتظام ۹۹، انعام
 سفارت ۹۹، کے تعلقات میر عالم سے ۱۰۰، کی
 اجازت چھاؤنی کے لئے ۱۰۲، کاسب سی ڈی ۴
 ریٹم کو قبول کرنا ۱۰۳، کا انتظام انتقال نظام لئے
 ۱۰۴، کا انتقال ۱۰۵، نظر بندی ۱۰۵، واپسی ۱۰۵،
 کو پیش ۱۳۶، تعزیت کو ۱۳۹، کا رقعہ کارنوال
 ۱۷۰، کے طرز عمل سے میر عالم کا مقابلہ ۱۸۰، کی الہی ہزیمت
 ۱۸۷، کا قصور ۱۸۸، کا موضوع ۱۸۹، کی طرف سے
 انتظام ۱۹۸، خطوط کی بت ۱۹۹ (دیکھو اعظم الامراء بھی)
 ارل کوزنوالس ۲۲، سے ملاقات ۳۲، سے بازوید
 ۳۵، کا تحفہ ۳۵،
 اسماعیل خان غنشی - ۱۴۷،

ایسٹھ ہرمن کی تحقیق ۱۷۴۳ء

ایسٹھنگر ۲۲ء

ایچلیس کرک پیٹرک دیکھو کرک پیٹرک۔

ایرانی گلی ۱۵۲ء

ایشونت راؤ رامچندر ۱۱۷ء

ایشونت راؤ مولکر ۱۱۳ و ۱۱۵ء

ایلیچور کے صوبہ دار ۵ء

ایلیچی بیگ کی کمان ۱۵۳ء

ایلیور رقبضہ ۱۸ء

ایلیٹ سیفر ۲۱ء

ب

بادشاہ بیگم ۳ء

بارلو بارتسٹ سے سفارش ۱۸۴۲ء کا خط ۴۱ء

بارنٹ دیکھو بارلو۔

باری کلوز ممبر کٹی تقسیم ۱۱۳ و ۱۷۸ء

بارہ دری ۱۴۷ء

باغ دیہار ۱۶۵ء

بالمکند ۱۴۸ء

بر علی یکھاں ۱۷۸ء

بجارجی نیڈت ۴۸ء

بختاوری بیگم ۱۰۶ء

سمعیل بایرخنگ کی روانگی ۱۲۲ء کا خراج ۱۲۷ء

اشج الدولہ عبداللہ صاحب - کے حق میں جاگیر ۱۴۴ء

کے نام سے ۱۴۲ء، موصیٰ لہ ۱۴۵ء

اشترت الملک - ۲۰ء

اختصاص الملک - ۷۳ء

اختصاص الدولہ - ۱۰۴ء

اعظم الامرا (دیکھو واسطو جاہی) ۶۶، کے نشی ۱۶۶ء ماموری

میر عالم میں ۱۷۷ء کے فرزند کا انتقال ۴۹ء، مرہٹہ

قدیم ۵۵ء پونسے واپسی ۴۶ء، تجویز سیلاری ۲۲ء

علی حضرت کی واپسی ۵۵ء ماموری میر عالم ۸۰ء، نظری

شرائط ۱۲۴ء کی ضیافت ۱۲۷ء کا خطر زینت ۲۰۰ء

افتخار الدولہ (دیکھو رضا نجم)۔

اقصر الدولہ ۱۲۷ء

آفیس ۶ء

الگزندہ ۱۳۸ء

امتیاز الدولہ ۴۳ء

انشاء عالم ۱۶۶ء

اورنگ آباد کے صوبہ دار ۴۳ و ۴۴ء

اوریہ کے صوبہ دار ۲ء

اوس ۶ء

اوصاف بنیر ۱۴۰ء

بخشتی بیگم ۶۲، والدہ عالیجاہ ۶۳، کی سفارش ۱۰۸،
سے معروضہ ۱۱۹،

برار بجاگیر عالیجاہ ۶۳،

برگس میچ جے کا بیان ۱۳۶،

برہان الدولہ ۵،

برہان الملک ۵،

بریلی کے کلکٹر ۱۹۸،

بالت جنگ فرانسیسی فوج ۲۰، انگریزوں کے معاہدہ ۲۱،

دفات ۲۳، کی دختر ۶۲،

بشیر النساء بیگم ۲۹،

بلاری ۹۹، بدامنی ۱۳۰،

بمبئی ڈاک کا انتظام ۱۳۳، کابریڈی تعلق ۱۳۴،

بنارس ۳۵،

بندگاہ تعالیٰ کے شرائط صلح ۵۵، کی اطلاع دہی ۸۰،

بنگالہ - ۲،

بنگلور - معرکہ ۴۸، بدامنی ۱۳۰،

بور سرفروزی ۶۶، ڈاکٹر اشاف میں اور سرفروزی ۱۳۴،

بہادر بندہ ۱۴۰،

بہجت بیگم ۴، ✓

بہرام الدولہ کے تصرف میں ۱۵۱،

بہرام الملک ۵،

بہرام خبگ ۷۳،

بیدر ۵۴،

بید نور تقسیم میں ۸۱،

پ

پارویس ۲۸،

پالیسر ۲۶ و ۲۷،

پانگل ۴۹،

پٹن چرو ۱۴۱ و ۲،

پرانی حویلی ۱۵۳،

پیمر ۲۷،

پیچہ شاہ ۱۴۵ و ۱۵۲، میں مدفن ۱۹۵ و ۱۹۷،

پینچی ۱۱۶،

پینڈت پروہان ۱۱۱،

پورتیا دیوان میسور ۱۳۸،

پونہ ۲۰، عظیم الامرا کی واپسی ۴، کی دکات ۱۰۵، ڈاک ۱۳۱،

پھلوادی ۱۴۱، ۶۳،

پیر گاؤں ۵۳،

پیرس آر - آر - دیکھو آر - آر - پیرس -

پیشوا کا حصہ ۸۴،

ت

تاریخ ماہ نامہ ۱۶۲،

تیار خمر مہٹہ میں حقیقتہ العالم ۱۷۴،
تامس سدنہام دیکھو سدنہام
تحفۃ العالم ۱۷۲،

تذکرۃ البلاد والحکام ۵،
ترمل راؤ نائب رانی میور ۷۹ و ۸۲،

ترنالی ۲۰،

ترک آصفیہ اسباب جنگ کھڑا ۵۱،
تنجا پور معاہدہ ۷۹،

تہنیت النساء یکم کی سفارش ۱۰۸،

ط

ٹریبی آف گارنٹی کا ذکر ۵۱،

ٹیپو سلطان کے زیر اثر فریسی ۳۹، کی سفارت ۴۱،

تحریک رشتہ ۴۲، فوجی نقل و حرکت ۴۳،

فریسی گورنٹ سے ارتباط ۴۴، پرشون سینٹر ۴۵،

منظوری صلح نامہ ۴۹، کی خواہش و قبضہ خاندان

۶۵، کی شہادت ۷۵،

ث

ثابت جنگ ہنری رسل، کا خیال میر عالم کی نسبت ۱۸۳،

ج

جلاج پور ۲۶،

جارج بارلو بارنٹ دیکھو بارلو بارنٹ

جارج رابرٹس ۶۷،

جارج سیوم بادشاہ انگلینڈ کو رقعہ ۱۶۸،

جانسن کا استقبال ۲۹، ظلی ۳۳،

جان شور عدم مداخلت ۵۲،

جان کناوی (دلادر جنگ) ۲۳، تصفیہ بقایا میں ۳۵،

عہد نامہ ۲۳ و ۲۷، صلح میں ۲۸، رزیدنٹ ۵۲،

جان ملکم کشر ۹۸،

جعفری ۱۴۰،

جلسہ ۲۷،

جنرل ہاریس کو ہدایت ۸۷، ممبر کیٹی تقسیم ۷۸، کو عالم

کا خط ۱۴۳،

جہاں پرور بیگم ۶،

جہانگیر علی خاں ۵۰،

جیمس مل ۷۱،

ج

چارلس ریو دیکھو ریو

چارلس مہکاف کا ایما ۳،

چاندور ۱۱۵،

چٹل ۱۴۴،

چند بابائی دیکھو اہل قبا،

چند ولال عہدہ دار حصول عمل ۲۹، کی فتح ۸۶،

- حمید خان منشی دارالانشاء، ۲۸، ۳۰،
حیدر آباد پربندہ ۲۰، کی صوبہ داری ۱۲۹ میں بقاؤ
۱۳۰، ڈاک کا انتظام ۱۳۳، کا پیلا ڈاکٹر ۱۳۴،
میں گرانی ۱۳۴، میں منڈی ۱۵۳،
حیدر علی کی ریشہ دوانی ۲۰، کی دھکی ۲۱،
حیدر نواز جنگ ۷۳،

خ

- خانہ وران دیکھو درگاہ قلی خاں،
خزانہ رسول خانی میں سرفرازی کا حال ۱۴۰،
✓ خیر النساء بیگم دختر میر عالم ۱۳۷، کو جاگیر، موسیٰ لہا ۱۴۶،
✓ خیر النساء بیگم بنتہ قافل الدولہ ۲۲، کا انخوا ۹۷،

د

- داراجاہ ۶۹،
دارالشفاء ۱۴۷،
✓ درگاہ قلی خاں موتن الملک موتن الدولہ خان
دوران ۴، ۱۷۵،
دریائے گنگا پرورد میر عالم ۲۸،
دگوال ۱۸۹،
دلاور جنگ ۲۳، کا استقبال ۲۹، صلح میں ۴۸،
دلال - سی - ٹی ۱۵۹،
دوجا ۲۶،

ح

- کی تدبیر ۱۲۳، وکیل ۱۳۲، کے تقرر ۱۳۳،
کا انتخاب ۲۰۰، کے حق میں سفارش کا اثر ۱۲۹،
چھاؤنی کا قیام ۷۰،
چیتل درگ کا مقام وقوع و تقسیم ۸۱،
پیری صدر ترجم ۲۸، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۵،
چینا پٹن (در اس) ۱۲۹، ڈاک ۱۳۳،
حاجی محمد زماں شوستری ۶،
حجۃ البالغہ ۱۴۰،
حدیقۃ العالم اسباب جنگ کھڑلہ ۵۱، جنگ میسوم
۴۸، کی تصنیف ۱۷۱، عبداللطیف کی تصنیف میں ۱۰۲،
ایک تلی نسخہ ۱۷۲، کا اصلی مصنف ۱۷۳،
حسام الملک ۲۳، خطاب ۱۲۸،
حسام جنگ (دیکھو رضا نجم)
حسین ساگر ۷۰، ۷۱،
حسین علی بیگ ۱۲۸،
حسین علی خاں ۱۴۷،
حسین علی خاں مرتب رقعات ۱۶۵، ۱۶۶،
حسین یاور جنگ ۱۲۸،
حشمت جنگ (دیکھو کرک پیاٹک)
حمایت ساگر ۱۵۶،

سکندر آباو۔ ۱۷۱،

تریم منڈی ۱۵۳، علیحدگی کتبہ ۱۵۵ء ۱۵۷ء، ترقیاتی

میں زیارت عاشورہ ۱۶۱،

سکندر جاہ (دیکھو مغفرت منزل بھی) ۶، جشن سالگرہ ۲۳،

سبحان خاں کا قبضہ ۱۱۶،

جنگ پر ۸۸، واپسی از جنگ ۴۹، تخت نشینی کی آئینہ

سبزی منڈی ۱۵۳،

۶۹، تائید کے شرائط ۷۱، تخت نشینی ۱۰۴، کا خیال ۱۰۵،

سب سی ڈی اے ری سٹم۔ ۱۰۲،

شورہ ۱۰۶، ماموری میر عالم ۱۰۸، بڑی ۱۱۴، کی عطا

سبعہ صفات ۱۷۸،

۱۴۲، دیوان کا انتخاب ۲۰۰،

سکندر گنج ۱۵۲،

سد نہام نامہ ۱۱۴، رزیدنٹ ۱۱۴، تحریر ۱۱۸، خط

سکینہ بیگم۔ ۶،

ہمیت رام کو ۱۲۰، وقع دخل و بارانی ۱۲۴، دوازدہ

سلطان الدولہ (مرشد زادہ)۔ ۵۰،

وفیات میں ۱۲۶، افواہ کی نسبت ۱۳۱، ڈاک کی آمدنی

سلطان الملک ۲۹،

۱۲۳، وصی ۱۲۵، کے تقرر کی اطلاع ۱۸۴،

سلطان بخش بیگم ۵۰،

سدھوٹ۔ ۹۹،

سلطان پور ۱۱۶،

سراج الدولہ والا جاہ کے پاس نائب میر عالم ۱۲۹،

سلطان محمد جعفر مرزا کا درود ۱۳۶،

سراج الملک عالم علی خاں ۱۴۱، کی جاگیر ات ۱۴۳،

سلطان مرزا کا درود ۱۳۶،

سر سالار جنگ لائق علی خاں ۱۴۱،

سلطان میاں ۱۴۹، کو حکم ۱۹۱،

سرفراز علی ۲۶ و ۲۷،

سلیماں جاہ (مرشد زادہ)۔ ۵۰، عطا جاگیر ۹۹، حصہ

سرکاران شمالی کی نسبت معروضہ ۱۹، کا بقایا پیشکش ۲۰،

جاگیر ۸۰،

کفالت نسبت ادائیگی پیشکش ۳۷، تصفیہ آخر ۴۰،

سنبھو بھارتی ۱۱۷،

سرریگ پٹن ۴، میں ملازمت ۵، پر معرکہ ۷۵،

سُورج پرتاب دنت ۱۴۲،

سعید الدولہ ۷۳، نیابت صوبہ داری پر ۱۲۹،

ستیل داس جائزہ ۱۱۹،

سکا کول ۱۸،

سید آغا غانی ۱۷۲،

سکر شاہ پور ۱۱۹،

ش

شمار لاج شریک سفارت ۵۳ء

شاہ باقر حسین پٹنہ پر ۱۱۶ء

شاہ پور ہسپت رام کی روانگی ۱۲۷ء

شاہ نواز خاں دیکھو مصاص الدولہ -

شجاع الدولہ ۲ء

شجاع الدولہ محمد علی خاں نسبیر عالم ۱۴۱ء

شرف النساء بیگم ۲۲ء کی درخواست ۹۸ء

شرعیات اللہ خان ۱۴۵ء

شمس الامراء ۲۹ء کا انتخاب اور خدمت انجی ناراضی ۱۹۹ء

شمس الدین محمد حیدر - دیکھو شیر جنگ -

شمس الملک دیکھو شمس الامراء

شمشیر جنگ شمشیر الملک ۱۰۳ء

شکر درگ ۱۳۰ء

شوکت جنگ دیکھو کرک پیاڑک ولیم -

شہزادہ بیگم ۱۳۷ء

شہسوار علی کو دست غیب ۱۹۳ء، ۱۹۴ء

شیر جنگ ۴ء، ۱۷۵ء

ص

صاحب اخبارات ہند ۱۹۸ء

صاحب بیگم ۱۳ء کا عقد ۱۴ء، جاگیر ۴۴ء موسیٰ بہا ۱۴۶ء

سید باقر میرزا خاں ۴ء

سید جواد بن سید عبداللہ ۱۴ء

سید حاجی - ۵ء

سید حسن - ۱۷۲ء، ۱۷۱ء

سید حسن بگرا می دیکھو حماد الملک -

سید حسین - ۴ء

سید رضی (والد میر عالم) پیدائش ۱، جاگیر ۲، جاگیر اور

شادی ۳، انتقال منقبات شاعری ۷، تعلیم ۱۴ء، ۱۷۲ء

سید رضی (فرزند میر عالم) دیکھو میر دوران -

سید طالب ۱۷۲ء

سید عاقل خاں ۵ء

سید عبداللہ ۱۷۲ء، ۱۷۱ء

سید فرج اللہ ۱۷۲ء

سید محمد ۱۷۲ء

سید محمد صاحب اوصاف میر ۱۴۰ء

سید محمد مصنف حدیقہ العالم ۱۷۳ء

سید نعمت اللہ ۱۷۲ء

سید نور الدین ۱۷۲ء

سید الملک (شری والدہ ترغی یا رخاں عالی میاں باپ خاں)

نے انتقال کیا ۳۰ء ہر کتاب سکندر جاہ ۴۸ء

سی ولہٹ دیکھو ولہٹ -

✓

ع

صاحب تاریخ رشید الدین خانی کا بیان ۱۲۹

عاشق حسین خاں ۲

صاحب تاریخ ماہ نامہ (دیکھو غلام حسین خان برہی) ۱۶۲

عاشور خانہ ۱۵۱

سے استنباط ۱۶۲، کی تاریخ ۱۹۵-

عادل الدولہ ۲۲

صاحب حقیقۃ العالم اندازہ تعمیر ۱۱۰۳ مرض کی نسبت ۱۹۴

عالم آرا بیگم ۶۲

صاحب خزانہ رسول خانی کا بیان بہت رام کی نسبت ۱۲۲

عالم التخلص ۱۶۳

کا خیال ڈاک پر ۱۳۳، کا بیان حق خدمت دیوانی پر ۱۳۵

عالم علی خاں دیکھو سراج الملک

صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ۱۰۸، کا بیان کردہ واقعہ ۱۸۵

عالیجاہ خروج ۶۲ و ۶۳

کا اظہار سبب ۱۸۹

عباس علی خاں دیکھو نظام یار جنگ -

صاحب گوہر شاہوار کا بیان بہت رام کی نسبت ۱۲۲

عبدالحی دیکھو مصنام الملک -

کا بیان حق خدمت دیوانی پر ۱۳۵، کا اقبال ۱۳۶

عبد الغفریز خاں ۲۲، حصول علی دخل ۱۴۹ و ۱۴۲

کا الزام پر عالم پر ۱۸۰

عبد الغنی ۶

صاحب مختار الاخبار کا مادہ تاریخ ۱۹۵، کا بیان ۱۹

عبد الملیط شوستری قزوینی علیحدگی ۱۹۹، سفارت پر ۱۲۸

صاحب بیگم ۶۲

۱۴۸، حقیقۃ کی نسبت ۱۷۱ و ۱۷۲

صفدر خاں ۴

عبد الملیط شیرازی ۱۷۲

صلابت جنگ ۱۸

عبد اللہ صاحب دیکھو اشع الدولہ -

صلابت خاں کا قبضہ ۱۱۴

عثمان ساگر ۱۵۹

صمصام الدولہ شاہ نواز خاں ۱۵

عثمان علی خاں بہادر خلد اللہ لکڑہودلہ ۱۵۹

صمصام الملک عبدالحی خاں ۱۵

عرض بیگی کی ڈیوٹی ۱۵۳

ظ

عزیز الملک دیکھو کرک پائیک ولیم

ظفر جنگ (صاحبزادہ) ۵۰

علی بیگ خاں ۱۳۷، وفدیں ۱۴۸

ظہور النساء بیگم ۶۲

علی زماں خاں دیکھو نیز الملک -

علی نواز جنگ ۱۵۹ء

عماد الملک یحسین نگرامی کا قول ۱۱۸ء، تالاب کی
نبت ۱۵۲ء کا خیال رقتات پر ۱۶۶ء، حدیقہ کی نبت ۱۷۱ء

عنایت جنگ ۲۰ء

عوض خاں ۱۸۷ء

عیسیٰ ندی ۱۵۳ء

غ

غازی بندہ ۱۵۷ء

غفران مآب (دیکھو نظام علی خاں بھی) ۲۱ء، ۱۷ء، مید کی

ہم پر ۲۰ء کی سفارت ۲۲ء، معاہدہ ۲۳ء، احکام

تعمیل ۶۶ء، خط نبت عطاء ملک مفتوح ۸ء

قرار داد حصص ملک ۷۹ء، ہسپت رام کی سرگزری

۱۱۷ء، مید رضی کو خطاب ۱۳۷ء، شریک بزم عقد ۱۳۹ء

ادائی تعزیت ۱۳۹ء کی عطاء ۱۴۱ء، کی سرگزری خیل کو

۱۶۲ء، کار قعد بادشاہ انگلینڈ کو ۱۶۸ء، کا حکم ۱۹۰ء

کی اجازت ۱۹۷ء

غلام حسن خاں جوہر (صاحب تاریخ ماہ نامہ) کا عرصہ

۱۶۲ء کے الفاظ ۱۶۳ء، کی تاریخ ۱۹۵ء

غلام حسین خان زماں خاں (صاحب گلزار آصفیہ) ۱۴۸ء

غلام حیدر خاں ۱۵۸ء

غلام سید خاں دیکھو ارسلو جاہ -

غلام علی خاں سیف صلح ۴۸ء

غلام نبی خاں شریک سفارت ۲۳ء، خانامان ۱۰۰ء

عینور جنگ دیکھو نیز الملک -

ف

فتح علی بیگ ۲۶ء

فرخ نژاد خاں ۶ء

فخر الدولہ دیکھو کرک پایٹرک جے۔ ۱۷۱ء

فخر الملک کی صاحبزادی ۱۵۲ء

فوجدار میدنی پور ۲۶ء

فیض اللہ (صاحب خزانہ رسول خانی) ۱۰۱ء

ق

قاضی بی ۱۴۴ء

قطب نمائے عالم ۱۷۴ء

قمر الدین خان حیدر جاگیر ۸۴ء کی درخواست ۸۷ء

ک

کاظم علی ۲۳ء

کالوہ ۸۶ء

کالی بیگم ۱۰۶ء

کالی مکان ۱۵۲ء

کانگرا جنگ حصول محل نعل ۴۹ء

- پکتان کنادی سفیر ۲۳، ۳۰، ۳۷، ۳۷
 پکتان واٹس کی اطلاع نسبت صدور علی فوج ۷۰
 پکتان ہمنگ ۹۸
 پکٹل ۱۴۰، انگریزی سرکاریں ۱۴۲ ✓
 کتل واٹاپلی ۶۲
 کٹک ۲۴، ۲۵
 کرک پیٹرک جے ۱ موتمن الملک فخرالدولہ نعمت
 شادی ۲۲، غامدیر عالم سے ۴۰، پیش کنندہ صنعت
 ۶۶، اطلاع برطانی فوج ۶۷، خطاب ۸۲، تعلق ۹
 بریت ۹۸، کاقتان ۱۰۰، شریک عرضہ ۱۰۲
 دربار میں ۱۱۰، کا مطالبہ ۱۱۰، کا تبادلہ ۱۱۱
 باریابی و مراسلہ ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱
 کو توجہ ۱۸۹، کی عادت اور لئے ۱۹۱
 کرک پیٹرک ولیم، عزیز الملک فخرالدولہ شوکت جنگ
 کا خط خلافت قوم فرانسیس ۵۷، خط نسبت عدم جہاد
 پروانہ ۵۹، جبرکیتی تقسیم ۷۸، خطاب ۸۲، کویر عالم
 کا خط ۱۷۱
 کرنل فورڈ ۱۸
 کرنل آرتھر ویلنزی ریلاری کے واسطے ۷۷، جبرکیتی تقسیم
 کریم بیگ کا اخراج ۱۲۷
 کرطہ فرانسیسی فوج ۵۹، بند و بست ۹۹
- کلاؤ ۱۹
 کلنگور ۱۴۱
 کلکتہ - ۲۸، ڈاک کا انتظام ۱۳۳، برید ہی تعلق ۱۳۴
 میں ایک مقدمہ ۱۸۱
 کلیانی ۱۰۶
 کلیف گورنر ۱۴۳
 کمار ۸۶
 کمال الدین ۱۸۲
 کنجی کوٹ بند و بست ۹۹
 کنڈاپلی ۱۰، ۶۳
 کوپل پور ۲۹
 کوٹوال گورنر ۱۵۴، بند کا کتبہ ۱۵۵
 کوچہ نسیم ۱۵۲
 کورنوالس گورنر جنرل - ۲۲، ملاقات ۳۲، کا خط بصورت
 ہمدانہ ۳۷، کا خط خلافت شیو ۴۲، کا شبہ ۵۹
 کو اسطو جہاد کا خط ۱۷۰، کی تحریر ۱۸۵
 کوڑنگ راؤ - ۲۵
 کولن پل - ۱۴۴
 کپورہ - جاگیر ۱۰۵
 کھڑلہ معرکہ ۵۴
 کھیم - فرانسیسی فوج ۵۹

گویند بخش لشکر پر ۱۲۸،

ل

لائق علی خاں دیکھو سرسار جنگ -

لطف الدولہ ۲۹،

نار و دھوا کا خط انتقال میر عالم پر ۱۹۹،

م

ما دھوا چاری ۱۰۵،

مارش من ۵۵،

مارکولس ویلرلی گورنر جنرل ہند ۶۲، خط ۶۹، ۶۷،

۷۰، کے شرائط ۷۰، کی تحریر ۷۲، تحریک نیت

پیرا لاری ارسطو جاہ ۷۴، خط نیت عطا جاگیر

۷۹، رفع اعتراض میر عالم ۸۳، معاودت ۸۵،

خط ۹۱، کا اصول ۹۵،

مالکم - سرفروزی ۶۶، ۱۳۴، ممبر کمیٹی تقسیم ۷۸،

مالیٹ - ۵۲،

مالی میاں دیکھو سیف الملک -

ماما بلن - قاصد ۱۲۴،

ماما چمپا - قاصد ۱۲۴،

مانٹ ریسر - ۱۳۰،

ماہ تھا کارا پاد خطاب ۱۶۲، کا تعلق میر عالم سے ۱۶۳،

شعوی میر عالم ۱۶۱، کے اشعار ۱۶۴،

کیواں جاہ - حصہ جاگیر ۸۰،

کر بلائے معلیٰ میں جا رہنا ۱۹۷، پر حملہ ۱۹۸، کو بھرت ۱۹۹،

ک

گماویل - ۱۱۳،

گدڑ چلکا ۲۴،

گرانٹ ڈفٹ دیکھو ڈفٹ -

گلزار اصفیہ ۲، کا بیان ۱۵۴،

گناہ ارحوض ۱۵۲،

گنطور ۱۸، میں فرانسیسی فوج ۲۰، اجارہ پر ۲۱، تفویض

۳۰، ۲۳،

گنجنام ۲۴،

گنڈی پیٹھی ۱۵۹،

گینش نپت ۱۱۳،

گورم کندہ ۸۶،

گورنر جنرل خط سفیر لاہور کو ۲۱، کے پاس سفارت ۲۲،

سے ملاقات ۳۲، رضامندی مشروطہ ۴، شجوں ۴۸،

قیام کمیٹی تقسیم ۷۸، تحریر کا حوالہ ۸، کا خیال ۹۰،

سودن ۹۱، تقریر گنڈہ ۹۸، کو خط ۱۰۶، خط نیت

تقریر میر عالم ۱۰۷، کا خط انتقال میر عالم پر ۱۹۹، کی

سفارش ۲۰۰،

گو کندہ میں کریم بیگ ۱۲۰،

مرشد قلی خاں ۲

مغ خاتہ کی بادی ۱۵۱

مریم بیگم ۵

مستقیم الدولہ ۶، عل دخل ۴۹، کی تاویل اور خط

۵۴، اختلافات ۹۵، باعث کشیدگی ۹۸، سے

استفسار ۱۰۰، معروضہ ۱۰۲ و ۱۰۱، کی پاس وفد

۱۴۸، نائب میر عالم ۱۸۷، تمیل حکم میں ۱۸۸، کی

نسبت فرمان اور صلہ رگی ۱۸۹، کی نظر بندی پر نظر ۱۹۰

بے اجازت آجانا ۱۹۱

مشر الدولہ - دیکھو سیف الملک -

مشر خباک ۲۰

مصباح العارفين ۱۶۰

مصطفیٰ انگر ۱۱۸، ۶۳

معالی میاں - دیکھو سیف الملک -

معین الدولہ ۲۹، ۱۸۲۶

معفرت مآب کی اجازت ۲

معفرت نزل، ماموری میر عالم ۱۰۸، کا حکم بہت کم

۱۲۲، کی نہالیش ۱۲۴، کا حکم فوج بنے فائدہ کو ۱۳۰

کاسو وطن ۲۰۰

معفرد الدولہ - دیکھو کرک پیا کرک ولیم -

مکر مہ بانو بیگم ۱۰۶

مچھلی بندر ڈاک کا انتظام ۱۳۳

مچھلی کمان ۱۵۲

محمد بیگ ۲۸

محمد تقی خاں ۱۳۷

محمد حسین ۳۰

محمد سعید ۱۲۹

محمد شاہ پور ۱۴۴

محمد علی دیکھو اشج الدولہ

محمد علی شوستری - ۱۴۸

محمد غیاث - ۴۲

محمد کاظم ۱۶۶

محمد نگر میں بند گانغالی ۶۶

محکم ۱۷۷ و ۱۷۸

مختار الملک تراب علی خاں ۴، کے عہد میں برابر

انگریزی میں ۱۴۲، کا انتخاب ۱۴۳

مدرس میں دیوان ۲۰، میں سعید الدولہ ۲۹، میں

ڈاک ۱۳۳، کا بریدی تعلق ۱۳۴

مرار پڈت - ۲۷

مرتضیٰ نگر ۲۰

مرتضیٰ یار خان - دیکھو سیف الملک -

مرزا قاسم ۲۲

مکھن لال توجی کشیدگی ۹۸،

کی معذرت ۱۲۷، سے مطالبہ ۱۲۷،

ہتساب جی ۱۶۲،

مختارالام ۹۳، سے مشورہ اور خط ۱۰۶،

مہدی یار خاں ۲۲،

منرو سکرٹری کمیٹی تعین ۷۸، کا عدم اطمینان ۱۰۷،

میدک بتصرف فرانسیسی ۵۷،

نیرالملک علی زماں خاں غیور جنگ ۴، خواصی میں

میدنی پور ۲۷ و ۲۸،

۱۳۶، کا عقد ۱۳۹، کا عقد ثانی ۱۴۱، کا انتخاب

✓ میردوراں - میرضی (فرزذیر عالم) خطاب ۳۶، سے

۱۹۹، کے شریک خدمت ۲۰۵،

مطالعہ جوامع ۱۰۰، پیدائش ۱۳۷، کو جاگیر ۱۳۸،

موتمن الدولہ دیکھو درگاہ قلی خاں -

کو عرض جمعیت میں جاگیر ۱۴۳، کی محمدی جاگیر سے ۱۴۴،

موتمن الملک دیکھو درگاہ قلی خاں -

کی قبر ۱۹۶،

موتمن الملک دیکھو کرک پیارک جے - ۷۱ -

میرزا محمد علی ۶،

موتمن خاں ۴،

میرزا محمد مہدی شہرستانی سے خط و کتابت ۱۹۹،

موٹاپلی ۲۰،

میر صادق ۵،

موسلی جام تیس ۵۳،

✓ میر عالم (دیکھو ابوالقاسم بھی) ۶، سفر کی روئداد ۲۴،

موسلی ریمون ۵۷، کی وکالت اور سررشتہ داری

عبدالرحمان ۲۹، مسئلہ استقبال ۲۹، ملاقات ۳۲، ۳۳،

موسلی خان دیکھو رکن الدولہ -

تحفہ نظام ۳۴، واپسی ۳۴، باز دید ۳۵، خطاب ۳۶، انظار

ہماندی ۲۶،

کلکتہ میں کیا کیا ۳۹، تفویض سرکاران شمالی ۴۱، عہد نامہ

ہمیت رام وکیل و سررشتہ دار و تعلقدار و مخالفت

۴۳ و ۴۴، بہارک بکند رعایہ ۴۸، صلحیں ۴۸، واپسی از

۱۱۴، حوالگی بیگم ۱۱۷، تعلقہ برابر ۱۱۷، کی فکر

۴۹، عمل دخل حاکم ۴۹، کا معروضہ ۴۹، سفارت

۱۱۸، کی تشویق ۱۱۸، سکر جانے کا حکم ۱۱۹، خط نامہ

۵۰، ۵۲، ۵۳، سفر سفارت ۵۳، سردار مرہٹہ سے ملاقات

۱۱۹، ترتیبی میں رہنے کی خواہش ۱۲۰، بیتل دل

واپسی از سفارت ۵۵، دورانہ نشانیہ معروضہ ۶۶،

کو جان بڑھ ۱۱۹، کی نیت ۱۲۱، سے مقابلہ ۱۲۲، کا اتفاق

معروضہ نسبت جاگیر عالیجاہ ۶۳، سپہ سالاری پر ۶۳ و ۶۴،

۱۲۲، تعمیل فرمان ۱۲۳، کی روانگی ۱۲۴، کا اخراج ۱۲۷،

کمان کرنل دیلزلی کی نسبت تحریک ۷۳، اختلاف نسبت
تقسیم ۷۸، کی خواہش نسبت جیتل روگ ۸۱، اقتدارت
۸۲، کو انعام ۸۵، کے انعام کا معرفت ۸۵، مدراس میں
بندوبست ملک و تیسریں ۸۵، خلاف معاہدہ امور پر اختلاف
۸۶، تحریک نسبت پیمانگان ٹیپو سلطان ۸۸، انہماق واقعہ
۸۹، تقسیم غنیمت میں حصہ نہ لینا ۹۱، اختلاف ۹۵، علی گ
کاسبب ۹۰، کشیدگی ۹۸، علی گدی ۹۹، استقبال ۹۹،
انگریزوں کی ساخت بابت ۱۰۰، جواہریت کی حوالگی ۱۰۰، کو
اجازت معروضہ ۱۰۰، گھر میں آسہنے کی اجازت ۱۰۲،
انتخاب دیوانی پر ۱۰۵، تقرر دیوانی پر ۱۰۶، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، مترو
دیوانی پر ۱۰۹، کوٹھی کو گئے ۱۱۰، تقرر کی نظیر ۱۱۰، پہلا کام
۱۱۱، پراہام ۱۱۸، کی مرافعت ۱۱۸، کی نسبت سو وطن ۱۱۸،
کی اطلاع دہی ۱۱۹، پر خٹکی ۱۱۹، کا معروضہ ۱۱۹، کا ایما
۱۲۳، کی باریابی ۱۲۳، رزٹینسی کی سائل میں ۱۲۳، کو
نمائش ۱۲۴، دوازدہ دفعات ۱۲۴، کمپنی کے وکیل ۱۲۶،
پردہ ازدہ دفعات کا اثر ۱۲۷، ترتیب جشن ۱۲۷، کا صرفہ
۱۲۸، کی نذر ۱۲۸، کی عرض بیگی ۱۲۸، کی نیابت ۱۲۸، کی
ناخوشی ۱۲۹، کا انتخاب ۱۳۲، کی تدبیر خط ۱۳۵، کے قہر
انتظام مملکت ۱۳۵، کو پیش ۱۳۶، کے محلات ۱۳۷، کا مہم
۱۳۷، فرزند کی شادی ۱۳۸، کی نذر ۱۳۹، کی جاگیر ریجیٹریز
۱۴۲، بندوبست ملک پر ۱۴۳، کا خط گورنر کو اور معروضہ ۱۴۳،

محمودی جاگیر سے ۱۴۴، کا وصی ۱۴۵، کی سرس ۱۴۶،
کابلغ ۱۴۶، انسر الدولہ کی جولائی ۱۴۷، جشن بالگرہ اعلیٰ
۱۴۷، نذر ۱۴۷، جو اہتر متقیم الدولہ کے پاس ۱۴۸، عام
اجازت سیر ۱۴۹، کے اشعار بارہ درسی کے محل پر ۱۵۰، کے
مکانات ۱۵۰، کا دیوان خانہ ۱۵۱، کی منڈی ۱۵۲، کا کتاب
۱۵۳، کی تحریر پر کی نسبت ۱۵۵، علمی لکچری ۱۵۹، کی تصنیف
۱۶۰، شتوی و شاعری و دیوان ۱۶۱، ماہ لغاسے تعلق ۱۶۳،
کے شاگرد و تخلص ۱۶۴، کا خط کرک پیارک کو ۱۶۷، مجلس
میں ۱۷۷، کے اخلاق ۱۷۸، کا جود و سخا ۱۷۹، کے طرز
عمل کا مقابلہ اسطو جاہ سے ۱۸۰، کا اصول حکومت ۱۸۱،
کی فہم و راست ۱۸۱، کی رسائی فہم ۱۸۲، رسل کی تحریر میں ۱۸۳،
کے خصائل ۱۸۴، اضافہ اونس و شریک مصالحت و کونالر کی
تحریر میں ۱۸۵، کی کمزوری، کی تصدیق پروری، کی ایک طاقت
۱۸۶، انگریزی سے لاعلمی و حسن تدبیر ۱۸۷، کے الکی سنی
و خیرات ۱۸۸، کی یادداشت ۱۸۹، کی جھج و الماعت
۱۹۰، کے ڈیرے میں متقیم الدولہ و اعتصام ملک کے کٹر
میں و متقیم الدولہ کی واپسی و طرز عمل و رئیس لکھنؤ کی علمی ۱۹۱،
کی معذرت و خوش اخلاقی و خیر عمومی خطاب کی وجہ اطلاع ۱۹۲،
شہسوار علی کو ماہوار ۱۹۳، فساد خون ۱۹۴، کی وفات ۱۹۵،
کی قبر ۱۹۶، ہجرت استغفار ۱۹۷، زیارت اور رقم مہینہ ۱۹۸،
عتاب اور ایک خط کا فقرہ و ہجرت ۱۹۹،

میرکلاں خاں ۱۰۶

نندی درگ میں بداسنی ۱۳۰

میر مومن کاروپہ اور دائرہ ۱۹۳ کے دائرہ میں فن ۱۹۵

نورالاصغیا کا قطعہ تاریخ ۱۵۷

میسور - ۵، جنگ ۲۰

✓ نورجہاں آرا بیگم - میر عالم کی بیوہ ۱۳۸، کو جاگیر ۱۴۲، +
موسیٰ الہا ۱۴۶

ن

✓ ناد قلم خاں ۱۵۰

نہر حسینی کی تعمیر ۱۹۸

ناگیور ۲۱، ۲۵

نیاپیل ۱۴۷

ناگل پل ۱۰۱

نیاز بہادر خان ۱۴۹

نہجۂ اشرف کا قطعہ اور دہائیوں کا حملہ ۱۹۸

و

وائی گاؤں ۱۱۶

نجم الدولہ (دیکھو رضا بنجم)

واحد علی خاں ۱۲۸

نندی پاز ۱۴۸

والاجاہ آباد میں بداسنی ۱۳۰

نزل جاگیر علیجاہ میں ۶۳

وچو رہٹ ۲۷

نشان حیدری ۵

ورنگل ۲۰

نظام (دیکھو نظام علیخان بھی) حلیف کپنی ۲۰، کی ناخوشی ۲۱

وفادار خاں ۱۰۲

کو واجب الوصول رقم ۲۳، روپیہ ۲۲، روایتی ۲۲ کی

ولسن (مورخ) ۶۶

شکت ۵۵، انگریزی فوج کی برطرفی ۵۵، مخالفیٹ پوٹا

ولمٹ سی کا قول ۱۱۸، تالاب کی نسبت ۱۵۴

۶۵، کا حکم برطرفی ۶۶، کا حصہ میسوریں ۸۴

ولیم رکن دیکھو رکن -

نظام علیخان (دیکھو نظام بھی) سرکاری میررضی کو ۲، کو

ویراپور ۱۱۷

اطلاع ۱۹، فوج زدہ ۲۰، کا انتقال ۱۰۴

ویشویشوارایا ۱۵۹

نظام یار جنگ جہاس علیخان ۲۲، ۲۳، کو خطاب ۱۲۸

ویلزی دیکھو مارکوس ویلزی -

✓ نفیسہ بیگم فقیر عالم ۱۳۷، کی شادی اور وضع عمل انتقال ۱۳۹

نگارستان اسفنی جاگیر سید رضی کے متعلق ۳۰۲

ہادی الدولہ - ۱۷۳

ہاریس دیکھو خزل ہاریس -

ہالٹڈ رزیڈنٹ ۱۷، کوہدایت ۲۱، واپسی ۲۲،

ہالی برٹن کی تحریر ۱۱۶،

ہرمین ایتھ دیکھو ایتھ،

ہسٹری آف دی مرہٹاس میں اسباب جنگ کھڑلا ۵۱،

ہندو من سمدار فوج ۶۷،

ہنری رسل دیکھو رسل،

ہنمنت راؤ ۱۰۵،

می

یادگار مکھن لال ۳،

یاورالدولہ سفارت پر ۱۲۸،

یکساں دیکھو ببر علی،

یوسف علی خاں دیکھو سالار جنگ،

صحیفہ نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۳	زندگی میں	زندگی ہیں
۱۶۰	۵	جس	جن
۲۰	۱۳ حاشیہ	بخاری	بخاری
۲۱	۱۲	فرانسیسی اس	اس فرانسیسی
۳۱	۸	جینے در سر بند	جینے اور سر بند
۳۸	۲	موقع	مواقع
۵۵	۱۲	واپس سے ہوے	واپس ہوے
۵۶	۱۱	چاہتے تھے	چاہتی تھی
۷۵	۱۳	آماہ	آمادہ
۸۰	۴	سیلماں جاہ کے	سیلماں جاہ ان کے
۹۶	۹	کپینی کے بہادر	کپینی بہادر کے
۹۷	۱۰	اور اور	اور
۹۹	۹	اور	.
۱۰۵	۷	ی بھی	کئی
۱۱۴	۱۱ عنوان	رائے	رام
۱۱۶	۱۸ حاشیہ	سب ڈی لے ری	سب سی ڈی لے ری
۱۲۱	۱۴	اسی	اس
۱۲۲	۱۷	اراجہ کو	راجہ کو
۱۲۴	۴	سرفراز	سرفراز
۱۲۷	۱	متعلقہ	متعلق
۱۳۰	۱۵	میر عالم باغ	میر عالم کے باغ
۱۳۰	۱۰	تھی	ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۱	۱۴	لاق	لایق
۱۴۹	۵	پاورچنیا نہ	پاورچنیا نہ
۱۵۱	۱	اور منڈی کے شمال رخ پڑا تھا	اور منڈی کے شمال رخ پڑا تھا
۱۵۵	۱۴	دروازوں	دروازوں
۱۵۷	۱۵	عرق	عرق
۱۶۲	۱۳ حاشیہ	محجری	محجری
۱۷۶	۱۱	کیا	کیا
۱۷۷	۳	علیہ السلام	علیہا السلام
۱۷۹	۱۷	طبیعتاً	طبعاً
۱۸۵	۱۰	تھا	تھا
۱۸۶	۳	اس کے وہ	اس کے کہ وہ
"	۵	پڑھنے	پڑھنے
۱۹۲	۴	دوور	دور
۱۹۲	۱۸ حاشیہ	مناسب	مناسب
۱۹۳	۱	حضرت مومنؑ	حضرت میر مومنؑ
۱۹۵	۴	۱۳۲۲ھ	۱۲۲۳ھ
"	۱۱	فرووس	فردوس
"	۱۵	ہوے	ہوی

— (مطبوعہ) —

شمس الاسلام پریس حقیہ بازار
— حیدر آباد دکن —